خطبات ربیع النور

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

- سب سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
- قرآن مجید اور آداب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- موئے مبارک
- صحابہ کرام اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- گستاخوں کے انجام
- آنکھوں کا تارا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- تو زندہ ہے واللہ
- حسن وجمال
- سماعت وبصارت
- سب نے میلاد منایا
- برکات میلاد صلی اللہ علیہ وسلم
- معجزات ◦ وجوہاتِ محبت ◦ سب کچھ ملا
- ◦ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ◦ درود وسلام

مصنف
استاذ الفقہ والحدیث
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت
0332-9292026

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	خطبات ربیع النور
مصنف	مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ
سنِ اشاعت	صفر المظفر 1437ھ/نومبر 2015ء
صفحات	
قیمت	
ناشر	**مکتبہ امام اہلسنت**، داتا دربار، لاہور

فون:0332:1632626=0332:9292026

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
حسان پرفیومرز، کراچی	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
مکتبہ غوثیہ کراچی	مکتبہ غوثیہ راولپنڈی
مکتبہ فیضان سنت ملتان	کرماں والا بک شاپ

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

الحمدلله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین اما بعد فاعوذ

بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

(1)سب سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی　　سب سے بالا ووالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی　　دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
ملکِ کونین میں انبیا تاجدار　　تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
خلق سے اولیا ،اولیا سے رُسل　　اوررسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے　　ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے　　ہے اس اونچا سے اونچا ہمارا نبی
انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو!　　کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا اشعار میں یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں ،تمام انبیاء ومرسلین کے سردار ہیں، یقیناً یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جس پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر(1)

تمام انبیا علیہم السلام مخصوص قوموں کی طرف مبعوث کیے گئے اور ہمارے نبی مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

(پ13سورۂ ابراہیم،آیت4)

علما فرماتے ہیں: یہ آیۂ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔ (فتاوی رضویہ،ج30،ص142،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (پ8،سورۃ الاعراف،آیت59)

قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ ھُوۡدًا﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔

(پ8،سورۃ الاعراف،آیت65)

قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿وَ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ (پ8،سورۃ الاعراف،آیت73)

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔

(پ8،سورۃ الاعراف،آیت80)

قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔ (پ8،سورۃ الاعراف،آیت85)

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے:﴿ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡ بَعۡدِھِمۡ مُّوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَائِہٖ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔

(پ9،سورۃ الاعراف،آیت103)

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کواس کی قوم پر عطا فرمائی۔

(پ7، سورۃ الانعام، آیت83)

قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔

(پ23، سورۃ الصافات، آیت147)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

(پ3، سورۂ آل عمران، آیت49)

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا: ((وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً)) ترجمہ: نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، ج1، ص74، دارطوق النجاۃ)

دوسری روایت میں فرمایا: ((كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَرْيَتِهِ وَلَا يَعْدُوهَا)) ترجمہ: نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔

(صحیح ابن حبان، ذکر الخصال التی فضل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج14، ص309، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

اور اللہ تعالیٰ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(پ22، سورہ سبأ، آیت28)

ایک مقام پر فرماتا ہے: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

(پ9 سورۃ الاعراف، آیت158)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

(پ18، سورۃ الفرقان، آیت1)

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً)) ترجمہ: میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف بھیجا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ج1، ص371، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے ہے۔ دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ علیہم السلام وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام انبیا و ملائکہ سے افضل کیا۔

حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ﴾ فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ)) ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے دیگر رسولوں کے لیے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان والا تاکہ انہیں (اللہ کی نشانیاں) بیان کرے۔ اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے فرمایا: ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں کیلئے۔ تو حضور کو تمام جن وانس کا رسول

بنایا۔

(سنن دارمی،باب مااعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص193،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

علماء فرماتے ہیں:''رسالتِ والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے، اور محققین کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل (ہے)۔''

(فتاوی رضویہ،ج30،ص145،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر وشجر وارض وسماء وجبال وبحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطۂ عامّہ ودائرہ تامّہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علٰمین، اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافّۃ اس مطلب پر احسن الدلائل۔ طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ((مامن شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس)) ترجمہ: کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو، مگر بے ایمان جن وآدمی کے۔

(کنز العمال بحوالہ طبرانی،الفصل الثالث فی فضائل متفرقہ الخ،ج11،ص411،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(المعجم الکبیر الطبرانی،عن ابن عباس،ج12،ص155،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ ☆فتاوی رضویہ،ج30،ص145،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

دلیل نمبر2:

تمام انبیا معجزات لے کر آئے اور ہمارے نبی سراپا معجزہ بن کر تشریف

لائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں کے ساتھ بھیجا۔ (پ12،سورۂ ہود،آیت96)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا، یدِ بیضا وغیرہ معجزات اور نشانیاں لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

تمام انبیاء اور رسولوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَ الْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: صاف نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے۔ (پ4،سورۂ اٰلِ عمران،آیت184)

الغرض ہر نبی کچھ نہ کچھ معجزات لے کر آیا، کوئی کم، کوئی زیادہ۔۔۔۔ مگر حضور سید المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باری آئی تو رب عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معجزہ یا معجزات لے کر آئے، دلیل یا دلائل لے کر آئے بلکہ فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔ (پ6،سورۃ النساء،آیت174)

یعنی خود حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات ہی سراپا معجزہ و دلیل ہے۔

دلیل نمبر3:

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں تمام انبیاء علیہم السلام کو نام سے خطاب فرمایا اور محبوب کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پورے قرآن مجید میں ایک مقام پر بھی نام سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ جب بھی خطاب فرمایا تو القابات سے فرمایا۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ

زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے آدم!تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو۔

(پ8،سورۃ الاعراف،آیت19)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام کے ساتھ۔ (پ12،سورۂ ہود،آیت48)

رب عزوجل فرماتا ہے:﴿وَنٰدَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰھِیْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم!بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ (پ23،سورۃ الصافات،آیت104,105)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:﴿یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے موسیٰ!بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

(پ20،سورۃالقصص،آیت30)

فرمانِ خداوندی ہے:﴿یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اے عیسیٰ!میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ (پ3،سورۂ اٰلِ عمران،آیت55)

اللہ رب العٰلمین فرماتا ہے:﴿یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے داؤد!بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

(پ23،سورۂ ص،آیت26)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے زکریا!ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی۔

(پ16،سورۂ مریم،آیت7)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ﴾ترجمۂ کنز الایمان:اے یحییٰ!کتاب مضبوط تھام۔ (پ16،سورۂ مریم،آیت12)

غرض قرآنِ عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے

مگر جہاں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصافِ جلیلہ و القابِ حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے:

﴿یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شٰھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴾ترجمۂ کنز الایمان:اے غیب کی خبریں بتانے والے!بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت45)

﴿یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے رسول!پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

(پ06،سورۃ المائدہ،آیت67)

﴿یَا أَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ اللَّیْلَ إِلَّا قَلِیْلًاo ﴾ترجمہ:اے جھرمٹ مارنے والے!رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔ (پ29،سورۃ المزمل،آیت1,2)

﴿یَا أَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَأَنْذِرْ o﴾ترجمہ:اے بالاپوش اوڑھنے والے!کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔ (پ29،سورۃ المدثر،آیت1,2)

﴿یٰسٓ o وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o﴾ترجمہ: اے یٰس!یا اے سردار!مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی،بے شک تو مرسلین میں سے ہے۔ (پ22،سورۂ یٰس،آیت1تا3)

﴿طٰہٰ o مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی o﴾ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

(پ16،سورۂ طٰہٰ،آیت1,2)

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو اِن نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہت حضور سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔

یا آدم است با پدر انبیا خطاب

یاایھا النبی خطاب محمد است

(''اے آدم!'' نبیوں کے باپ کے لیے خطاب ہے۔اور محمد مصطفے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے لیے خطاب ہے''اے نبی'')

امام عزالدین عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے تمام امرا کو نام لے کر پکارے اوران میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے اے مقرب حضرت، اے نائبِ سلطنت ،اے صاحبِ عزت ،اے سردارِ مملکت ۔۔۔۔تو کیا کسی طرح محلِ ریب وشک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد وارا کین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

دلیل نمبر4:

نہایت یہ ہے کہ یہود مدینہ ومشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ انداز میں گفتگو کرتے ۔ان مقالات خبیثہ کو بغرض ردوابطال بارہا نقل فرمایا گیا مگران گستاخوں کی اس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے ،محلِ نقل میں ذکر نہ آیا۔ہاں! جہاں انہوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی ،اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی ،اسے قرآن مجید نقل کرلایا کہ:﴿قالوا یایھا الذی نزل علیه الذکر﴾ترجمہ:بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

بخلاف انبیائے سابقین علیہم السلام کے کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

﴿یٰنُوۡحُ قَدۡ جٰدَلۡتَنَا﴾ترجمہ:اے نوح!تم ہم سے جھگڑے۔

(پ12،سورۃہود،آیت32)

﴿ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰۤاِبۡرٰھِیۡمُ﴾ ترجمہ: کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا؟اے ابراہیم۔ (پ17،سورہ انبیاء،آیت62)

﴿یٰمُوۡسَی ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَھِدَ عِنۡدَکَ ﴾ترجمہ:اے موسی ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرواس عہد کے سبب جواس کا تمہارے پاس ہے۔

(پ9،سورۃالاعراف،آیت133)

﴿یٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ترجمہ:اے صالح!ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو۔ (پ8،سورۃ اعراف،آیت77)

﴿یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَهُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ ﴾ترجمہ:اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔ (پ12،سورۃہود،آیت91)

دلیل نمبر5:

بلکہ پچھلی امتوں کے مطیعین بھی انبیا علیہم الصلوۃ و التسلیم سے یونہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح نقل فرمایا۔

اسباط نے کہا:﴿یٰمُوۡسٰی لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وّٰحِدٍ ﴾اے موسیٰ!ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔ (پ1،سورۃالبقرۃ،آیت60)

حواریوں نے کہا:﴿یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ھَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّکَ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے عیسیٰ بن مریم! آپ کا رب ایسا کرسکتا ہے؟

(پ7،سورۃالمائدۃ،آیت112)

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔

اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ

بَعْضِکُمْ بَعْضًا ﴾اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (پ18،سورۃالنور،آیت63)

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو: یارسول اللہ، یانبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ آلک اجمعین۔

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، فرمایا: ((کانوا یقولون یا محمد یا اباالقاسم فنھٰھم اللہ عن ذٰلک اعظاماً لنبیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فقالوا یا نبی اللہ، یا رسول اللہ)) ترجمہ: یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابالقاسم کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہا کرتے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الاول، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول، ص۷، الدرالمنثور، تحت الآیۃ ۶۳/۲۴، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲۱۱/۶)

بیہقی امام علقمہ وامام اسود اور ابونعیم، امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، یہ سب فرماتے ہیں: ((لاتقولوا یا محمد ولٰکن قولوا یا رسول اللہ، یا نبی اللہ)) ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔

(تفسیر الحسن البصری، تحت الآیۃ ۶۳/۲۴، المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ، ۱۶۴/۲، الدرالمنثور بحوالہ عبدبن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیۃ ۶۳/۲۴، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲۲۱/۶)

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ولہٰذا علما تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔

دلیل نمبر 6:

خیر یہ تو خود حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا معاملہ تھا۔ حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطابِ امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایھا المساکین فرمایا کرتا۔ توراۃ مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے۔

(نسیم الریاض، الباب الاول، الفصل الثالث، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند، ۱۸۸/۱)

اور اس امت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے ﴿یٰایھا الذین اٰمنوا﴾ (اے ایمان والو!) فرمایا گیا ہے۔

امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی؟ سچ ہے پیارے کے علاقہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ3،سورہ آل عمران،آیت31)

دلیل نمبر 7:

قرآن عظیم میں جا بجا انبیا علیہم السلام سے کفار کا جاہلانہ اندازِ گفتگو مذکور ہے، جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیا طرح طرح سے انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے حلم عظیم وفضل کریم کے لائق جواب دیتے۔

(۱) سیدنا نوح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا: ﴿اِنَّا لَنَرٰیکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ترجمہ: بیشک ہم تمھیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ ترجمہ: اے میری قوم! مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں میں تو رسول ہوں پروردگارِ عالم کی طرف سے۔

(۲) سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے عاد نے کہا: ﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴾ ترجمہ: یقیناً ہم تمھیں حماقت میں خیال کرتے ہیں، اور ہمارے گمان میں تم بے شک جھوٹے ہو۔

جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ ترجمہ: اے میری قوم! مجھ میں اصلا سفاہت نہیں، میں تو پیغمبر ہوں رب العلمین کا۔

(۳) سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدین نے کہا: ﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ﴾ ترجمہ: ہم تمھیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں، اور اگر تمھارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمھیں پتھروں سے مارتے، اور تم ہماری نگاہ میں کچھ عزت والے نہیں۔

جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: ﴿یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ﴾ ترجمہ: اے میری قوم! کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔

(۴) سیدنا موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرعون نے کہا: ﴿اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴾ ترجمہ: میرے گمان میں تو اے موسی! تم پر جادو ہوا ہے۔

جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ

هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴾ ترجمہ: تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان وزمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو، اور میرے یقین میں تو اے فرعون! تو ہلاک ہونے والا ہے۔

مگر حضور سید المرسلین افضل المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت والا میں کفار نے جو زبان درازی کی ہے رب تعالیٰ نے خود جوابات دیئے، اور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خود دفاع فرمایا۔ طرح طرح حضور کی تنزیہ و پاکیزگی ارشاد فرمائی۔ جابجا رفع الزام پر قسم یاد فرمائی، یہاں تک کہ رب العلمین نے ہر جواب سے حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدرجہا حضور کے لیے بہتر ہوا۔ اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔

(۱) کفار نے کہا: ﴿وَ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے وہ جن پر قرآن اترا، بیشک تم مجنون ہو۔

حق جل وعلا نے ارشاد فرمایا: ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ۝ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴾ ترجمہ: قسم قلم اور نوشتہائے ملائک کی تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے: ''ان محمدا ودعه ربه وقلاه'' ترجمہ: بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا، اور دشمن پکڑا۔

(تفسیر بغوی، تحت الآیة ۹۳/ ۴۶۵)

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿وَ الضُّحٰى وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى ﴾ ترجمہ: قسم ہے دن چڑھے کی، اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے یا قسم اے محبوب تیرے روئے روشن کی، اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر آئے۔ ﴿مَا وَدَّعَكَ

رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ﴾ترجمہ: نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اور یہ اشقیا بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہربانی ہے، اس مہربانی ہی کو دیکھ دیکھ کر جلے جاتے ہیں، مگر انہیں خبر نہیں کہ: ﴿وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴾ترجمہ: بے شک آخرت تیرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وہاں جو نعمتیں تجھ کو ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں، نہ کسی بشر یا ملک کے خطرے میں آئیں، جن کا اجمال یہ ہے: ﴿وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾ترجمہ: قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) کفار نے کہا: ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا ﴾ترجمہ: تم رسول نہیں ہو۔

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴾ترجمہ: اے سردار! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسل ہے۔

(۴) کفار نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شاعری کا عیب لگایا۔ حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ ﴾ترجمہ: نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔

(۵) منافقین حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں کوئی کہتا ایسا نہ ہو کہیں ان تک خبر پہنچے۔ آگے سے کہتے: پہنچے گی تو کیا ہوگا، ہم سے پوچھیں گے ہم مکر جائیں گے، قسمیں کھا لیں گے، انھیں یقین آ جائے گا، کہ ﴿هُوَ اُذُنٌ ﴾ترجمہ: وہ تو کان ہیں جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے۔

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ ﴾ترجمہ: وہ تمھارے بھلے کے

لیے کان ہیں۔ کہ جھوٹے عذر بھی قبول کر لیتے ہیں اور بکمال حلم وکرم چشم پوشی فرماتے ہیں۔ ورنہ کیا انھیں تمھارے بھیدوں اور خلوت کی چھپی باتوں پر آگاہی نہیں۔

(۶) ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا: ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ﴾ترجمہ: اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کرے گا عزت والا ذلیل کو۔

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ترجمہ: عزت تو ساری خدا اور رسول و مومنین ہی کے لیے ہے، لیکن منافقین کو خبر نہیں۔

(۷) عاص بن وائل شقی نے صاحبزادہ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے انتقال پُر ملال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا۔

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴾ترجمہ: بیشک ہم نے تمھیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، اور تمھاری ثنا کا ڈنکا تو قیامِ قیامت تک اکنافِ عالم واطرافِ جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک وآفاق زمین میں پڑھا جائے گا۔ پھر اولاد بھی تمھیں نفیس وطیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمھارے بال بچے ہیں، اور تم سا مہربان ان کے لیے کوئی نہیں، بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمھاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمھارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابو البشر آدم تمھیں یاد کرتے تو یوں کہتے: ((یا ابنی صورۃً اباى

معنیؐ)) ترجمہ:اے میرے ظاہری بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

(المدخل لابن الحاج ،فصل فی مولد النبی صلی الله تعالی علیه وسلم دار الکتب العربی بیروت ۳۴/۲)

پھر آخرت میں جوتمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو۔ تو تم ان اشقیا کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ ﴿فصل لربک وانحر ﴾ترجمہ: رب کے شکرانہ میں اس کے لیے نماز پڑھو اورقربانی کرو۔﴿انّ شانئک هو الابتر ﴾ترجمہ: جوتمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔ کہ اس کی اولاد تمہارے دین حق میں آکر بوجۂ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کی جائے گی۔ پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا، اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے، تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی ونفرین کے ساتھ لیا جائے گا، اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذبالله تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جمع فرما کر وعظ ونصیحت اوراسلام واطاعت کی طرف دعوت دی، ابولہب شقی نے کہا: ''تبّالك سائر اليوم لهذا جمعتنا ''ترجمہ: ٹوٹنا اور ہلاک ہونا تمہارے لیے ہمیشہ کو ،کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة تب یداابی لهب ۱۱۱، قدیمی کتب خانه ۷۴۳/۲، صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب بیان من مات علی اکفرالخ،قدیمی کتب خانه کراچی ۱۱۴/۱، تفسیر المراغی ، تحت الآیة ۱/۱۱۱ ،داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲۶۰/۳۰)

حق جل وعلانے فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴾ترجمہ: ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے۔ اور وہ خود ہلاک وبرباد ہوا۔﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ﴾ترجمہ: اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ

لَهَبٍ ﴾ترجمہ: اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔﴿وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴾ترجمہ: اوراس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر لئے۔﴿فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴾ترجمہ: اس کے گلے میں مُونج کی رسی۔

بالجملہ اس روش کی آیتیں قرآن عظیم میں صدہا نکلیں گی۔

(۹) اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور ادھر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصے اس مضمون پر شاہد عدل ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' میں فرماتے ہیں: ''حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے، اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی، اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاک دامنی کی گواہی دی، اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبۂ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت وامتیاز ان کا بڑھائیں۔

(سرور القلوب فی ذکر المحبوب)

محل غور ہے کہ اراکین سلطنت سے سرکش لوگ بے ادبی سے پیش آئیں اور بادشاہ ان کے جوابوں کو انہیں پر چھوڑ دے۔ مگر ایک سردار باوقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو کہ مخالفین جو زبان درازی اس کی جناب میں کریں، حضرت سلطان اس مقرب ذی شان کو کچھ نہ کہنے دے، بلکہ بہ نفس نفیس اس کی طرف سے تکلف جواب کرے۔ کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ سرکار سلطانی میں جو اعزاز اس مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں، اور جو خاص نظر اس کے حال پر ہے اوروں کا حصہ اس میں نہیں۔ والحمدلله رب العٰلمین۔

دلیل نمبر 8:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (پ3،سورۂ اٰلِ عمران،آیت81,82)

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المومنین جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے:((لم یبعث اللہ نبیا من اٰدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنّہ ویاخذ العھد بذٰلك علی قومہ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیا بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہو تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

(جامع البیان(تفسیر الطبری)۳/۸۱ داراحیاء التراث العربی بیروت۳/۳۸۷☆المواهب اللدنیة عن

علی المقصد الاول خذ العھد علی الانبیاء ، المکتب الاسلامی بیروت، ۱/۶۶)

اسی طرح حبر الائمہ عالم القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا۔ (جامع البیان(تفسیر الطبری)۳/۸۱ داراحیاء التراث العربی بیروت۳/۳۸۷)

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والثناء نشر مناقب وذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارکہ مجالس ومحافل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پُرنور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ﴿مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ (اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔) کہتا تشریف لایا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:((لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اٰدم فمن بعدہ ولم تزل الامم تتباشر بہ وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امة، وفی خیر قرن وفی خیر اصحاب وفی خیر بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو خبر دیتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعدا پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیت باخذ المیثاق الخ، مرکز اہلسنت گجرات ہند، ۱/۸،۹)

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے:

﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

(پ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 89)

علما فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے: ''اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اٰخرالزمان الذی نجد صفتہ فی التورٰۃ'' ترجمہ: الٰہی! مدد دے ان پر، صدقہ نبی آخرالزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ (الدرالمنثور، تحت الآیۃ ۸۹/۲، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۶/۱)

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

اسی پیمانِ الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((والذی نفسی بیدہٖ لو ان موسیٰ کان حیًّا الیوم ماوسعہ الا ان یتبعنی)) ترجمہ: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ۳۸۷/۳☆دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الاول، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول، ص۸)

اور یہی باعث ہے کہ جب قربِ قیامت میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نزول فرمائیں گے باوجود اس کے کہ منصب نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پرنور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ((کیف انتم اذا نزل ابن مریم

فیکم وامامکم منکم)) ترجمہ: کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۴۹۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسٰی بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۸۷)

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصل الاصول ہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیا و رسل سے ہے وہ نسبت انبیا و رسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع و طفیلی ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں)

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اوّلاً انبیا علیہم الصلوۃ والثناء معصومین ہیں۔ زنہار حکم الٰہی کا خلاف ان سے متحمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریقِ امر انہیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عہد ﴿ الست بربکم ﴾ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام

ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ثانیاً اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا: ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ﴾

ترجمہ: تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سُبکی فرماتے ہیں: شاید سوگندِ بیعت (بیعت کا حلف) اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

ثالثاً نون تاکید۔

رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقلِ تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامساً یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیا ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر استفسار فرمایا: ﴿ءاقررتم﴾ ترجمہ: کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا: ﴿وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی﴾ یعنی خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً علیہ یا علیٰ ھٰذا کی جگہ ﴿عَلٰی ذٰلِکُمْ﴾ فرمایا کہ بُعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ ﴿فَاشْھَدُوْا﴾ ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ۔

حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مُکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ﴾ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشراً سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیا کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرما دی گئی کہ: ﴿فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ ترجمہ: اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام واہتمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ﴾

ترجمہ: جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو۔

گویا اشارہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جزاول لا الٰہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول ومقتدا کہ انبیا ومرسلین بھی اسکی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

دلیل نمبر 9:

اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾

ترجمہ: اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیا وملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لاجرم حضور پرنور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان سب پر رحمت ونعمتِ رب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند وفیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض وسما میں، ابتدا وانتہا

میں، دین ودنیامیں، روح وجسم میں، چھوٹی یابڑی، بہت یاتھوڑی، جونعمت ودولت کسی کوملی یااب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ (فتاوی رضویه،ج30،ص141،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیۂ کریم کے تحت لکھا: ''لما کان رحمة للعالمین لزم ان یکون افضل من کل العلمین ''ترجمہ: جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)تحت الآیة ۲/۲۵۳،دارالکتب العلمیة بیروت،۶/۱۶۵)

دلیل نمبر10:

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: ﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ ﴾ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کوبعض پرفضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور ان میں بعض کودرجوں بلندفرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاپر رفعت وعظمت بخشی، جیسا کہ امام بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی، قسطلانی، زرقانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے اس پرنص فرمائی ہے۔

(تفسیر البغوی،تحت الآیة ۲/۲۵۳،دارالکتب العلمیة بیروت، ۱/۱۷۷☆تفسیر البیضاوی،تحت الآیة ۲/۲۵۳،دارالفکر بیروت، ۱/۵۴۹، ۵۵۰ ☆ تفسیر النسفی، تحت الآیة ۲/۲۵۳،دارالکتاب العربی بیروت، ۱/۱۲۷☆تفسیر جلالین، تحت الآیة ۲/۲۵۳،اصح المطابع دہلی، ص ۳۹)

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت وشہرتِ سیادت کی طرف اشارۂ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہی کی طرف ذہن جائے گا، اورکوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیالطف ومزہ ہے۔ع

کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہوجانا

دلیل نمبر11:

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے: ﴿لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ﴾ترجمہ: تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہورہے ہیں۔

(سورة الحجر،آیت72)

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِo وَ اَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِo ﴾ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔ (سورة البلد،آیت2)

اوراللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴾ترجمہ: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (سورة الزخرف،آیت88)

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالْعَصْرِ ﴾ترجمہ: قسم زمان برکت نشان محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی۔ (سورة العصر،آیت1)

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبری کے یہی معنی ہیں والحمد للہ رب العالمین۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ((ما حلف اللہ بحیاة احد الا بحیاة محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال تعالی: ﴿لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ o﴾

وحیاتك یا محمد)) یعنی اللہ تعالی نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کہ آیہ: لعمرک میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

(الدر المنثور بحواله ابن مردويه تحت الايه ۷۲/۱۵،دار احياء التراث العربی بيروت ،۸۰/۵)

ابویعلی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں: ((ماخلق الله وما ذرء وما برء نفسا اکرم علیه من محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وما حلف الله بحیاة احد الا بحیاة محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ o﴾)) ترجمہ: اللہ تعالی نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی کی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

(الدر المنثور بحواله ابی یعلی و ابن جریر و ابن مردويه و البيهقی ☆جامع البيان ☆دلائل النبوة لابی نعيم ،الفصل الرابع ،عالم الكتب بيروت، الجز الاول ص ۱۲)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبدری مکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کرتے ہیں: ((بابی انت وامی یا رسول الله لقد بلغ من فضیلتك عند الله تعالی ان اقسم بحیاتك دون سائر الانبیاء ولقد بلغ من فضیلتك عنده ان اقسم بتراب قدمیك فقال: لا اقسم بهذا البلد)) ترجمہ: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! بیشک حضور کی بزرگی خدا تعالی کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہ الصلواۃ و السلام کی۔ اور تحقیق حضور کی فضلیت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری

کہ حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر کی۔

(المواهب اللدنيه، المقصد السادس ،النوع الخامس ،الفصل الخامس ،ج 3،ص215،المكتبه الاسلامی بيروت ☆نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض ،الباب الاول، الفصل الاول، الفصل الرابع ،ج1،ص196، مركز اہلسنت ہند)

دلیل نمبر 12:

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات ومحاورات ونقل اقوال وذکر احوال پر نظر کیجئے، تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی شان سب انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے بلند وبالا نظر آتی ہے:

(۱) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے نقل فرمایا: ﴿وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ﴾ ترجمہ: مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

(پ19، سورۃ الشعراء، آیت 87)

حبیب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے خود ارشاد ہوا: ﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَه﴾ ترجمہ: جس دن (لوگ اٹھائے جائیں گے) خدا رسوا نہ کرے گا نبی اور اسکے ساتھ والے مسلمانوں کو۔ (پ28، سورۃ التحریم، آیت 8)

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمٰی سے مشرف ہوئے۔

(۲) خلیل علیہ الصلوۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی: ﴿اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ ترجمہ: بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ (پ23، سورۃ الصافات، آیت 99)

حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾ ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت 1)

(۳) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی: ﴿سَیَهْدِیْنِ﴾ ترجمہ: وہ مجھے راہ دے گا۔ (پ23، سورۃ الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: ﴿وَ یَهْدِیَکَ صِرٰطًا مُّسْتَقِیْمًا﴾ ترجمہ: اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت2)

(۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرمایا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے: ﴿هَلْ اَتٰىکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ﴾ ترجمہ: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ (پ26، سورۃ الذاریات، آیت24)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری وسپاہی بنے: ﴿وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ترجمہ: اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ (پ10، سورۃ التوبۃ، آیت40)

اور فرمایا: ﴿یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ﴾ ترجمہ: تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (پ4، سورہ آل عمران، آیت125)

اور فرمایا: ﴿وَ الْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ﴾ ترجمہ: اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ28، سورۃ الطلاق، آیت4)

(۵) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا، انہوں نے خدا کی رضا چاہی: ﴿وَ عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰى﴾ ترجمہ: اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔ (پ16، سورہ طٰہٰ، آیت84)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے ان کی رضا چاہی: ﴿فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ ترجمہ: تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (پ2، سورۃ البقرۃ، آیت144)

اور فرمایا: ﴿وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰى﴾ ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت5)

(۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا: ﴿فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ﴾ ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (پ19، سورۃ الشعراء، آیت21)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا: ﴿وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کیجئے جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (پ10، سورۃ الانفال، آیت30)

(۷) کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طُور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا: ﴿وَ اَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى ۝ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ﴾ الیٰ اٰخر الایات۔ ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر تک۔ (پ16، سورہ طٰہٰ، آیت13,14)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فوق السمٰوٰت مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا: ﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت10)

(۸) داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا: ﴿لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔ (پ23، سورہ صٓ، آیت26)

حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں بقسم فرمایا: ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیO اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ ترجمہ: کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔ (پ27،سورۃالنجم،آیت3,4)

(۹) نوح وہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی: ﴿رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ﴾ ترجمہ: الٰہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

(پ18،سورۃالمؤمنون،آیت26)

محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے خود ارشاد ہوا: ﴿وَّ یَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا﴾ ترجمہ: اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت3)

(۱۰) نوح و خلیل علیہما الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنی امت کی دعائے مغفرت کی: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ13،سورہ ابراہیم،آیت41)

(یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھرے میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (پ29،سورہ نوح،آیت28)

حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو: ﴿وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(پ26،سورہ محمد،آیت19)

(۱۱) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انہوں نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی: ﴿وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ﴾ ترجمہ: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔ (پ19،سورۃالشعراء،آیت84)

حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے خود فرمایا: ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30،سورۃ الانشراح،آیت4)

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا: ﴿عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (پ15،سورۃ الاسراء،آیت79)

کہ جہاں اولین وآخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد وثنا ہر زبان پر جاری ہو گی۔

(۱۲) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انہوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی: ﴿یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ﴾ ترجمہ: ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ (پ12،سورہ ہود،آیت 74)

اور فرمایا: ﴿یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا﴾ ترجمہ: اے ابراہیم! اس خیال سے اعراض فرمایئے۔ (پ12،سورہ ہود،آیت 76)

عرض کی: ﴿اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا﴾ ترجمہ: اس بستی میں تو لوط ہے۔

(پ20،سورۃالعنکبوت،آیت32)

حکم ہوا: ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْھَا﴾ ترجمہ: ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔ (پ20،سورۃالعنکبوت،آیت32)

حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد ہوا: ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ﴾ ترجمہ: اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم!

آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ (پ9،سورۃالانفال،آیت33)

(۱۳)خلیل علیہ الصلوۃ والسلام سے نقل فرمایا:﴿رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ ترجمہ:الٰہی !میری دعا قبول فرما۔ (پ13،سورہ ابراہیم،آیت40)

حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا:﴿وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ ترجمہ:تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ (پ24،سورۃالمؤمن،آیت60)

(۱۴)کلیم علیہ الصلوۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی:﴿نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ﴾ ترجمہ:ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔

(پ20،سورۃالقصص،آیت30)

حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معراج سدرۃ المنتہٰی وفردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی:﴿عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی 0عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی﴾ ترجمہ:سدرۃ المنتہٰی کے پاس،اس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔ (پ27،سورۃالنجم،آیت13,14)

(۱۵)کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے وقت ارسال اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کی:﴿وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ﴾ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔

(پ19،سورۃالشعراء،آیت13)

حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خود شرحِ صدر کی دولت بخشی،اور اس سے منتِ عظمٰی رکھی۔﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ﴾ ترجمہ:کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(پ30،سورۃالانشراح،آیت1)

(۱۶)کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر حجاب نار سے تجلی ہوئی:﴿فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ترجمہ:پھر جب وہ آگ کے پاس آیا،ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے(یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام)۔ (پ19،سورۃالنمل،آیت8)

حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جلوۂ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم وتعظیم کیلئے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی:﴿اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی﴾ ترجمہ:جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔ (پ27،سورۃالنجم،آیت16)

ابن ابی حاتم،ابن مردویہ،بزار،ابویعلی،بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

((ثم انتھی الی السدرۃ فغشیھا نور الخلّاق عزوجل فکلّمہ تعالیٰ عند ذٰلك فقال لہ سل)) ترجمہ:پھر حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرہ تک پہنچے۔خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا۔اس وقت جل جلالہٗ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کلام کیا اور فرمایا:مانگو۔اھ ملخصاً۔

(تفسیر ابن ابی حاتم،ج7،ص2313،مکتبہ نزار مصطفی البابی،مکۃ المکرمۃ☆جامع البیان (تفسیر طبری)،ج27،ص68،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(۱۷)کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا،سب سے برأت وقطع تعلق نقل فرمایا۔جب انہوں نے اپنی قوم کو قتل عمالقہ کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا۔عرض کی:﴿رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾ ترجمہ:الٰہی !میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا،تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔ (پ6،سورۃالمائدہ،آیت25)

حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ظلِ وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ ترجمہ: اوراللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ9،سورۃالانفال،آیت33)

﴿عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(پ15،سورۃالاسراء،آیت79)

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق ومخالف سب کو شامل۔

(۱۸) ہارون وکلیم علیہما الصلوۃ والتسلیم کے لیے فرمایا، انہوں نے فرعون کے پاس جاتے وقت اپنا خوف عرض کیا: ﴿رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

(پ16،سورہ طه،آیت45)

اس پر حکم ہوا: ﴿لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰى﴾ ترجمہ: ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔

(پ16،سورہ طه،آیت46)

حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خود مژدۂ نگہبانی دیا: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

(پ6،سورۃالمائدہ،آیت67)

(۱۹) مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا: ﴿يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھہرا لو؟

(پ6،سورۃالمائدہ،آیت116)

معالم میں ہے: اس سوال پر خوف الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ

علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بُنِ مُو سے خون کا فوارہ بہے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیرالبغوی)،تحت الآیة116/5،ج2،ص66،دارالکتب العلمیة، بیروت)

پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جب غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف ومحبت وکرم وعنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا: ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ ترجمہ: اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انہیں اجازت کیوں دے دی؟

(پ10،سورۃالتوبة،آیت43)

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

(۲۰) مسیح علیہ الصلوۃ والسلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی: ﴿فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(پ3،سورہ آل عمران،آیت52)

حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نسبت انبیاء ومرسلین کو حکم نصرت ہوا: ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾ ترجمہ: تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(پ3،سورہ آل عمران،آیت81)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل واعلیٰ انہیں ملا، اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند توتنہا داری

ترجمہ: جس قدر کمالات انبیا سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات شریف میں موجود، یعنی جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں۔

نوٹ: یہ بیان امام اہلسنت کے رسالہ تجلی الیقین سے ماخوذ ہے جو کہ فتاوی رضویہ کی 30ویں جلد میں موجود ہے۔

(2)قرآن مجید اورآدابِ مصطفی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعظیم وتوقیر کرو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا o لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا o﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! **تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔** (پ26، سورۃ الفتح، آیت8,9)

آسمان کے نیچے ایک دربار ایسا بھی ہے

دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور ان میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اور اپنے مقررہ حاکموں کے ذریعے رعایا سے ان پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤ تو اس طرح کھڑے ہو، اس طرح بات کرو، اس طرح سلامی دو، پھر جو آداب بجالاتا ہے بادشاہ کی طرف سے اس کو انعام ملتا ہے، جو اس کے خلاف کرتا ہے اس کو بادشاہ کی طرف سے سزا ملتی ہے۔ مگر ان کے یہ سارے قاعدے وقوانین صرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں، جن فرشتے حیوانات وغیرہا کو ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان پر ان کی کوئی سلطنت نہیں، اور پھر یہ سارے آداب اس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے، اس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی ختم، سارے آداب بھی فنا، اب نیا دربار اور نئے قاعدے۔

لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر ہونے کے قاعدے، سلام وکلام کرنے کے طریقے خود رب تعالیٰ نے بیان

فرمائے ہیں، اپنی مخلوق کو بتائے ہیں کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ان ان آداب کا خیال رکھنا اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی، پھر لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہماری آنکھوں سے چھپ گیا، اس کی چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہوگئی، اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرمالیا، مگر اس کے آداب اب تک وہی باقی ہیں، اس کی شان وشوکت اسی طرح برقرار ہے، پھر اس دربار کے قوانین صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں بلکہ وسعتِ سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہوسکیں، جنات جھجکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدہ کریں، بے جان کنکر اور درخت کلمہ پڑھیں اور اشارہ پر گھومیں، چاند سورج اشاروں پر چلیں، اشارۂ ابرو سے بادل آکر برسیں اور دوسرا اشارہ پا کر بادل چھٹ جائیں، غرضیکہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کا بندۂ بے زر۔ مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دوجہاں کے مختار، حبیب کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک ومولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دربار ہے، مسلمانو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ، کونین کے دولہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ کے کیا آداب سکھائے۔

(سلطنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم از مفتی احمد یارخان نعیمی، ص3,4، قادری پبلشرز، لاہور)

سورۂ حجرات کی ابتداء میں حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے: ''هَـٰذِهِ آدَابٌ، أَدَّبَ اللَّهُ بِهَا عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَا يُعَامِلُونَ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّوْقِيرِ وَالِاحْتِرَامِ وَالتَّبْجِيلِ وَالْإِعْظَامِ'' ترجمہ: یہ آداب ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کو سکھائے کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توقیر، احترام، تکریم اور تعظیم کس انداز میں کریں۔

(تفسیر ابن کثیر، ج7، ص364، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

آگے نہ بڑھو

تفاسیر میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عیدِ اضحیٰ کے دن سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے قربانی کرلی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن، ج4، ص175، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر بغوی، ج4، ص251، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کردیتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن، ج4، ص175، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر بغوی، ج4، ص252، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ26، سورۂ حجرات، آیت1)

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں، نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ادب واحترام کے خلاف ہے، بارگاہِ رسالت میں نیازمندی وآداب لازم ہیں۔ (خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

اس آیت پاک کی ایک تفسیر یہ بیان کی گئی قرآن وسنت کے خلاف نہ کرو یعنی قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((لَا تَقُوْلُوا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ)) ترجمہ: قرآن وسنت کے خلاف نہ کہو۔

(تفسیر ابن کثیر، ج7، ص364، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

آوازیں اونچی نہ کرو

ایک صحابی جن کا نام قیس بن ثابت بن شماس تھا وہ کچھ اونچا سنتے تھے، جب بارگاہ رسالت میں ہوتے تو بات کرتے ہوئے ان کی آواز اونچی ہوجاتی، بھلا رب کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے حبیب کے حضور بلند آواز سے بولے۔ رب کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے، اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ26، سورۂ حجرات، آیت2)

تفاسیر میں ہے: ''حضرت انس اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقلِ سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند ہوجایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہلِ نار سے ہوں، حضور نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا، انھوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آکر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا، یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنّمی ہوگیا، حضرت سعد نے یہ حال خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہلِ جنّت سے ہیں۔''

(تفسیر بغوی، ج4، ص253، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆تفسیر خازن، ج4، ص176، دارالکتب

العلمیہ، بیروت)

یہ روایت کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی ہے۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص201، دارطوق النجاۃ)

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

(خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

پردہ فرمانے کے بعد بھی

تفسیر ابن کثیر میں ہے: ''وَقَالَ الْعُلَمَاءُ: يُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهِ، كَمَا كَانَ يُكْرَهُ فِي حَيَاتِهِ؛ لِأَنَّهُ مُحْتَرَمٌ حَيًّا وَفِي قَبْرِهِ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِمًا'' ترجمہ: علماء کرام نے فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے جیسا کہ حیات ظاہری میں مکروہ تھا کیونکہ ان کا احترام حیات ظاہری میں بھی ہے اور قبر انور میں بھی، اللہ تعالیٰ کا ان پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، ج7، ص368، دارطیبہ للنشر والتوزیع)

حافظ ابن کثیر نے مذکورہ بالا قول نقل کرنے سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا، جو کہ صحیح بخاری میں بھی ہے، حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: ((كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا

فِی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ترجمہ: میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ کسی شخص نے مجھ کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، انہوں نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ، میں ان دونوں کو لے کر حاضر ہو گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: تم دونوں کا تعلق کہاں سے ہے، انہوں نے جواب دیا: ہم اہل طائف سے ہیں، فرمایا: اگر تم یہاں کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کہ تم دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مسجد میں آوازوں کو بلند کرتے ہو۔ (صحیح بخاری، ج1، ص 101، دار طوق النجاۃ)

امام مالک اور ابو جعفر منصور

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر منصور بادشاہ کو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ارشاد فرمایا: ''یا امیر المؤمنین لاترفع صوتك فی ھٰذا المسجد فان اللہ عزوجل ادب قوما فقال: ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾ الآیۃ و مدح قوما فقال: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ﴾ الآیۃ وذم قوما فقال: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ﴾ الآیۃ وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا فاستکان لھا ابو جعفر وقال یا اباعبداللہ استقبل القبلۃ وادعو ام استقبل رسول اللہ؟ فقال ولم تصرف وجھك عنہ وھو وسیلتك ووسیلۃ ابیك آدم علیہ السلام الی اللہ تعالی یوم القیامۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعہ اللہ عزوجل'' ترجمہ: اے مسلمانوں کے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ26، الحجرات، آیت2)

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ26، الحجرات، آیت3)

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (پ26، الحجرات، آیت4)

بے شک بعد از وصال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی حیات ظاہری میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے فروتنی (عاجزی) کا اظہار کیا اور کہا اے ابو عبداللہ (امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت)! قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کیوں رخ پھیرتا ہے؟ حالانکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی عزوجل میں تیرے اور تیرے جد امجد آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔

(الشفاء، الباب الثالث حرمتہ وتوقیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج2، ص92، دار الفیحاء، عمان)

جو آوازیں پست رکھتے ہیں

تفاسیر میں ہے: آیہ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہما اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے، ان حضرات کے حق میں درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر بغوی، ج 4، ص254، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆تفسیر قرطبی، ج 16، ص308، دارالکتب المصریہ، القاہرہ☆تفسیر بیضاوی، ج5، ص133، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o﴾ ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ26، سورۂ حجرات، آیت3)

جو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں

تفاسیر میں ہے: بنوتمیم کے کچھ لوگ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جب کہ حضور آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکارنا شروع کیا، حضور تشریف لے آئے، ان لوگوں کے حق میں درج ذیل آیت نازل ہوئی اور اجلالِ شانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے۔

(تفسیر قرطبی، ج 16، ص309، دارالکتب المصریہ، القاہرہ☆ تفسیر بیضاوی، ج 5، ص134، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

رب العالمین جل جلالہ نے ارشاد فرمایا﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ o﴾ ترجمہ: ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

(پ26، سورۂ حجرات، آیت4)

پھر انہیں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا:﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ26، سورۂ حجرات، آیت5)

''راعنا'' نہ کہو

تفاسیر میں ہے: جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: ''رَاعِنَا یارسول اللہ'' اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے، یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب (بے ادبی) کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا، حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت، اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا، یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ آیت نازل ہوئی جس میں ''رَاعِنَا'' کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ''اُنْظُرْنَا'' کہنے کا حکم ہوا۔

(تفسیر بغوی، تحت الآیۃ المذکورہ، ج1، 152، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆تفسیر نیشاپوری، تحت الآیۃ المذکورہ، ج1، ص354، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

خالقِ کائنات نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ ترجمۂ

کنزالایمان: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (پ1، سورۃ البقرۃ، آیت104)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیا کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔

(خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

اور فرمایا جارہا ہے کہ ہمہ تن گوش ہوجاؤ تا کہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور توجہ فرمائیں کیونکہ دربارِ نبوت کا یہی ادب ہے۔

(خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

''لِلْکٰفِرِیْنَ'' میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

(خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

باتوں میں دل نہ بہلاؤ

تفاسیر میں ہے: جب سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں باری باری آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہوکر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہوکر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کردیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے، مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کرسکے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٹھے اور ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس

پر درج ذیل آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر طبری، تحت الآیۃ المذکورہ، ج20، ص305، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆ تفسیر بغوی، تحت الآیۃ المذکورہ، ج3، ص657، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆زاد المسیر فی علم التفسیر، تحت الایۃ المذکورہ، ج3، ص478، دارالکتاب العربی، بیروت)

یہ روایت بخاری ومسلم میں بھی ہے۔

(صحیح بخاری، باب قولہ: لاتدخلوابیوت النبی الخ، ج6، ص118، دار طوق النجاہ☆صحیح مسلم، باب زواج زینب بنت جحش، ج2، ص1050، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللّٰہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلا کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو، ہاں! جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہوجاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔

(پ22، سورۃ الاحزاب، آیت 53)

اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں دعوت کھانے کے آداب یہ ہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے نہ پہنچو اور جب کھانا کھا چکو تو اس کے بعد وہاں نہ بیٹھو۔ اس کی وجہ قرآن بیان فرمایا رہا ہے: ﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللّٰہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

(پ22، سورۃ الاحزاب، آیت 53)

پہلے صدقہ دو

سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں جب اغنیا نے عرض ومعروض کا سلسلہ

درازکیااورنوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقرا کواپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگاتو (قرآن مجید میں) عرض پیش کرنے والوں کوعرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیااوراس حکم پر حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمل کیا،ایک دینارصدقہ کرکے دس مسائل دریافت کئے۔۔۔۔جب حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ ان سوالوں سے فارغ ہوگئےتو یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

(تفسیرمدارك تحت الآیۃ المذکورہ،ج3،ص450،دارالکلم الطیب،بیروت☆تفسیر خازن،تحت الآیۃ المذکورہ،ج4،ص263،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ارشادفرمایا:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾ترجمہ:اے ایمان والوجب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہوتو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

(پ28سورۃ المجادلہ،آیت12)

مفتی احمد یارخان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:"سبحان اللہ،اگررب سے عرض ومعروض کرنا ہویعنی نماز پڑھنا ہوتو وضوکرنا کافی ہے،مگررب کے محبوب علیہ السلام سے عرض کرنا ہوتو پہلے صدقہ وخیرات کرو،اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ،ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کوبھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا،دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا،جو چیز کچھ خرچ اورمحنت سے حاصل ہواس کی وقعت ہوتی ہے،اگرچہ یہ آیت کریمہ بعدکومنسوخ ہوگئی،مگر بارگاہِ رسالت کی شان کا پتہ لگ ہی گیا،اپنے محبوب کومکہ معظّمہ میں نہ رکھا بلکہ وہاں سے تین سومیل کے فاصلہ پرمدینۂ منورہ میں رکھا تاکہ کوئی شخص حج کے طفیل زیارت نہ کرے،بلکہ زیارت پاک کے لیے علیحدہ سفرکرکے حاضر ہوتا کہ اس کوزیارت کی قدرہو۔

(سلطنتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم،ص9،قادری پبلشرز،لاہور)

بلانے پرحاضرہوجاؤ

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ارشادفرمایا:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے بلانے پرحاضرہوجب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جوتمہیں زندگی بخشے گی۔

(پ9،سورۃ الانفال،آیت24)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((انَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:يَا أُبَيُّ وَهُوَ يُصَلِّي، فَالتَفَتَ أُبَيٌّ وَلَمْ يُجِبْهُ، وَصَلَّى أُبَيٌّ فَخَفَّفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، مَا مَنَعَكَ يَا أُبَيُّ أَنْ تُجِيبَنِي إِذْ دَعَوْتُكَ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ:أَفَلَمْ تَجِدْ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ قَالَ:بَلَى وَلَا أَعُودُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) ترجمہ:رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف تشریف لے گئے،رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں پکارا:اے ابی!وہ نماز پڑھ رہے تھے،انہوں نے التفات کیامگر جواب نہ دیا،مختصرطریقہ پرنمازمکمل کی اور بارگاہِ رسالت میں حاضرہوگئے،عرض کیا:السلام علیك یا رسول اللہ۔رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:وعلیك السلام ،اے ابی!ہم نے تمہیں پکاراتھاتو کس چیزنے جواب دینے سے روکا،عرض کیا:یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ!میں نماز میں تھا، فرمایا:کیامجھ پرجووحی کیاگیاتم اس میں یہ نہ پایا:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے ایمان والو!

اللہ اوراس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔عرض کیا: کیوں نہیں،اس کے بعد ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

(جامع ترمذی،باب ماجاء فی فضل فاتحة الکتاب،ج5،ص155،مصطفی البابی الحلبی، مصر☆ مسند احمد بن حنبل،مسند ابی ہریرہ ، ج 15، ص 200,201، موسسة الرسالہ،بیروت☆ تفسیر طبری،تحت الآیة المذکورہ،ج13،ص463،مؤسسة الرسالہ،بیروت)

ابوسعید بن مُعلّٰی سے مروی ہے فرماتے ہیں:((كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ:أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ:﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾)) ترجمہ: میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پکارا میں نے جواب نہ دیا،(یہاں تک کہ نماز مکمل کی، پھر میں حاضر ہوا)،میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں نماز پڑھ رہا تھا،حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی فاتحة الکتاب،ج6،ص17،دارطوق النجاة☆مسند احمد بن حنبل،حدیث سعید بن المعلی،ج24،ص506،مؤسسة الرسالہ،بیروت)

نام اقدس سے ندا کرنا منع ہے

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو نامِ اقدس سے ندا کرنا منع ہے،لہذا جب بھی ندا کی جائے تو یا محمد نہ کہا جائے بلکہ یوں عرض کیا جائے: یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ وغیرہا۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ترجمۂ کنزالایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (پ18سورة النور،آیت63)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

((كَانُوا يَقُولُونَ:يَا مُحَمَّدُ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَنَهَاهُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ؛إِعْظَامًا لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:فَقَالُوا:يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ)) ترجمہ: لوگ ''یا محمد، یا اباالقاسم'' کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عظمت کی خاطر انہیں اس سے منع کیا،لہذا (اس آیت کے نزول کے بعد) وہ یوں عرض کرتے ہیں: یا نبی اللہ، یارسول اللہ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(دلائل النبوة لابی نعیم،الفصل الاول،ج1،ص43،دارالنفائس،بیروت)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:((عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ:﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾، قَالَ:لَا تَقُولُوا:يَا مُحَمَّدُ!وَلَكِنْ قُولُوا:يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ يَا نَبِيَّ الله)) ترجمہ: حضرت علقمہ اور حضرت اسود سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ''یا محمد'' نہ کہو بلکہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہو۔

(دلائل النبوة للبیہقی،باب ماجاء فی تحدث رسول الله صلی الله علیه وسلم،ج 5، ص490، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر درمنثور میں ہے:''وَأخرج ابُن أبی شیبَة وَعبد بن حمید وَابُن جریر وَابُن الْمُنْذر وَابُن أبی حَاتِم عَن مُجَاهِد فِی الْآیَة قَالَ:أمر الله أَن یَدعُوهُ:یَا رَسُول الله فِی لین وتواضع وَلَا یَقُولُوا:یَا مُحَمَّد '' ترجمہ: ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید،ابن جریر،ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں،انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو نرمی اور عاجزی سے یارسول اللہ کہہ کر پکاریں، یا محمد کہہ کر نہ پکاریں۔

(تفسیر درمنثور،ج6،ص231،دار الفکر،بیروت)

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”لَا تُسَمّوه إِذَا دَعَوتموه:يَا مُحَمَّدُ، وَلَا تَقُولُوا:يَا بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَلَكِنُ شَرّفوه فَقُولُوا:يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ“ ترجمہ: جب تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پکارو تو نام اقدس کے ساتھ نہ پکارو یعنی ”یا محمد“ نہ کہو، اور ”یا ابن عبد اللہ“ نہ کہو بلکہ تعظیم سے پکارو یعنی یوں عرض کرو: یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)۔

(تفسیر ابن کثیر، ج6، ص89، دارطیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خازن میں ہے: ”ولا ينادوه كما ينادى بعضهم بعضا فيقول يا محمد بل يقولون يا رسول الله يا نبى الله“ ترجمہ: جس طرح ایک دوسرے کو نام سے پکارتے ہو ایسے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ندا مت دو یعنی یا محمد مت کہو بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ۔ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)۔

(تفسیر خازن، ج4، ص176، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(3) موئے مبارک

حضرت خالد اور نسطور پہلوان

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں نسطور پہلوان آیا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور آپ رضی اللہ عنہ بھی گر گئے، نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا، اس موقع پر آپ کی ٹوپی گر گئی، (اس نازک وقت میں) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے: میری ٹوپی مجھے دو، اللہ تم پر رحم فرمائے، ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا، دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دے دی، آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، لوگوں نے بعد میں آپ سے پوچھا: يا أبا سليمان أنت فى مثل هذا الحال من القتال وأنت تقول قلنسوتى۔ یعنی اے ابوسلیمان! قتال میں ایسی (نازک) حالت میں آپ تھے اور کہہ رہے تھے: میری ٹوپی دو۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حلق کروایا تھا تو میں نے کچھ بال مبارک لے لیے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ان بالوں کا کیا کرو گے تو میں عرض کی تھی کہ ان سے برکت حاصل کروں گا اور جنگ میں دشمن کے مقابلے میں ان سے استعانت کروں گا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ جب تک یہ تیرے پاس ہوں گے تو ہمیشہ فتح یاب رہے گا لہذا میں نے انہیں اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھ لیا ہے، اور کیوں کہ اس ٹوپی میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک ہیں جو مجھے جان سے زیادہ محبوب ہیں، ہر جنگ میں ان بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں، اس لیے بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو

کہ ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔

(فتوح الشام للواقدی ملخصاً،الشعار،ج1،ص210،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

حضرت خالد اور جبلہ بن ایہم

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملکِ شام میں جبلہ بن ایہم کی قوم کے مقابلے کے لیے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر بھول گئے ، جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا،اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کردو، حملے کے وقت صحابہ کی حالت نازک ہوگئی، یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی،حضرت خالد نے فرمایا: سچ کہتے ہو،اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج وہ ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک ہیں۔

اِدھر یہ حالت تھی ،اُدھر اسی رات سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جو اسلامی افواج کے امیر تھے، کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: تم اس وقت سو رہے ہو، اٹھو اور خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو، کفار نے ان کو گھیر لیا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر میں اعلان کروا دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ! چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کی طرف تیزی سے چلے، راستے میں انہوں نے ایک سوار دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا، چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو، سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا کہ اے سوار! ٹھہرو، یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا ،معلوم کیا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں ،حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سفر کی وجہ پوچھی تو کہا کہ اے امیر! جب رات کو میں نے سنا کہ آپ نے لشکرِ اسلام

میں اعلان کروایا ہے کہ خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے فوراً تیار ہو جاؤ، تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک ہیں، لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے، اسے وہ ادھر ہی بھول گئے ہیں تو مجھے نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت ٹوپی لے کر چل پڑی کہ اس کو ان تک پہنچا دوں ،حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا تمہیں برکت دے ، چنانچہ وہ بھی لشکر کے ساتھ شامل ہو گئیں، حضرت رافع بن عمیرہ جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے، جب نظر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ رومیوں کا ایک گروہ بدحواس ہو کر بھاگ رہا ہے اور اس کے پیچھے چند سوار آ رہے ہیں، حضرت خالد گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا: اے جوان مرد سوار! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابوسلیمان! میں آپ کی بیوی ام تمیم ہوں، تمہاری مبارک ٹوپی لے کر آئی ہوں جس کی برکت سے آپ دشمنوں پر فتح پاتے ہیں، خدا کی قسم، آپ اسی وجہ سے اسے بھول آئے کہ یہ مصیبت آپ پر آنی تھی ،الغرض وہ ٹوپی انہوں نے دی اور حضرت خالد نے اس کو پہن لیا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک بالوں سے بجلی کی طرح ایک نور نکلا ، راوی کہتے ہیں کہ حضرت خالد نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو لشکرِ کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی۔

(فتوح الشام للواقدی ملخصاً، جبلہ یحارب خالداً، ج1،ص116،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت خالد بن ولید کے پاس بال مبارک

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((اِعْتَمَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی عُمْرَۃٍ اِعْتَمَرَھَا، فَحَلَقَ شَعَرَہُ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ إِلَی شَعَرِہِ فَسَبَقْتُ إِلَی النَّاصِیَۃِ فَأَخَذْتُھَا، فَاتَّخَذْتُ قَلَنْسُوَۃً فَجَعَلْتُھَا فِی مُقَدِّمَۃِ الْقَلَنْسُوَۃِ فَمَا وُجِّھْتُ فِی وَجْہٍ إِلَّا فُتِحَ لِی)) ترجمہ: ہم نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ عمرہ کیا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حلق کروایا یعنی اپنے مبارک بال اتروائے، لوگوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال لینے کی طرف جلدی کی، میں نے پیشانی (سرمبارک کے اگلے حصے) کے بالوں کی طرف سبقت کی پس انہیں لے لیا، پھر انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا، میں نے انہیں ٹوپی کے آگے والے حصے کی طرف رکھا، پس (ان مبارک بالوں کی برکت سے) میں جس طرف توجہ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح عطا فرمائی۔

(مسند ابی یعلی، حدیث خالد ابن ولید، ج 13، ص138، دارالمأمون للتراث، دمشق ☆ مغازی الواقدی، حلق شعررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج3، ص1108، دارالاعلمی، بیروت)

مبارک بالوں کی برکت سے فتح

حضرت جعفر سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیدِ، فَقَدَ قَلَنْسُوَۃً لَہُ یَوْمَ الْیَرْمُوکِ فَقَالَ: اُطْلُبُوھَا فَلَمْ یَجِدُوھَا، ثُمَّ طَلَبُوھَا فَوَجَدُوھَا، وَإِذَا ھِیَ قَلَنْسُوَۃٌ خَلِقَۃٌ، فَقَالَ خَالِدٌ: اِعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَہُ، وَابْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِہِ فَسَبَقْتُھُمْ إِلَی نَاصِیَتِہِ فَجَعَلْتُھَا فِی ھَذِہِ الْقَلَنْسُوَۃِ فَلَمْ أَشْھَدْ قِتَالًا وَھِیَ مَعِی إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ)) ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی یرموک والے دن گم ہوگئی، انہوں نے اسے طلب کیا، نہ ملی، پھر طلب کیا تو مل گئی، اور یہ ایک بوسیدہ ٹوپی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے عمرہ کیا اور اپنے سرمبارک کا حلق کروایا اور لوگوں نے سرمبارک کے ہر

طرف کے بالوں کو لینے کے لیے جلدی کی تو میں نے سرمبارک کے اگلے حصے کے بالوں کی طرف سبقت کی اور لے کر اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیے، میں نے جس جنگ میں بھی اس ٹوپی کے ساتھ شرکت کی ہے مجھے فتح ملی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر مناقب خالد ابن ولید، ج 3، ص338، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی قلنسوۃ خالد بن ولید، ج 6، ص249، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ دلائل النبوۃ لابی نعیم، شعر الرسول الموجود فی قلنسوۃ خالد بن ولید، ج1، ص 444، دارالنفائس، بیروت)

الشفا للقاضی عیاض میں ہے: ((وَکَانَتْ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعْرِہِ فِی قَلَنْسُوَۃِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیدِ فَلَمْ یَشْھَدْ بِھَا قِتَالًا إِلَّا رُزِقَ النَّصْرَ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کچھ بال مبارک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں تھے، وہ اس ٹوپی کے ساتھ جس جنگ میں بھی شریک ہوئے انہیں فتح حاصل ہوئی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الثالث والعشرون فی کراماتہ، ج1، ص637، دارالفیحاء، عمان)

شدت کے ساتھ حملہ

شفا شریف میں ہے: ((وَکَانَتْ فِی قَلَنْسُوَۃِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیدِ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعَرِہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُہُ فِی بَعْضِ حُرُوبِہِ فَشَدَّ عَلَیْھَا شَدَّۃً أَنْکَرَ عَلَیْہِ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثْرَۃَ مَنْ قُتِلَ فِیھَا. فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْھَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَۃِ بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْہُ مِنْ شَعَرِہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَکَتَھَا وَتَقَعَ فِی أَیْدِی الْمُشْرِکِینَ)) ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال مبارک تھے، کسی جنگ میں ان کی ٹوپی گر گئی، انہوں نے ٹوپی کو پانے کے لیے شدت کے ساتھ حملہ کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس حملہ میں زیادہ لوگوں کے قتل ہونے کی وجہ سے اس پر انکار کیا (کہ یہ آپ نے اچھا نہیں

کیا)،حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ صرف ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ اس ٹوپی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہیں ،کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی برکت مجھ سے چلی جائے اور یہ مشرکین کے ہاتھ لگ جائے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ،الفصل السابع فی اعزازماله من صلة بالنبی،ج2،ص127، دارالفیحاء ،عمان)

دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب

صحیح بخاری میں ہے:((عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ:قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ:لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ترجمہ:امام المعبرین امام ابن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے پاس **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **کے بال مبارک** ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں۔حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہو یہ بات مجھے دنیا ومافیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب) سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری،باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان،ج1،ص45،دارطوق النجاہ)

صحابہ کا مبارک بالوں کے لیے طواف

صحیح مسلم میں ہے:((عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ)) ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلق کرنے والا آپ کا حلق کر رہا تھا (یعنی سر مبارک کے بال اتار رہا تھا)،اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد طواف کر رہے تھے یعنی گھوم رہے تھے،وہ سب یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی گرے۔

(صحیح مسلم،باب قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الناس وتبرکھم به،ج4،ص1812، داراحیاء التراث العربی،بیروت)

بلکہ خود تقسیم کرنے کا حکم دیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ ، فَقَالَ:احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ ، فَقَالَ:اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ)) ترجمہ:(حج کے موقع پر) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور قربانی کی پھر حلق کروایا (اس طرح کہ) حلق کرنے والے کو دائیں طرف والے بال پکڑائے،اس نے مبارک بال اتار دیئے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ مبارک بال عطا فرمادیئے،پھر بائیں طرف والے بال پکڑے اور حلق کرنے والے سے فرمایا: کاٹو،اس نے مبارک بال اتار دیئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بال (بھی) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: **انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔**

(صحیح مسلم،باب بیان ان السنة یوم النحران یرمی ثم ینحرثم یحلق الخ،ج2،ص948،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

موئے مبارک سے شفا کا حصول

صحیح بخاری میں ہے:((حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ :أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلاَثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الجُلْجُلِ، فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا)) ترجمہ: ہم سے اسرائیل نے بیان کیا: حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا، اسرائیل (راوی) نے (پیالے کے چھوٹے ہونے کو بیان کرنے کے لئے) تین انگلیاں سکیڑ لیں، اس پیالے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال تھا، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ ام المؤمنین کے یہاں ایک برتن بھیجتا، میں نے پیالے میں جھانکا تو چند سرخ بال دکھائی دیے۔

(صحیح بخاری، باب مایذکر فی الشیب، ج7، ص160، دار طوق النجاۃ)

اس حدیث پاک کے تحت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:"ان أم سَلَمَة كَانَ عِنْدهَا شَعرَات من شعر النَّبِی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حمر فِي شَيْء مثل الجلجل، وَكَانَ النَّاس عِنْد مرضهم يتبركون بهَا ويستشفون من بركتهاوَ يَأْخُذُونَ من شعره ويجعلونه فِي قدح من المَاء فيشربون المَاء الَّذِي فِيهِ الشّعْر فَيحصل لَهُم الشِّفَاء، وَكَانَ أهل عُثْمَان أخذُوا مِنْهَا شَيْئا وجعلوه فِي قدح من فضَّة فَشَرِبُوا المَاء الَّذِي فِيهِ فَحصل لَهُم الشِّفَاء" ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نلکی کی مثل کسی چیز میں حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کے سرخ بال مبارک تھے، لوگ اپنے امراض میں ان سے برکتیں حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا حاصل کرتے تھے، بال مبارک لے کر کسی پانی کے برتن میں رکھتے اور بال مبارک والا پانی پی لیتے جس کی برکت سے انہیں شفا حاصل ہو جاتی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ نے اُن میں سے ایک بال مبارک لیا اور اُسے چاندی کے پیالہ میں رکھ لیا پھر اُس پیالہ کا پانی پیا تو اُنہیں شفا مل گئی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج22، ص49، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((قال لی أنس بن مالك:هذه شعرة من شعر رسول اللّه صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فضعها تحت لسانی قال:فوضعتها تحت لسانه، فدفن وهي تحت لسانه)) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بوقت وصال) مجھے فرمایا: یہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے، (جب میں مر جاؤں تو) اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، (جب ان کا وصال ہو گیا تو) میں نے ان کی زبان مبارک کے نیچے موئے مبارک رکھ دیا، پس انہیں اس حال میں دفن کیا گیا کہ بال مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔

(میزان الاعتدال، یوسف بن عطیہ البصری الصفار، ج4، ص468، دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، بیروت☆الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، انس بن مالك، ج1، ص276، دار الکتب العلمیہ، بیروت☆تہذیب التہذیب، من اسمہ یوسف، ج11، ص417، مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، ہند)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موئے مبارک

حضرت مکحول کہتے ہیں:((وَلما حلق النَّبِی رأسه بِمنى دفع إِلَى مُعَاوِيَة

من شعره فصانه فلمّا مَاتَ مُعَاوِيَة جعل شعر النَّبی عَلَی عَيْنَيْهِ)) ترجمہ: جب نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے منٰی میں اپنے سرمبارک کا حلق کروایا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے بال مبارک دیئے، جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال ہوا تو (ان کی وصیت کے مطابق) نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مبارک بال ان کی دونوں آنکھوں پر رکھے گئے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، معاویہ بن صخر ابی سفیان، ج 59، ص97، دارالفکر للطباعہ ولنشر والتوزیع، بیروت☆الآلی ء المصنوعہ، کتاب المناقب، ج 1، ص386، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆المغنی لابن قدامہ، فصل شعر الآدمی طاہر، ج1، ص59، مکتبۃ القاہرہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وصیت

حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ کہتے ہیں: ''أَوْصَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عِنْدَ الْمَوْتِ فَدَعَا بِشَعْرٍ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَأَظْفَارٍ مِنْ أَظْفَارِهِ وَقَالَ: إِذَا مُتُّ فَخُذُوا الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ ثُمَّ اجْعَلُوهُ فِي كَفَنِي. فَفَعَلُوا ذَلِكَ'' ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی، انہوں نے نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے کچھ بال مبارک اور کچھ ناخن مبارک منگوائے اور فرمایا: جب میں مرجاؤں تو یہ بال اور ناخن میرے کفن میں رکھ دینا لہذا لوگوں نے ان کے وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔

(طبقات ابن سعد، عمر بن عبد العزیز، ج 5، ص318، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، باب عمرو، ج 2، ص24، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆سیر اعلام النبلاء، عمر بن عبد العزیز، ج5، ص143، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

امام احمد بن حنبل اور موئے مبارک

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ

اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''وَرَأَيْتُ أَبِي آخِذًا شَعْرَةً مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَيَضَعُهَا عَلَى فِيهِ يُقَبِّلُهَا، وَأَحْسِبُ أَنِّي رَأَيْتُهُ يَضَعُهَا عَلَى عَيْنَيْهِ، وَيَغْمِسُهَا فِي الْمَاءِ، ثُمَّ يَشْرَبُهُ، ثُمَّ يَسْتَشْفِي بِهَا'' ترجمہ: میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ آپ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا بال مبارک اپنے ہونٹوں پر رکھتے اور اُسے چوم لیتے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ میں نے آپ کو آنکھوں پر رکھتے بھی دیکھا ہے۔ اور آپ پانی میں اُسے ڈالتے پھر اُسے پیتے اور شفا حاصل کرتے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ذکر جلالتہ عند العلماء، ج 9، ص183، دارالکتاب العربی، بیروت☆ مسائل الامام احمد روایۃ ابنہ عبد اللہ، کتابۃ التعویذہ للقرع والحمی، ج 1، ص447، المکتب الاسلامی، بیروت☆تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف، ج18، ص80، دارالکتاب العربی، بیروت)

امام احمد بن حنبل کی وصیت

حنبل کہتے ہیں: ''أَعطَى بَعْضُ وَلَدِ الفَضْلِ بنِ الرَّبِيعِ أَبَا عَبْدِ اللهِ وَهُوَ فِي الحَبْسِ ثَلَاثَ شَعرَاتٍ، فَقَالَ: هَذِهِ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم. فَأَوْصَى أَبُو عَبْدِ اللهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ يُجعَلَ عَلَى كُلِّ عَيْنٍ شَعرَةٌ، وَشَعرَةٌ عَلَى لِسَانِهِ، فَفُعِلَ ذَلِكَ بِهِ بعدَ مَوْتِهِ.'' ترجمہ: فضل بن ربیع کی اولاد میں سے کسی نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو تین بال دیئے جب امام احمد بن حنبل قید میں تھے، اور کہا کہ یہ نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بال مبارک ہیں، امام احمد بن حنبل نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ ان مبارک بالوں میں سے ایک بال میری ایک آنکھ پر، دوسرا دوسری آنکھ پر اور ایک میری زبان پر رکھ دینا، لہذا ان کے وصال کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔

(صفۃ الصفوہ لابن جوزی، احمد بن محمد بن حنبل، ج 1، ص488، دارالحدیث، مصر☆تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف، ج18، ص139، دارالکتاب العربی، بیروت☆العواصم والقواصم فی

ابن خزابہ محدث اور موئے مبارک

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:''لَمَا غُسِّلَ ابْنُ خِنْزَابَةَ جُعلَ فِيهِ ثَلَاثُ شعرَاتٍ مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ,كَانَ أَخَذَهَا بمالٍ عظيمٍ ''ترجمہ:(بعد وصال)جب(ابوالفضل)ابن خزابہ محدث کوغسل دیا گیا تو ان کے منہ میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تین بال مبارک رکھے گئے جوانہوں نے بہت زیادہ مال دے کر حاصل کئے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء،ابن خنزابہ،ج12،ص438،دارالحدیث،القاہرہ☆تذکرۃ الحفاظ،الطبقۃ الثالثۃ عشرۃ، ج3،ص152،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ذہبی نے شروع میں ان کا تعارف یوں کروایا:''ابن خنزابه:الإِمَامُ الحَافِظُ الثِّقَةُ ,الوَزِيْرُ الأَكْمَلُ ,أَبُو الفَضْلِ ,جَعْفَرُ ابْنُ الوَزِيْرِ أَبِی الفَتْحِ الفَضْلُ بنُ جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ مُوْسَى بنِ الحَسَنِ بنِ الفُرَاتِ البَغْدَادِیُّ, نزيلُ مِصْرَ.وُلِدَ بِبَغْدَادَ فِی ذِی الحِجَّةِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَلَاثِ مائَةٍ ''ترجمہ:ابن خزابہ:امام،حافظ،ثقہ،الوزیر الاکمل ابوالفضل جعفر ابن الوزیر ابی الفتح الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات بغدادی،نزیل مصر،308ھ میں ذی الحجہ کے مہینہ میں بغداد پیدا ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء،ابن خنزابہ،ج12،ص436،دارالحدیث،القاہرہ)

جس نے بال مبارک کو اذیت پہنچائی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((مَنْ آذَی شَعْرَةً مِنِّی فَقَدْ آذَانِی وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی الله)) ترجمہ:جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغیر،حرف المیم،ج3،ص135،دارالفکر،بیروت)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((سمعت رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وهو آخذ شعره يقول:من آذى شعرة من شعرى فالجنة عليه حرام)) ترجمہ:میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوفرماتے سنا،آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرمارہے تھے:جس نے میرے ایک بال کو(بھی)اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔

(کنز العمال،معجزاتہ واخبارہ بالغیب،ج12،ص349،موسسۃ الرسالہ،بیروت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((حدثنی رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وهو آخذ بشعرة فقال:من آذى شعرة منى فقد آذانى ومن آذانى فقد آذى الله ومن آذى الله لعنه الله ملء السماوات وملء الأرض، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا)) ترجمہ:رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرمارہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھر اور زمین بھر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال،معجزاتہ واخبارہ بالغیب،ج12،ص349،موسسۃ الرسالہ،بیروت)

جس نے موئے مبارک کا ادب کیا

بلخ کا ایک تاجر تھا جو بہت دولت مند تھا،مال ودولت کے علاوہ اس کے پاس سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تین بال مبارک بھی تھے،اس کے دولڑکے تھے،جب اس تاجر کا انتقال ہوگیا تو کل مال دونوں لڑکوں نے آپس میں تقسیم کیا،جب ایک ایک بال دونوں لڑکوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دوٹکڑے

کر کے اسے بھی تقسیم کیا جائے ،اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہیں کروں گا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مبارک بال کے ٹکڑے کیے جائیں،اس پر بڑا لڑکا بولا کہ اگر تمہیں موئے مبارک سے ایسی ہی محبت ہے تو ایسا کرو کہ اپنے حصے کی سب دولت مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو،چھوٹا لڑکا اس تبادلہ پر خوشی خوشی راضی ہوگیا،اور اپنا مال دے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مبارک بال لے لیے۔اب چھوٹے لڑکے کا یہ معمول ہوگیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا ،ساتھ ساتھ کاروبار بھی شروع کیا،موئے مبارک کی برکت سے روز بروز اس کے مال میں اضافہ ہونے لگا اور دوسری طرف بڑے لڑے کا مال روز بروز گھٹنے لگا۔زندگی گزرتی گئی،کچھ عرصہ بعد چھوٹے لڑکے کا انتقال ہوگیا،اس زمانے کے ایک بزرگ کو حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی،حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا: لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ اس تاجر کی قبر پر جائے اور حاجت کے لیے دعا کرے،اس کی حاجت پوری ہوگی۔اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی اور لوگ وہاں جانے لگے،یہاں تک کہ اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ ادب کی وجہ سے سواری سے اتر کر پیدل چلتے تھے۔

(ہب النسیم علی نفحات الصلوۃ التسلیم از سید حسن بن نبیہ حسن مدرس مدرسۂ دیوبند، ص32☆نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس،باب فضل الصلوۃ ولتسلیم،ج 2،ص86،المطبعۃ الکاستلیہ،مصر)

عدیم بن طاہر علوی کے پاس چودہ موئے مبارک تھے انہوں نے ان کو امیر حلب کے دربار میں پیش کیا۔امیر حلب نے خوش ہو کر اس مقدس تحفہ کو قبول کیا اور علوی

صاحب کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے ان کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیا لیکن اس کے بعد جب دوبارہ علوی صاحب امیر حلب کے دربار میں گئے تو امیر نے تیوری چڑھا کر بہت ہی ترش روئی کے ساتھ بات کی اور ان کی طرف سے نہایت ہی بے التفاتی کے ساتھ منہ پھیر لیا۔علوی صاحب نے اس بے توجہی اور ترش روئی کا سبب پوچھا تو امیر حلب نے کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ تم جو موئے مبارک میرے پاس لائے تھے ان کی کچھ اصل اور کوئی سند نہیں ہے۔علوی صاحب نے کہا کہ آپ ان مقدس بالوں کو میرے سامنے لائیے ۔ جب وہ آ گئے تو انہوں نے آگ منگوائی اور موئے مبارک کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا پوری آگ جل جل کر راکھ ہوگئی مگر موئے مبارک پر کوئی آنچ نہیں آئی بلکہ آگ کے شعلوں میں موئے مبارک کی چمک دمک اور زیادہ نکھر گئی۔یہ منظر دیکھ کر امیر حلب نے علوی صاحب کے قدموں کا بوسہ لیا اور پھر اس قدر انعام واکرام سے علوی صاحب کو نوازا کہ اہل دربار ان کے اعزاز و وقار کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔‘‘

(نسیم الریاض شرح الشفاء،باب المعجزات،فصل فی کراماتہ،جلد 3،صفحہ 132،مطبوعہ ملتان☆سیرت مصطفے،معجزات کابیان،ص19-818،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا پتہ یہ بال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہیں یا نہیں ؟؟؟یہ انداز باعثِ محرومی ہے،یاد رہے کہ موئے مبارک ہو یا کوئی اور تبرک اس کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف نسبت کا مشہور و معروف ہونا کافی ہے،باقاعدہ سند کی حاجت نہیں۔

اعلیٰ حضرت کی نصیحت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’ایسی جگہ ثبوت یقینی

یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے، ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: من اعظامه واكباره صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و اكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينة ومعاهده ومالمسه عليه الصلوٰة والسلام اواعرف به ۔ترجمہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے علاقہ رکھنے والی تمام چیزیں، آپ کے متبرک مقامات، مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے وہ تمام مقامات جن کو آپ سے نسبت ہے نیز جن مقامات پر آپ نے بیعت فرمایا اور جن چیزوں کو آپ نے چھوا اور آپ کے نام پاک سے جو اشیا پہچانی جاتی ہوں۔ ان سب اشیا کا احترام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و تکریم ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ13-412، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(4) **صحابہ کرام اور محبتِ رسول** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

قیامت کی تیاری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ السَّاعَةِ)) یعنی ایک صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا: ((مَتَى السَّاعَةُ؟)) یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا)) یعنی تم نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس صحابی نے عرض کی: ((لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صلی اللہ علیہ وسلم)) یعنی اس کے سوا کچھ تیاری نہیں کی کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) یعنی تم اطمینان رکھو کہ جس کے ساتھ محبت کرتے ہو قیامت والے دن اسی کے ساتھ ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) یعنی ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے سے ہوئی کہ تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اس کے ساتھ ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ((فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ

بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ)))یعنی میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان سے محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگر چہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

(صحیح بخاری،باب مناقب عمربن الخطاب ،ج5،ص12،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائیں کیوں

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

سنگِ درحضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جاچکے دل کو آرام آئے کیوں

میں نے قیصر و کسری کے دربار دیکھے ہیں مگر

عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقع پر کفارِ مکہ کی طرف سے سفیر بن کر آیا اور حدیبیہ کے میدان سے واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آتا ہے تو جو کچھ دربار رسالت میں دیکھا اسے کفارِ مکہ کے سامنے یوں کرتا ہے((أَیْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا)) ترجمہ:اے قوم! اللہ کی قسم، میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، میں نے قیصر و کسری اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں،خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب محمد، محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی کرتے ہیں۔

((وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ،فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ)) ترجمہ: خدا کی قسم، وہ بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔

((وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ)) ترجمہ: جب وہ انہیں کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔

((وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ)) ترجمہ:اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لڑ مریں گے۔

((وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ)) ترجمہ: جب وہ (رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کلام کرتے ہیں تو سب اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

(صحیح بخاری،باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب ،ج3،ص193،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

مبارک بالوں کے لیے طواف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ حلق کرنے والا آپ کا حلق کر رہا تھا (یعنی سر مبارک کے بال اتار رہا تھا)،اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارد گرد طواف کر رہے تھے یعنی گھوم

رہے تھے، وہ سب یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بال مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی گرے۔

(صحیح مسلم، باب قرب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الناس وتبرکھم بہ، ج 4، ص1812، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

میں اس چھت پر نہیں جاسکتا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ((أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَیْہِ، فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السُّفْلِ، وَأَبُو أَیُّوبَ فِی الْعِلْوِ، قَالَ: فَانْتَبَہَ أَبُو أَیُّوبَ لَیْلَۃً، فَقَالَ: نَمْشِی فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِی جَانِبٍ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: السُّفْلُ أَرْفَقُ، فَقَالَ: لَا أَعْلُو سَقِیفَۃً أَنْتَ تَحْتَہَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَیُّوبَ فِی السُّفْلِ)) ترجمہ: (نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا، (ان کے مکان کی دو منزلیں تھیں)، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نیچے والی منزل میں جلوہ گر ہوئے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اوپر والی منزل پر قیام کرلیا، (رات کو جب سب سو گئے تو) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی، اور کہا کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اوپر چل پھر رہے ہیں، (یہ سوچتے ہی) آپ اُس جگہ سے ہٹ کر ایک کنارہ میں چلے گئے اور ساری رات ایک کونے میں ہوکر گزار دی، ، (جب صبح ہوئی تو) نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں سارا ماجرا عرض کیا تو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نیچے آسانی ہے، انہوں نے عرض کیا **میں اس چھت پر نہیں جاسکتا جس کے نیچے آپ تشریف**

فرما ہوں، لہٰذا (نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے غلام کی عرض کو قبول فرمایا اور) اوپر تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے شفٹ ہو گئے۔

(صحیح مسلم، باب اباحۃ اکل الثوم، ج3، ص1623، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صحابی نے جنت میں رفاقت مانگی

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((کُنْتُ أَبِیتُ مَعَ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَتَیْتُہُ بِوَضُوئِہِ وَحَاجَتِہِ فَقَالَ لِی: سَلْ (ولفظ الطبرانی **فقال یوماً یا ربیعۃ سلنی فاعطیک** رجعنا الی لفظ مسلم) قال فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّۃِ. قَالَ: أَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ: ہُوَ ذَاكَ. قَالَ: فَأَعِنِّی عَلَی نَفْسِكَ بِكَثْرَۃِ السُّجُودِ)) ترجمہ: میں حضور پرنور سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس رات کو حاضر رہتا، ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ **جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں**۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: (ہم نے اپنے کرم سے تمہیں جنت تو عطا کر دی ہے اب تم) اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اعانت کر۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل السجود، ج 1، ص193، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل، ج 1، ص187، آفتاب عالم پریس، لاہور)☆(المعجم الکبیر، ج 5، ص57,58، المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت)

میں طواف نہیں کروں گا

صلح حدیبیہ کے موقع پر سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو کفارِ مکہ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بھیجا تو قریشِ مکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے ((إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَطُفْ بِهِ)) ترجمہ: اگر آپ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ((مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کریں گے۔

(مسند امام احمد، حدیث المسور بن مخرمہ الزہری، ج31، ص212، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفارِ مکہ کی قید میں تھے، انہوں نے ان کی پھانسی کا اعلان کر دیا، مقررہ وقت پر لوگ دیکھنے کے لیے جمع ہیں ((لَمَّا رَفَعُوا خُبَيْبًا عَلَى الْخَشَبَةِ نَادَوْهُ يُنَاشِدُونَهُ أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا مَكَانَكَ؟)) ترجمہ: جب حضرت خبیب کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو کفارِ مکہ نے آپ کو پکارتے ہوئے کہا: کیا تم پسند کرتے کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں یعنی ان کو (معاذ اللہ) پھانسی دی جائے اور تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ فرمایا: ((لَا وَاللَّهِ الْعَظِيمِ مَا أُحِبُّ أَنْ يَفْدِيَنِي بِشَوْكَةٍ يُشَاكُهَا فِي قَدَمَيْهِ)) ترجمہ: نہیں! عظمت والے رب کی قسم، میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین میں کانٹا بھی چبھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب غزوۃ الرجیع، ج3، ص324، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ مغازی الواقدی، غزوۃ الرجیع فی صفر، ج1، ص360، دارالاعلمی، بیروت)

اس پر ابوسفیان (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) کہنے لگے: ((مَا رَأَيْنَا أَصْحَابَ رَجُلٍ قَطُّ أَشَدَّ لَهُ حُبًّا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ بِمُحَمَّدٍ)) ترجمہ: خدا

کی قسم جتنی شدید محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرتے ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ ایسی محبت کسی شخص کے اصحاب اس سے کرتے ہوں۔

(مغازی الواقدی، غزوۃ الرجیع فی صفر، ج1، ص362، دارالاعلمی، بیروت)

دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب

صحیح بخاری میں ہے: ((عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ترجمہ: امام المعبرین امام ابن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے پاس **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **کے بال مبارک** ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے) سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج1، ص45، دارطوق النجاہ)

بستر پاک اور باپ ناپاک

صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا، ابوسفیان ابھی ایمان نہیں لائے تھے، مگر ان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان تھیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، اس زمانے میں ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان مدینہ منورہ آئے، اپنی بیٹی سے ملنے گئے، بستر پر بیٹھنے لگے تو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بیٹی! یہ بستر

میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ ام المؤمنین نے جواب دیا: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ مُشْرِكٌ نَجِسٌ، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِهِ۔ یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بستر ہے اور تم مشرک ناپاک آدمی ہو، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بستر پر بیٹھو۔

(مغازی الواقدی،شان غزوۃ الفتح،ج 2،ص792،دارالاعلمی،بیروت☆سیرت ابن ہشام،خروج ابی سفیان الی المدینہ،ج 2، ص396، مصطفی البابی،مصر☆دلائل النبوۃ للبیہقی،جماع ابواب فتح مکہ،ج 5،ص8،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆السیرۃ النبویہ ابن کثیر،ذکر بعثہ الی کسری،ج 3،ص530،دارالمعرفہ ل للطباعۃ والنشر والتوزیع ،بیروت☆تفسیر بغوی،سورۃ النصر،ج 8، ص568 ،دارطیبہ للنشر ولتوزیع ،بیروت ☆تفسیر خازن،سورۃ النصر،ج 4، ص488، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ہر مصیبت ہیچ ہے اگر وہ سلامت ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِابْنِ عَمِّكَ! فَأَتَى طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَقَدْ نَزَفَ الدَّمُ، فَجَعَلْتُ أَنْضَحُ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ وَهُوَ مَغْشِيٌّ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ؟ فَقُلْتُ: خَيْرًا، هُوَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ. قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَهُ جَلَلٌ)) ترجمہ: غزوۂ احد والے دن میں حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھے ارشاد فرمایا: اپنے چچازاد بھائی (حضرت طلحہ بن عبید اللہ) کے پاس جاؤ، میں حضرت طلحہ کے پاس آیا، اُن کے جسم سے بہت خون نکل چکا تھا، (جس کی وجہ سے) ان پر غشی طاری تھی، میں نے ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو انہیں کچھ افاقہ ہوا، (ہوش میں آتے ہی) کہا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ بہتر ہیں، انہوں نے ہی مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، حضرت طلحہ نے کہا: الحمدللہ، وہ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے۔

(مغازی الواقدی،غزوۂ احد،ج1،ص255،دارالاعلمی ،بیروت)

شوہر، بھائی اور باپ شہید

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي دِينَارٍ، وَقَدْ أُصِيبَ زَوْجُهَا وَأَخُوهَا وَأَبُوهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُحُدٍ، فَلَمَّا نُعُوا لَهَا، قَالَتْ: فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ، هُوَ بِحَمْدِ اللَّهِ كَمَا تُحِبِّينَ، قَالَتْ: أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: فَأُشِيرَ لَهَا إِلَيْهِ، حَتَّى إِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ!)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا گزر (غزوۂ احد سے واپسی پر) قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت کے پاس سے ہوا، غزوۂ احد میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معیت میں اس کا شوہر، بھائی اور باپ شہید ہو گئے تھے، جب اسے لوگوں نے اس بات کی خبر دی (کہ تیرا شوہر، بھائی اور باپ شہید ہو گئے ہیں) تو اس نے کہا (یہ بات چھوڑو مجھے یہ بتاؤ) رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے ام فلاں! وہ الحمدللہ ٹھیک ہیں جیسا تم چاہتی ہو، وہ کہنے لگی: مجھے ان کی زیارت کراؤ، لوگوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف اشارہ کیا، اس نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی اور کہا: آپ سلامت ہیں تو ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام،شأن المرأۃ الدیناریہ،ج 2،ص99،مصطفی البابی،مصر☆شرف المصطفیٰ،باب ماخص بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ج 4، ص 145،دارالبشائر الاسلامیہ،مکہ☆دلائل النبوۃ للبیہقی،باب ماجری بعدانقضاء الحرب،ج3،ص302،دارالکتب العلمیہ ، بیروت☆ الشفا ، الفصل الثالث عن السلف والائمہ،ج2،ص51،دارالفیحاء،عمان)

تم مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے

عبداللہ بن ابی بن سلول تمام منافقوں کا سردار تھا، ایک جگہ سے واپسی پر اس

نے یہ کہہ دیا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلّ ، اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو بڑی عزت والا نہایت ذلت والے کو نکال دے گا، معاذ اللہ اس منافق نے اپنے آپ کو عزت دار اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ذلیل کہا، جس وقت اس منافق کے بیٹے حضرت عبد اللہ کو اس کی خبر ہوئی جو کہ صادق الایمان مومن تھے، یہ آپے سے باہر ہوگئے اور ننگی تلوار لے کر مدینے کے دروازے پر کھڑے ہوگئے ، جب عبد اللہ بن ابیّ آیا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ نے کہا: پیچھو ہٹو تم مدینے داخل نہیں ہو سکتے۔ وہ کہنے لگا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ بیٹے نے کہا: خدا کی قسم تم اس وقت تک یہاں سے نہیں گزر سکتے جب تک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اجازت نہیں دیں گے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عزت والے ہیں اور تم ذلیل ہو۔ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابیّ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی شکایت کی ،تو بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ اس وقت تک نہیں گزرے گا جب تک آپ اجازت نہیں دیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت دی ،تو حضرت عبد اللہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابیّ سے کہا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت دی ہے اس لیے اب تم داخل ہو سکتے ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ المنافقون، ج8، ص132، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

ایک روایت میں یوں ہے کہ بیٹے حضرت عبد اللہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابیّ سے کہا: وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلِ الْمَدِينَةَ أَبَدًا حَتّٰى تَقُولَ: رسولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم الْأَعَزُّ وَأَنَا الْأَذَل۔ خدا کی قسم تم مدینے میں کبھی داخل نہیں ہو سکتے جب تک یہ نہ کہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب سے زیادہ عزت والے اور میں سب سے زیادہ ذلت والا ہوں۔

اس نے ایسا کہا پھر مدینے میں داخل ہونے دیا۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ المنافقون، ج8، ص132، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

عبد اللہ بن ابیّ منافق کے اس قول کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے: ﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلّ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزّت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلّت والا ہے اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

(پ28، سورۃ المنافقون، آیت8)

نماز قربان کردی

حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، مقام صہبا میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے (ایک روایت میں ہے کہ وحی نازل ہو رہی تھی)، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی ،سورج ڈوب رہا تھا، اگر بیدار کرتے ہیں تو نیند میں خلل آتا ہے اور اگر بیدار نہیں کرتے تو نمازِ عصر قضا ہو جائے گی ، بالآخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نیند پر قربان کردی، سورج ڈوب گیا، جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیدار ہوئے تو پوچھا: علی نمازِ عصر ادا کر لی؟ عرض کیا: نہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا کی: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ ، ترجمہ: اے اللہ! بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا، لہٰذا سورج کو لوٹا دے۔

سورج واپس لوٹ آیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی ، پھر

ڈوب گیا، حضرت اسمارضی اللہ تعالٰی عنہا کہتی ہیں: فَرَأَیْتُھَا غَرَبَتْ ،ثُمَّ رَأَیْتُھَا طَلَعَتْ بَعْدَمَا غَرَبَتْ ، ترجمہ: اسما کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا پھر دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہو گیا۔

(شرح مشکل الآثار للطحاوی،باب مشکل ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔الخ،ج 3،ص92،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆المعجم الکبیرللطبرانی،ام جعفر بن محمدبن جعفربن ابی طالب،ج 24،ص144،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆مواہب اللدنیہ،القسم الثالث،ج 2،ص258،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الثانی عشر،ج 1،ص548،دارالفیحاء،عمان☆شرح الشفاء لملاعلی قاری،ج 1،ص594،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆سیرت حلبیہ،باب ذکر الاسراء ردالشمس لہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 6،ص485،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆المقاصد الحسنۃ،کتاب الفضائل،ج1،ص771،دارالکتاب العربی،بیروت☆ردالمحتار،کتاب الصلوۃ،ج 1،ص360،دارالفکر،بیروت☆تفسیر روح البیان،سورۃ الاسراء،ج 5،ص128،دارالفکر،بیروت☆تفسیر روح المعانی،صورۃ ص،ج 12،ص186،دارالکتب العلمیہ،بیروت)والمعراج،ج 1،ص543،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ،باب

جان قربان کردی

ہجرت کی رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور پر پہنچے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: وَاللّٰہِ لَا تَدْخُلُہُ حَتّٰی أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِیهِ شَیْءٌ أَصَابَنِی دُونَكَ، یعنی خدا کی قسم آپ اس وقت تک غار میں داخل نہ ہوں جب تک میں آپ سے پہلے داخل نہ ہوں تا کہ اگر غار میں کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھے نقصان پہنچائے، آپ کو نقصان نہ پہنچائے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ غار میں داخل ہوئے، اس کو خوب صاف کیا، غار میں کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو اپنی لنگی سے کپڑا اپھاڑ کر بھر دیا، دو سوراخ بچ گئے، ان پر اپنی

ایڑیاں رکھ دیں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب اندر تشریف لے آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے، ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہی رہے تھے کہ سوراخ کے اندر سے سانپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ڈس لیا، مگر آپ نے حرکت نہ کی اور اسی طرح بیٹھے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے، مگر سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر گرے اور آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کیا: لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِی وَأُمِّی ، یعنی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن ان کے زخم پر لگایا تو فوراً تکلیف جاتی رہی۔

(مشکوۃ المصابیح،باب مناقب ابی بکر،الفصل الثانی،ج3،ص1700،المکتب الاسلامی،بیروت)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں ان اشعار کے اندر بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز ۔۔۔ اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے ۔۔۔ اور حفظِ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے انہیں جان، انہیں پھیر دی نماز ۔۔۔ پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ۔۔۔ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، فرماتے

ہیں:((بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا ،فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ:يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ :نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ:**أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا**، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ:أَلاَ إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ:أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟ ، قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا:أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ :هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟ ، قَالاَ:لاَ، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ:كِلاَكُمَا قَتَلَهُ)) ترجمہ:غزوۂ بدر والے دن میں مجاہدین کی صف میں کھڑا تھا،میری نظر دائیں بائیں پڑی تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو کمسن انصاری لڑکے (معاذ اور معوذ) کھڑے ہیں، میں نے تمنا کی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقتوروں کے درمیان ہوتا،ان میں سے ایک نے میری طرف توجہ کی اور مجھ سے پوچھا:اے چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا:ہاں پہچانتا ہوں بھتیجے! (مگر) تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ وہ لڑکا کہنے لگا: **مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کو گالیاں دیتا ہے،اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ ہم میں سے کسی کو موت نہ آجائے۔**

قسم کھائی ہے مر جائیں یا ماریں گے ناری کو　　سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا، دوسرے نے بھی میری طرف متوجہ ہوکر یہی کہا،اس کے بعد ابھی میں نے کچھ کلام نہ کیا تھا کہ میری نظر ابوجہل پر پڑی جو لوگوں میں گھوم رہا تھا، میں نے (اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ یہ تمہارا مطلوبہ شخص (ہدف) ہے جس کے بارے میں تم سوال کررہے ہو،ان دونوں نے جلدی سے اس پر تلوار سے جھپٹے اور دونوں نے اسے (تلوار سے) مارا اور قتل کردیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں بتایا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ان دونوں میں سے ہر ایک کہنے لگا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے، پھر پوچھا: کیا تم دونوں نے اپنے تلواروں کو صاف کرلیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا تو فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔

(صحیح بخاری،باب من لم یخمس الاسلاب ومن قتل قتیلاً،ج 4،ص91،دارطوق النجاة☆صحیح مسلم،باب استحقاق القاتل سلب القتیل،ج3، ص 1372،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کردو

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی:((يَا رَسُولَ اللَّهِ، مُرْنِي بِمَا أَحْبَبْتَ، فَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا)) ترجمہ: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جو چاہیں مجھے حکم کریں میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا یعنی جو فرمائیں گے پورا کروں گا۔

((فَعَجِبَ لِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غُلَامٌ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کے اس طرح کہنے سے تعجب ہوا کیونکہ آپ ابھی (کم عمر) لڑکے تھے۔

آزمائش کے لیے فرمایا: ((اذْهَبْ، فَاقْتُلْ أَبَاكَ)) ترجمہ: جاؤ اور جا کر اپنے (مشرک) باپ کو قتل کردو۔

راوی کہتے ہیں: ((فَخَرَجَ مُوَلِّيًا لِيَفْعَلَ فَدَعَاهُ)) ترجمہ: وہ اس کام کو پورا کرنے کے ارادے سے نکل پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واپس بلالیا۔

اورارشاد فرمایا: ادھر آؤ، ((فَإِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِقَطِيعَةِ رَحِمٍ))ترجمہ: میں قطع رحمی کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا۔

(المعجم الاوسط،من بقية من اول اسمه ميم،ج 8،ص125،دارالحرمين،القاہرہ☆السنن الکبری للبیہقی،باب المسلم يتوقى فی الحرب قتل ابيه ،ج9، ص 46،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر یوں عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہم کبھی بھی وہ بات اپنے منہ سے نہ نکالیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: تو آپ جائیے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (پ6،المائدہ، آیت24)

آپ جو بھی چاہیں فیصلہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(صحیح بخاری،باب قوله فاذهب الخ،ج6،ص51،دارطوق النجاة)

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑیں گے۔ (مدارج النبوت،قسم سوم،باب دوم، مذکور جنگ بدر،ج2،ص83)

جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي، وَإِنِّي لَأَكُونُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِيَكَ فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ، فَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَإِنِّي وَإِنْ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَاكَ .فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شَيْئًا حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا، لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو کر آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش رہے، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ

ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ5،النساء ،69)(حلیة الاولیاء ،ج4،ص239،دارالکتاب العربی،بیروت)

اسی دن سے مجھے محبت ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی کھانے کی دعوت کی، میں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ گیا، جو کی روٹی اور شوربہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے لایا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا، کھانے کے دوران میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو کی قاشیں تلاش کررہے ہیں، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ، اسی لیے میں اس دن سے کدو سے محبت کرنے لگا۔

(صحیح بخاری،باب ذکر الخیاط،ج3،ص61،دارطوق النجاة)

ابوقحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تاکہ میں اقامت کہوں، فرمایا: ہاں! اور انھوں نے امامت کی، اس عرصہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا، جب نمازیوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا تو تصفیق کی (بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، تصفیق کہلاتا ہے۔) اس غرض سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہوجائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصفیق کی آواز سنی تو

گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہیں، لہذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھے امامت کا حکم فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ، ترجمہ: ابوبکر! جب میں خود تمھیں حکم کرچکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی؟ عرض کیا: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ترجمہ: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ابوقحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

(صحیح بخاری،باب من دخل لیؤم الناس،فجاء الامام،ج1،ص137،دارطوق النجاة)

میں کیسے لے سکتا ہوں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: لَا وَاللهِ، لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ آگ کا انگارا اپنے ہاتھ میں ڈالے۔ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد

کسی نے اس شخص سے کہا تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا، اس نے جواب دیا نہیں اللہ عزوجل کی قسم میں اسے کبھی نہیں لوں گا جب رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے پھینک دیا ہے تو میں اسے کیسے لے سکتا ہوں؟

(صحیح مسلم، باب طرح خاتم الذہب، ج3، ص1655، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(5) گستاخوں کا انجام

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُھِینًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے کئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت57)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ آذَی شَعْرَۃً مِنِّی فَقَدْ آذَانِی وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اللہ)) ترجمہ: جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغیر، حرف المیم، ج3، ص135، دارالفکر، بیروت)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((سمعت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وھو آخذ شعرہ یقول: من آذی شعرۃ من شعری فالجنۃ علیہ حرام)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: جس نے میرے ایک بال کو (بھی) اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔

(کنز العمال، معجزاتہ واخبارہ بالغیب، ج12، ص349، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((حدثنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وھو آخذ بشعرۃ فقال: من آذی شعرۃ منی فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ لعنہ اللہ ملء السماوات وملء

الأرض، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھر اور زمین بھر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال، معجزاته واخباره بالغيب، ج12، ص349، موسسة الرساله، بيروت)

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَیَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو (بیوی) لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسّا۔ (پ30، سورۂ لہب، مکمل)

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا تعارف

ابولہب کا نام عبد العزیٰ ہے یہ عبدالمطلب بن ہاشم کا بیٹا اور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چچا تھا بہت ہی گورا خوبصورت آدمی تھا اسی لئے اس کی کنیّت ابولہب ہے اور اسی کنیّت سے وہ مشہور تھا۔

(تفسیر خازن، سورۂ لہب کے تحت، ج4، ص494، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابولہب کی بیوی ام جمیل تھی، جو کہ حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی، جس کو قرآن نے ''حمالۃ الحطب'' (یعنی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھانے والی

)فرمایا۔ (تفسیر بغوی، سورۂ لہب کے تحت، ج5، ص328، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

دشمنی کی وجہ اور ابتدا

تفسیر خازن میں اس کا شانِ نزول لکھا ہے: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب یہ آیت پاک ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ) نازل ہوئی، تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کی مختلف شاخوں کو پکارا: یا بنی فہر! یا بنی عدی وغیرہ وغیرہ، یہاں تک کہ وہ لوگ جمع ہو گئے، جو نہ آ سکتا تھا اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ دیکھے کیا ہوا ہے، ابولہب اور دیگر قریش آئے، تو نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر میں تمہیں کہوں کہ وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ سب بولے: جی ہاں، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے ہی دیکھا ہے۔ تو نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (اسلام و توحید کی دعوت دیتے ہوئے) فرمایا: میں تمہیں عذاب شدید سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب بولا: تم تباہ ہو جاؤ (معاذ اللہ)، کیا ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ تو اس پر یہ نازل ہوئی ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے جواب دیا۔

(تفسیر خازن، سورۂ لہب کے تحت، ج4، ص494، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابولہب اور ام جمیل کا ردّ عمل

مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا، اس پر یہ آیت ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾ نازل ہوئی، اس آیت میں اس کا رد

فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔

(تفسیربغوی، سورۂ لہب کے تحت، ج5، ص327، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆تفسیر خزائن العرفان تحت سورۂ تبت یدا ابی لہب)

حضرت ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما رہے ہیں: ((یَآ أَیُّهَاالنَّاسُ قُولُوا:لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوا)) ترجمہ: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صاف چہرے اور بھینگی آنکھوں والا شخص کھڑا تھا جس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں اور وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا: (معاذ اللہ) یہ بے دین جھوٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں جاتے یہ بھی پیچھے پیچھے جاتا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ربیعۃ بن عبادالدیلی، ج31، ص342، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

تفسیر کبیر میں ہے: حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب سورۂ لہب نازل ہوئی تو ام جمیل انتہائی غصے میں پتھر اٹھائے ہوئے آئی، مسجد میں داخل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، ام جمیل یہ کہہ رہی تھی: مُذَمَّمًا قَلَیْنَا ... وَدِینَهُ أَبَیْنَا وَحُكْمَهُ عَصَیْنَا ، (یعنی ہمیں قابلِ مذمت (نعوذ باللہ) شخص سے نفرت ہے، اُس کے لائے ہوئے دین کو ہم نہیں مانتے اور اُس کے احکام کی ہم مخالفت کرتے ہیں) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ آپ کی طرف آ رہی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا

بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔ (پ15، سورۂ بنی اسرائیل، آیت45)

وہ قریب آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم انہوں نے تمہاری ہجو نہیں کی۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئی قریش جانتا ہے کہ میں اس کے سردار کی بیٹی ہوں۔

(تفسیر کبیر، سورۂ لہب کے تحت، ج32، ص354، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے:

جب سورۂ تبت یدا ابی لہب کی خبر ام جمیل تک پہنچی تو وہ اپنے بھائی ابوسفیان کے پاس اس کے گھر میں آئی، غصے سے بھری ہوئی تھی، بھائی کو کہنے لگی کہ اے بہادر! تمہیں یہ بات غضبناک نہیں کرتی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری ہجو کی ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ٹھہرو میں اس کی خبر لیتا ہوں پھر تلوار لے کر باہر نکلا، فوراً ہی واپس لوٹ آیا، ام جمیل نے کہا کہ کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ تو ابوسفیان نے کہا کہ میری بہن! کیا تمہیں یہ پسند آئے گا کہ تمہارے بھائی کا سر اژدھے کے منہ میں چلا جائے، ام جمیل نے جواب دیا نہیں، تو ابوسفیان کہنے لگا کہ بخدا قریب تھا کہ اس وقت میرا سر اژدھے کے منہ میں ہوتا یعنی اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جاتا تو اژدھا اسے اپنا لقمہ بنا لیتا۔ پھر بعد میں ابوسفیان اسلام لے آئے اور ام جمیل کا کفر پر خاتمہ ہوا اور یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم سابق سے ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ لہب کے تحت، ج10، ص532، دارالفکر، بیروت)

تفسیر خازن میں ہے:

اُمِّ جمیل بنتِ حرب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نہایت عناد وعداوت رکھتی تھی (اور باوجود یہ کہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ) خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور کو اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

(تفسیر خازن،سورۂ لہب کے تحت،ج4،ص495،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ابولہب کا عبرتناک انجام

غزوۂ بدر کے سات دن کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو عدسہ بیماری میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا،(عَدَسَہ طاعون کی قسم کی ایک زہریلی پھنسی ہے جو پہلے چھوٹی سے نکلتی ہے، پھر اس کا زہر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے اور آدمی مرجاتا ہے)،جب اس گندی بیماری میں مبتلا ہو کر مرگیا تو اس کے بیٹوں نے اسے دو یا تین دن پڑے رہنے دیا اور دفن نہ کیا کیونکہ قریش عدسہ بیماری سے بہت زیادہ ڈرتے تھے وہ اسے طاعون کی طرح متعدی سمجھتے تھے، بالآخر قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں کو کہا کہ تمہارا بیڑا غرق ہو، کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ گھر میں پڑا سڑ رہا ہے اور تم اسے دفن نہیں کرتے، وہ کہنے لگے کہ ہمیں اس کی بیماری کے زخموں سے ڈر لگتا ہے (کہ کہیں اس کی وجہ سے ہمیں یہ بیماری نہ لگ جائے)،اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں، پھر ان لوگوں نے غسل کے نام پر دور ہی سے پانی پھینک دیا اور کوئی بھی قریب نہ گیا،اس کے بعد اٹھا کر وادیٔ مکہ کے بالائی حصے پر لے گئے، جہاں ایک دیوار کے سہارے کھڑا کر دیا اور اس پر پتھر پھینکتے رہے، یہاں تک کہ وہ ان پتھروں

کے نیچے دفن ہو گیا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ رب فرماتا ہے: ﴿مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

(تفسیر کبیر،سورۂ لہب کے تحت،ج32،ص352,353،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆دلائل النبوۃ للبیہقی،باب وقوع الخبر بمکۃ وقدوم عمیر بن وہب،ج3،ص146،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ام جمیل کا عبرتناک انجام

اُمِّ جمیل بنتِ حرب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نہایت عناد وعداوت رکھتی تھی اور باوجود یہ کہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور کو اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتّھر پر بیٹھ گئی، ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مرگئی۔

(تفسیر خازن،سورۂ لہب کے تحت،ج4،ص495،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

عتبہ بن ابی لہب

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کے بیٹے عُتَیبہ کے نکاح میں تھیں، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، (جب اعلانِ نبوت فرمایا اور جب سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو) عُتَیبہ

نے حضرت ام کلثوم کو طلاق دے دی ،اور حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے انتہائی گستاخانہ انداز میں پیش آیا، کہنے لگا:'' كفرت بدينك و فارقت ابنتك ''میں نے آپ کے دین کا نکار کیا اور آپ کی بیٹی کو چھوڑا۔پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر چھپٹ پڑا اور قمیص مبارک پھاڑ ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اس کے خلاف دعا کی:((اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ)) اے اللہ اس پر اپنے کتوں (درندوں) میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما۔ابوطالب اس وقت موجود تھے، وہ عتیبہ سے کہنے لگے:میرے بھتیجے کی دعا سے بے پروا نہ ہونا کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں۔(بعض روایات میں ہے کہ عتیبہ یہ سن کر کانپ گیا، آکر ابولہب کو بتایا، ابولہب بولا:اب میرے بیٹے عتیبہ کی خیر نہیں کہ محمد(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی دعاے ضرر اس کے پیچھے پڑ گئی ہے ،ہر طرح کی نگرانی رکھنے لگا۔مدارج النبوۃ)۔

ابولہب اور عتیبہ ایک مرتبہ تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام کی طرف گئے تو رات کے وقت ایک راہب کے پاس مقامِ زرقا میں ٹھہرے ،راہب نے قافلے والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں اس لیے تمام لوگ ہوشیار ہوکر سوئیں، یہ سن کر ابولہب نے قافلے والوں سے کہا کہ اے لوگو! محمد(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) نے میرے بیٹے عُتیبہ کے لیے ہلاکت کی دعا کی ہے،لہذا تم لوگ تمام تجارتی سامان کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے اردگرد سو جاؤ تا کہ میرا بیٹا درندوں کے حملے سے محفوظ رہے، چنانچہ قافلے والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا بندوبست کیا لیکن رات کے وقت اچانک ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا ،اور چلا گیا، لوگوں نے شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتا نہ چل

سکا کہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا۔

(مواہب اللدنیه و شرح الزرقانی علی المواہب،الفصل الثانی فی ذکر اولاده الکرام،ج4، س325,326،دارالکتب العلمیه،بیروت)

ولید بن مغیرہ

ولید بن مغیرہ نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کو مجنون (دیوانہ) کہا ،اس کی گستاخی سے قلب اطہر کو صدمہ پہنچا، اللہ رب العزت نے سورۂ قلم اولاً تو اپنے محبوب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے فضائل اور خوبیاں بیان کر کے ان کو خوش کیا۔

(تفسیر روح البیان مفہوماً،سورۂ بقرہ،آیت12،ج1،ص58،دارالفکر،بیروت)

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:﴿مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ٥وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ٥وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥﴾ترجمۂ کنزالایمان:تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں،اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے،اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

(پ29،سورة القلم،آیت2تا4)

پھر اس کی گستاخی پر توجہِ غضب فرمائی اور اس کے عیوب بیان فرمائے۔

(تفسیر روح البیان،سورۂ بقرہ،آیت12،ج1،ص58،دارالفکر،بیروت)

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ٥هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ٥مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ٥عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ٥﴾ترجمہ:اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ، ذلیل ، بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا ، بھلائی سے بڑا روکنے والا ، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خو(بدمزاج و بدزبان)،اس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

(پ29،سورة القلم،آیت10تا13)

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمّد (مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے میرے حق میں نو(9) باتیں فرمائیں ہیں ، میں ان سب کو جانتا ہوں (کہ مجھ میں موجود ہیں) لیکن نویں بات (اصل میں خطا ہونے کی) اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو تو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا۔تو اُسی سے ہے۔

(تفسیر الجمل،سورۃ القلم،ج8،ص75،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اُن 9 عیوب کو شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (1) بڑا قسمیں کھانے والا (2) ذلیل وحقیر (3) بہت طعنہ دینے والا (4) بہت اِدھر کی اُدھر لگانے والا یعنی چغلیاں کرنے والا (5) بھلائی سے بڑا روکنے والا (6) حد سے بڑھنے والا (7) بڑا گنہگار (8) بدمزاج اور بدزبان (9) اس کی اصل میں خطا ہے یعنی ولید بن مغیرہ ولدالزنا ہے۔

(التفسیرالکبیر،سورۃالقلم،ج10،ص603-604،مکتبہ علوم اسلامیہ،لاہور)

حضرت ابن قتیبہ فرماتے ہیں: جس طرح اللہ تعالٰی نے ولید بن مغیرہ کے عیوب بیان فرمائے اس کی مثل کسی کے بیان نہیں کیے،اس کے سبب اس کو وہ عار لاحق ہوگئی جو دنیا وآخرت میں اس سے جدا نہ ہوگی۔

(تفسیر خازن،سورۃ القلم،ج4،325،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

پھر ارشاد ہوا:﴿سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ ﴾ترجمہ:قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ لگادیں گے۔ (پ29،سورۃ القلم،آیت16)

یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے اور اس کی بد باطنی کی علامت اس کے چہرہ پر نمودار کردیں گے تاکہ اس کیلئے سببِ عار ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی مگر دنیا

میں بھی یہ خبر پوری ہوکر رہی اور اس کی ناک دغیلی ہوگئی۔

(خزائن العرفان،تحت الآیۃ المذکورہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:''اب بھی حضور کے گستاخوں کے چہروں پر ایمانی رونق نہیں ہوتی ،بعض گستاخوں کے منہ پر مکھیاں بھنکتی اور آخر میں شکل بگڑتے دیکھی ہے نعوذ باللہ منہ۔

(سلطنت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ص11،قادری پبلشرز،لاہور)

ایک کاتبِ وحی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ البَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ:مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا:هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا:هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا:أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ)) ترجمہ:ایک نصرانی آدمی نے اسلام قبول کیا،اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ اٰل عمران پڑھی،وہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا،وہ نصرانیت کی طرف پھر گیا یعنی مرتد ہوگیا،اور وہ (گستاخ) لوگوں سے کہتا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں انہیں لکھ کر دیتا ہوں،جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اسے دفنادیا،جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا،لوگ کہنے لگے کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

اوران کے اصحاب نے ایسا کیا ہے کیونکہ یہ ان سے بھاگ کر آیا ہے اس لیے انہوں نے ایسا کیا ہے، لہذا انہوں نے گہری قبر کھودی اور اس میں اسے دفن کر دیا، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے، کہنے لگے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کے اصحاب کا فعل ہے، کیونکہ یہ ان کی طرف سے بھاگ کر آیا ہے اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھود کر اسے زمین پر ڈال دیا ہے، لہذا انہوں نے اس کے لیے جتنی استطاعت تھی اتنی گہری قبر کھودی، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے، لوگوں نے جان لیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں، لہذا اسے وہیں زمین پر ہی ڈال دیا۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ، ج4، ص202، دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، کتاب صفات، ج4، ص2145، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مشکوۃ المصابیح میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے: ((انَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ . فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوذًا فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟ فَقَالُوا: دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ۔ مُتَّفَق عَلَيْه)) ترجمہ: ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا، پھر اسلام سے پھر گیا (مرتد ہو گیا) اور مشرکین کے ساتھ مل گیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے فرمایا: بے شک زمین اسے قبول نہیں کرے گی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمیں اطلاع دی کہ وہ اس زمین (یعنی ملک) میں گئے جہاں وہ مرتد مرا تھا، تو انہوں نے اسے بغیر دفن ہوئے زمین کے اوپر پڑا پایا، پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفنایا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا، اس حدیث پاک کو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج3، ص1655، المکتب الاسلامی، بیروت)

بِشر منافق

تفسیر نسفی وغیرہ میں ہے:

بِشر نامی ایک منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا، یہودی کہنے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے چلتے ہیں کیونکہ وہ حق پر تھا اور جانتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رشوت نہیں لیتے، اور منافق (چونکہ حق پر نہ تھا اس لیے) کہتا تھا کہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس فیصلہ کے لیے چلتے ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ رشوت لیتا ہے، (اور رشوت سے میرا کام بن جائے گا)، بالآخر یہودی کے مجبور کرنے پر وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا، اس پر منافق راضی نہ ہوا، کہنے لگا آؤ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) کے پاس معاملہ لے کر چلتے ہیں ان سے فیصلہ کرواتے ہیں، یہودی راضی ہو گیا، دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں معاملہ لے کر پہنچ گئے، ابتدا ہی میں یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا فیصلہ کر دیا ہے اور میرے حق میں کیا ہے مگر یہ شخص (مسلمان کہلانے والا) ان کے فیصلہ سے راضی نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس منافق سے پوچھا: کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: تم دونوں اپنی جگہ کھڑے رہو میں اندر گھر سے ہو کر آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ گھر میں داخل ہوئے، تلوار پکڑی، پھر گھر سے نکلے اور اس منافق کی گردن پر تلوار مار کر سرتن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے فیصلہ سے راضی نہیں اس کے لیے عمر کا یہی فیصلہ ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ

إِلَيْکَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا o وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا o فَكَيْفَ اِذَآ اَصٰبَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْکَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسٰنًا وَّتَوْفِيْقًا ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کیاتم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جوتمہاری طرف اترا اوراس پر جوتم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ (فیصلہ کرنے والا) بنائیں اور اُن کوتو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اورابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے، اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اوررسول کی طرف آ ؤتو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں، کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے (جیسا کہ بشر منافق پر پڑی کہ اس کو حضرت عمر نے قتل کردیا، خزائن) بدلہ اس کا جوان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھراے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اورمیل ہی تھا (جیسا کہ بِشر منافق کے مارے جانے کے بعد اُس کے اولیا اُس کے خُون کا بدلہ طلب کرنے آئے اور بے جا معذرتیں کرنے اور باتیں بنانے لگے اللہ تعالٰی نے اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا، خزائن)۔ (پ5، سورۃ النساء، آیت60)

اور جبریل علیہ السلام نے کہا: ان عمر فرق بين الحق والباطل فقال له رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أنت الفاروق ۔ترجمہ: بے شک عمر نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا: تم فاروق ہو۔

(تفسیر نسفی، ج1، ص368، دارالکلم الطیب، بیروت ☆ تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ

النساء، ج1، ص383، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

استہزا کرنے والے

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّا كَفَيْنٰکَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت95)

اس آیت پاک کے تحت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں:

کُفّارِ قریش کے پانچ سردار (۱) عاص بن وائل سہمی اور (۲) اسود بن مطلب اور (۳) اسود بن عبد یغوث اور (۴) حارث بن قیس اوران سب کا افسر (۵) ولید ابن مغیرہ مخزومی۔

یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخُر و استہزا کرتے تھے۔اسود بن مطلب کے لئے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یاربّ اس کو اندھا کردے۔ایک روز سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اورانہوں نے حسبِ دستور طعن و تمسخُر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہوگئے۔اسی حال میں حضرت جبریلِ امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اورانہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کفِ پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اوراسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شر دفع کروں گا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہوگئے۔ولید بن مغیرہ تیرفروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبّر سے اس کو نکالنے کے لئے

سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مرگیا۔ عاص ابنِ وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کرگیا اور یہ شخص بھی مرگیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مرگیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمّد نے قتل کیا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقا ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لُو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہوگیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مرگیا کہ مجھ کو محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے ربّ نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہوگیا۔ انہیں کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

(خزائن العرفان، تحت الآية المذكوره☆تفسير خازن، تحت سورة الحجر، آيت 95، ج3، ص64، دارالكتب العلميه، بيروت)

کسریٰ شاہ فارس

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس کے بادشاہ کسری (خسرو پرویز) کی طرف روانہ فرمایا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں، ساتھ ہی دعوتِ اسلام پر مشتمل ایک مکتوب بھی دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خسرو پرویز کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مکتوب دیا، وہ مکتوب اس کے سامنے پڑھا گیا، اس نے لے کر (معاذ اللہ) اس مکتوب مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

جب یہ بات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو معلوم ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کے خلاف یوں دعا کی: ((اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ مُلْکَہٗ)) ترجمہ: اے اللہ! اس کے ملک (بادشاہت) کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

ادھر کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ حجاز میں رہنے والے اس شخص کے پاس اپنے دو طاقتور جوان بھیجو تاکہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے دو آدمی بھیج دیئے اور ان کے ساتھ خط بھی بھیج دیا، ان دونوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پہنچ کر باذان کا خط آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حوالے کردیا، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تبسم فرمایا اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم دونوں ابھی جاؤ، کل میرے پاس آنا میں تمہیں اپنا ارادہ بتاؤں گا۔

اگلے دن جب وہ دونوں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے ارشاد فرمایا: باذان کو جا کر بتاؤ کہ گزشتہ رات فلاں ساعت میں میرے رب نے اس کے رب کسری کو قتل کردیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شِیرُوَیہ کو اس پر مسلط کردیا اور اس نے اسے قتل کردیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس لوٹ آئے اور ساری باتیں باذان کو بتادیں، ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ باذان کے پاس شیرویہ کا خط آگیا، جس میں اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے اور اپنے بادشاہ بننے کی خبر دی۔ باذان یہ سب کچھ دیکھ کر اپنے بیٹوں سمیت مسلمان ہوگیا۔

(الطبقات الكبرى، ذكر بعثة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج1، ص199، دارالكتب العلميه، بيروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان مذکوہ بالا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب حضور پرنور سید یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بجہت دنیا اسلام نہ لایا مقوقش بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کردیا اور باذان

صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیج کر انھیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ بانویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ انھما حین دخلا علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کانا قد حلق لحاھما واعفیا شواربھما فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا قالا ربنا یعنیان کسرٰی فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمھارے لئے کس نے تمھیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا۔

(تاریخ الخمیس، کتاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی کسرٰی، ج2، ص35، مؤسسۃ شعبان، بیروت)

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بانویہ، خرخسرہ اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکامِ حضور جان کر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا؟ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔ اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا، مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے، اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین، اس کے بعد

حدیث میں معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک باذان و بانویہ و خرخسرہ وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص647,648، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

گستاخ باندی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

((انَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ:فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ :أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم :أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ)) ترجمہ: ایک نابینا شخص کی ام ولد باندی تھی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) سب وشتم کیا کرتی (گالیاں دیا کرتی) تھی اور برا بھلا کہا کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی، وہ اسے جھڑکتے مگر وہ نہ رکتی، ایک رات جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو اس نابینا صحابی نے بھالا (یعنی دھاری دار آلہ) لے کر اس کے پیٹ

میں پیوست کرڈالا اوراتنی زور سے دبایا کہ اسے قتل کرڈالا، اُس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں آلودہ ہوگئی، جب صبح ہوئی تو اس بات کا ذکر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں کیا گیا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے لوگوں کو جمع کرکے ارشادفرمایا: میں اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے بھی ایسا کیا ہے، اس پر میرا اس پرحق ہے کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی یہ بات سن کر وہ نابینا صحابی کھڑے ہوگئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ڈگمگاتے قدموں سے آگے بڑھے، یہاں تک کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس جاکر بیٹھ گئے، اورعرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! میں اس لونڈی کا مالک تھا، وہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو گالیاں دیتی تھی، میں اسے منع کرتا مگر وہ نہ مانتی، میں اسے جھڑکتا مگر وہ باز نہ آتی، اس کے بطن سے میرے دوموتیوں کی مانند بیٹے ہیں اوروہ مجھ پر بہت مہربان تھی، مگر جب گزشتہ رات وہ آپ کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کرڈالا اوراس زور سے دبایا کہ اسے قتل کردیا۔ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم سب گواہ ہوجاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہوگیا۔

(سنن ابی داؤد، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج4، ص129، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

(6) آنکھوں کا تارانام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نام رکھنے کی فضیلت

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا تَبَرُّكًا بِهِ كَانَ هُوَ وَمَوْلُودُهُ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اوراس نے میرے نام سے برکت لیتے ہوئے اس کا نام محمد رکھا تو وہ اوراس کا بچہ جنت میں جائیں گے۔

(المواہب اللدنیہ، ج2، ص376، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر ☆اللآلی ء المصنوعۃ للسیوطی، کتاب المبتداء، ج1، ص97، دارالکتب العلمیہ ، بیروت ☆سیرتِ حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً، ج1، ص121، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج7، ص305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس حدیث پاک کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ھذا أمثل حدیث ورد فی ھذا الباب، وإسنادہ حسن'' ترجمہ: یہ حدیث اس باب میں واردشدہ احادیث میں سے بہترین ہے اوراس کی اِسناد حسن ہے۔

(اللآلی ء المصنوعۃ للسیوطی، کتاب المبتداء، ج1، ص97، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج7، ص305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حدیث پاک ہے: ((وَمَا كَانَ اسْمُ مُحَمَّدٍ فِي بَيْتٍ إِلاجَعَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ بَرَكَةً)) ترجمہ: جس گھر میں محمد نام کا شخص ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس گھر کو بابرکت بنادیتا ہے۔

(سیرتِ حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً، ج1، ص122، دارالکتب العلمیہ،

بیروت☆اللآلی ء المصنوعة للسیوطی، کتاب المبتداء،ج1 ، ص98،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((إنَّ لِلّٰـهِ مَلَائِكَةً سيّاحين، عبادتها على كُلِّ دَارٍ فِيهَا أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدٌ، إِكْرَامًا منهم لمحمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اکرام کے باعث (اللہ عزوجل کی طرف سے) ان کی عبادت (یعنی ان کی ڈیوٹی) ہر اس گھر میں ہوتی ہے جس میں احمد یا محمد نامی شخص ہو۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول مکانته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج 1،ص339، دارالفیحاء،عمان)

☆ایک روایت میں ہے:((إذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ:أَلَا لِيَقُمْ مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ لِكَرَامَةِ اسْمِهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا: جس کا نام محمد ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہو جائے، یہ نامِ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اکرام کی وجہ سے ہوگا۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول مکانته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص341،دارالفیحاء،عمان)

☆نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((مَا ضَرَّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِهِ مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَةٌ)) ترجمہ: تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھر میں ایک محمد، دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول مکانته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج1،ص342،دارالفیحاء،عمان☆جامع صغیر مع فیض القدیر،ج5، ص 453،المکتبة التجارية الکبری،مصر☆شرح زرقانی علی المواہب،الفصل الرابع مااختص به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج7، ص307،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((مَا طعم عَلَى مائدة وَلَا جلس عَلَيْهَا وفيهَا اسْمِي إِلَّا

قدسوا كل يَوْمٍ مرَّتَيْنِ)) ترجمہ: جس بھی دستر خوان پر کھانا کھایا جاتا ہے، بیٹھا جاتا ہے اور اس میں میرا نام کا کوئی شخص بیٹھتا ہے تو ان دستر خوان والوں کو دن میں دو مرتبہ مقدس کیا جاتا ہے (برکت دی جاتی ہے)۔

(اللآلی ء المصنوعة للسیوطی، کتاب المبتداء،ج1 ، ص93،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس روایت کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:''هَذَا الْإِسْنَاد رِجَاله ثِقَات'' ترجمہ: اس اسناد کے رجال ثقہ ہیں۔

(اللآلی ء المصنوعة للسیوطی، کتاب المبتداء،ج1 ، ص93،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((لَا يَدْخُلُ الْفَقْرُ بَيْتًا فِيهِ اسْمِي)) ترجمہ: اس گھر میں فقر داخل نہیں ہوگا جس گھر میں میرے نام کا کوئی شخص ہوگا۔

(الکامل لعدی،محمد بن عبد الملك الانصاری،ج7،ص352،الکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ قَطُّ فِي مَشُورَةٍ فِيهِمْ رَجُلٌ اسْمُهُ مُحَمد، لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي مَشُورَتِهِمْ إلا لَمْ يُبَارَك لَهُمْ فِيه)) ترجمہ: جو لوگ کسی مشاورت کے لئے اکھٹے ہوئے اور اپنے مشورہ میں کسی محمد نامی شخص کو شامل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اُن کے اِس مشورہ میں برکت نہ دے گا۔

(الکامل لعدی،احمد بن کنانہ شامی،ج1،ص275،الکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:((ما من مائدة وضعت فحضر عليها من اسمه أحمد أو محمد إلاقدس الله ذلك المنزل كل يوم مرتين)) ترجمہ: جس گھر میں دستر خوان بچھایا گیا اور اُس پر احمد یا محمد نامی شخص کھانے کے لئے حاضر ہوا تو اللہ ربُّ العزت اُس گھر کی روزانہ

دوبار پاکی بیان فرمائے گا۔ (المواہب اللدنیہ،ج2،ص377،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

☆امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''سَمِعْتُ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ:مَا مِنْ بَيْتٍ فيه اسم محمد إلا نمى، وَرُزِقُوا، وَرُزِقَ جِيرَانُهُم''ترجمہ:میں نے اہل مکہ کو کہتے سُنا: کہ جس گھر میں نامِ محمد ہواُس میں برکت ہوتی ہے،اہلِ خانہ کورزق ملتا ہےاوراُن کے پڑوسیوں کوبھی رزق دیا جاتا ہے۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول مکانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص342،دارالفیحاء،عمان)

☆امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نےفرمایا:''ما كان فی أهل بيت اسم محمد إلا كثرت بركته''ترجمہ:جس گھر والوں میں محمد نامی شخص ہوتا ہےاس گھر میں کثیر برکت ہوتی ہے۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر،حرف المیم،ج 5، ص453،المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر☆شرح زرقانی علی المواہب،الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص307،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''ومما اختص به صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أن التسمى باسمه ميمون ونافع فى الدنيا والآخرة''ترجمہ:حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے نام پرنام رکھنا باعث برکت اوردنیاوآخرت میں نفع بخش ہے۔ (المواہب اللدنیہ،ج2،ص376،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

عذاب نہیں دوں گا

☆حضرت نُبَیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،حدیث قدسی میں نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارشادفرماتے ہیں:((قال الله تعالى :وعزتي وجلالي لاأعذب أحدا تسمى باسمك فى النار)) ترجمہ:اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:میری عزت اور

میرے جلال کی قسم،جس جس کا نام تیرے نام پر رکھا گیا میں ان میں سے کسی ایک کو بھی عذاب نہیں دوں گا۔

(الفردوس بمأثور الخطاب،باب الیاء،ج 5،ص485،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆المواہب اللدنیہ،ج 2،ص377،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج 1، ص121،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆شرح زرقانی علی المواہب،الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج7،ص306،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((يُوقَفُ عَبْدَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَأْمُرُبِهِمَا إِلَى الْجَنَّةِ فَيَقُولانِ رَبَّنَا بِمَ اسْتَأْهَلْنَا الْجَنَّةَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلا تُجَازِينَا بِهِ فَيَقُولُ لَهُمَا عَبْدَيَّ ادْخُلا الْجَنَّةَ فَإِنِّي آلَيْتُ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا أُدْخِلَ النَّارَ مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ وَلا مُحَمَّدٌ)) ترجمہ:دوشخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے کئے جائیں گے(ان میں سے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام محمد ہوگا)ان کے بارے جنت کا حکم دیا جائے گا،وہ عرض کریں گے،ہم جنت کے مستحق کیونکر ہوئے حالانکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی جزاجنت ہو؟اللہ تعالیٰ فرمائے گا:تم جنت میں داخل ہوجاؤ،بےشک میں نے اپنے ذمہ کرم پرلازم کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا اسے جہنم میں داخل نہیں کروں گا۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج1،ص121،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆فیض القدیر شرح جامع صغیر،حرف المیم،ج 5، ص453،المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر☆شرح زرقانی علی المواہب،الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج7،ص305،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

جس نے محمد نام نہ رکھا

☆حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،حضور نبی کریم صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلَاثَۃُ أَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ أَحَدَھُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَھِلَ)) ترجمہ:جس کے تین بچے ہیں اوراس نے ان میں سے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تواس نے جہالت والافعل کیا ہے۔

(مسند حارث،باب فی الاسماء،ج2،ص793،مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃالنبویۃ،مدینہ منورہ☆المعجم الکبیر للطبرانی،مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما،ج 11،ص71،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆الکامل لعدی،لیث بن ابی سلیم کوفی اموی ، ج7،ص236،الکتب العلمیہ،بیروت☆اللآلی ء المصنوعۃ للسیوطی، کتاب المبتداء،ج 1 ، ص93،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً، ج1، ص 121,122،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆ایک روایت میں ہے:((مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلاثۃٌ فَلَمْ یُسِمِّ أَحَدَھُمْ مُحَمَّدًا فَھُوَ مِنَ الْجَفَاءِ)) ترجمہ:جس کے تین بچے ہوں اوروہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے تو یہ جفا ہے۔

(الکامل لعدی،خالد بن یزیدالعمری المکی،ج 3،ص437،الکتب العلمیہ،بیروت☆اللآلی ء المصنوعۃ للسیوطی، کتاب المبتداء،ج 1 ، ص94، دارالکتب العلمیہ،بیروت☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج1،ص122،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆ایک اورروایت میں ہے:((فقد جفانی)) ترجمہ:تحقیق اس نے مجھ پر جفا کی۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج 1،ص122،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

لڑکا پیدا ہونے کا وظیفہ

☆حدیث پاک میں ہے:((من أراد أن یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل إن کان ھذا الحمل ذکرا فقد سمیتہ محمدا فإنہ یکون ذکرا)) ترجمہ:جو چاہے کہ اس کی زوجہ کا حمل مذکر ہو یعنی لڑکا

پیدا ہوتو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ اپنی زوجہ کے پیٹ پر رکھے اور کہے کہ اگر میرا یہ حمل مذکر ہواتو میں نے اس کا نام محمد رکھوں گا،اس کی برکت سے اس کا لڑکا پیدا ہوگا۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج 1،ص122،دارالکتب العلمیہ،بیروت ☆شرح زرقانی علی المواہب،الفصل الرابع مااختص بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص307،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مَا مِنْ مُسْلِمٍ دَنَامِنْ زَوْجَتِہِ وَھُوَ یَنْوِی إن حملت مِنْہُ یُسَمِّیَہُ مُحَمَّدًا إلا رَزَقَہُ اللّٰہُ ذَکَرًا)) ترجمہ:اگرکوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اس نیت سے کہ اگر وہ حاملہ ہوئی تو پیدا ہونے والی اولاد کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو مذکر اولاد عطا فرمائے گا۔

(اللآلی ء المصنوعۃ للسیوطی، کتاب المبتداء،ج1،ص98،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((من کان لہ حمل فنوی أن یسمیہ محمدا حوّلہ اللہ تعالی ذکرا وإن کان أنثی)) ترجمہ:جس شخص (کی بیوی) حاملہ ہواور اُس کی یہ نیت ہو کہ (کہ جب ولادت ہوگی تو) اُس کا نام ’’محمد‘‘ رکھے گا تو وہ حمل خواہ مؤنث کی صورت میں ہو اللہ تعالیٰ اُس کو مذکر میں تبدیل فرما دیگا

۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج 1،ص122،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆حضرت عطا تابعی فرماتے ہیں:((ما سمی مولود فی بطن أمہ محمدا إلا کان ذکرا)) ترجمہ:جس مولود (پیدا ہونے والے) کا نام اپنی ماں کے پیٹ میں محمد رکھا گیا تو لڑکا ہی پیدا ہوا۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج 1،ص122،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

☆حدیث پاک میں ہے:((وشکت إلیه صلی الله علیه وسلم امرأة بأنها لا یعیش لها ولد، فقال لها:اجعلی لله علیك أن تسمیه أی الولد الذی ترزقینه محمدا، ففعلت فعاش ولدها)) ترجمہ:ایک عورت نے حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں درخواست کی کہ میرا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا،آپ نے اُس سے فرمایا:اللہ کی رضا کے لئے اپنے اوپر یہ لازم کرلے کہ اللہ تجھے جو بچہ دے اُس کا نام محمد رکھوں گی۔اُس نے ایسا ہی کیا تو اُس کا جو بچہ پیدا ہوا اُس نے زندگی پائی۔

(سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج1،ص122،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

محمد نامی بچے کے آداب

☆حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،وہ فرماتے ہیں:((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُولُ:إِذَا سَمَّیْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوهُ وَلَا تَحْرِمُوهُ)) ترجمہ:میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا:جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

(مسند بزار،ما اسند ابورافع مولی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج9،ص327،مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنورہ☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی الله تعالی علیه سلم محمداً،ج1،ص121،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆شرح زرقانی علی المواهب،الفصل الرابع مااختص به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج7، ص307،دارالکتب العلمیه،بیروت)

☆حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((إِذَا سَمَّیْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَأَکْرِمُوهُ وَأَوْسِعُوا لَهُ فِی الْمَجْلِسِ وَلَا تُقَبِّحُوا لَهُ وَجْهًا)) ترجمہ:جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو،اس کے لیے مجلس میں جگہ کشادہ کرواور اس کے چہرے کو برا مت کہو۔

(تاریخ بغداد،ج4،ص153،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆اللآلی ء المصنوعة للسیوطی،کتاب

المبتداء،ج1،ص95،دارالکتب العلمیه، بیروت☆شرح زرقانی علی المواهب،الفصل الرابع مااختص به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج7، ص306،دارالکتب العلمیه،بیروت)

☆حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((تُسَمُّونَ أَوْلَادَکُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُونَهُمْ)) ترجمہ:تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر ان پر لعنت کرتے ہو،یعنی محمد نام رکھو تو ان پر لعنت نہ کرو۔

(مسند ابی یعلی،ثابت البنانی عن انس رضی الله عنه،ج6،ص116،دارالمأمون للتراث،دمشق☆المستدرک علی الصحیحین للحاکم،واما حدیث سالم بن عبیدالنخعی، ج4، ص325،دارالکتب العلمیه،بیروت☆شرح زرقانی علی المواهب،الفصل الرابع مااختص به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج7، ص307،دارالکتب العلمیه،بیروت)

ابو محمد کنیت

☆حدیث پاک میں ہے:((وَکَانَ آدَمُ یُکَنّٰی بِأَبِی مُحَمَّدٍ)) ترجمہ:آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی گئی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول مکانته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1، ص339، دارالفیحاء،عمان)

☆حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((أَهْلُ الْجَنَّةِ لَیْسَتْ لَهُمْ کُنًی إِلَّا آدَمُ فَإِنَّهُ یُکَنّٰی بِأَبِی محمد توقیرا وتعظیما)) ترجمہ:آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے علاوہ کسی جنتی کی کنیت نہیں کیونکہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کی وجہ سے۔

(دلائل النبوة للبیهقی،باب ما جاء فی تحدث رسول الله صلی الله علیه وسلم،ج5،ص489،دارالکتب العلمیه،بیروت☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی الله تعالی علیه سلم محمداً،ج1،ص122،دارالکتب العلمیه،بیروت)

☆امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:((مِمَّا یَدُلُّ عَلَی فَضْلِهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ، مَا وَرَدَ بِهِ الْخَبَرُ مِنْ أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يكَنَّى فِي الْجَنَّةِ أَبَا مُحَمَّدٍ، فَلَوْلَا أَنَّهُ أَفْضَلُ النَّبِيِّينَ لَمَا خُصَّ عِنْدَ الْقَصْدِ إِلَى أَنْ يُكَنَّى بِاسْمِ أَحَدِهِمِ اسْمُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَنَّى بِهِ دُونَ اسْمِ غَيْرِه)) ترجمہ: میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے باقی انبیا سے افضل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جنت میں بھی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابومحمد رکھی گئی۔اگر آپ باقی انبیائے کرام سے افضل نہ ہوتے تو جب انبیائے کرام میں سے کسی کے نام کے ذریعے آدم علیہ السلام کی کنیت رکھنے کا قصد فرمایا جارہا تھا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نامِ اقدس کو مخصوص کر کے اس کے ساتھ کنیت نہ رکھی جاتی۔

(شعب الایمان،فصل فی براء ۃ نبیناصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج3،ص74،مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع،ریاض)

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم چومنے کی برکت

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ عَصَى اللهَ مِائَتَيْ سَنَةٍ ثُمَّ مَاتَ، فَأَخَذُوا بِرِجْلِهِ فَأَلْقُوهُ عَلَى مِزْبَلَةٍ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِ اخْرُجْ فَصَلِّ عَلَيْهِ .قَالَ:يَا رَبِّ، بَنُو إِسْرَائِيلَ شَهِدُوا أَنَّهُ عَصَاكَ مِائَتَيْ سَنَةٍ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ:هَكَذَا كَانَ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ إِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ، وَصَلَّى عَلَيْهِ، فَشَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، وَغَفَرْتُ ذُنُوبَهُ، وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِينَ حَوْرَاءَ)) ترجمہ:بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسوسال اللہ کی نافرمانی کی، پھر اس کا انتقال ہوگیا۔لوگوں نے اُس کے پاؤں پکڑے اور اُسے کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہ پر ڈال دیا۔اللہ عزوجل نے موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! جاؤ اور اُس کی نماز جنازہ پڑھو۔حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے

عرض کی: اے میرے رب عزوجل! بنی اسرائیل اس بات کے گواہ ہیں کہ اس شخص نے دوسوسال تیری نافرمانی کی ہے۔تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! معاملہ ایسا ہی تھا مگر جب بھی اُس نے تورات کھولی اور نامِ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو دیکھا تو اُسے چوما، اپنی آنکھوں سے لگایا اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پر درود بھیجا۔تو میں نے اس کی جزا یہ دی کہ اُس کے تمام گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں کے ساتھ اُس کا نکاح کردیا۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم،وہب بن منبہ،ج 4،ص42،دارالکتاب العربی،بیروت☆سیرتِ حلبیہ،باب تسمیہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم محمداً،ج1،ص122,123،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

نام محمد پر انگوٹھے چومنا

امام سخاوی نے''الفردوس للدیلمی''کے حوالے سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کو یہ کہتے سنا:اشھد ان محمدا رسول اللہ ،تو انہوں نے ایسا ہی کہا اور اپنی شہادت کی انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگائیں تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:((مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي)) ترجمہ: جس طرح میرے خلیل نے کیا ہے جو ایسا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت ہے۔

(المقاصد الحسنہ،حرف المیم،ج1،ص605،دارالکتاب العربی،بیروت)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ''موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ''کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:((عن الخضر علیہ السلام أنه:من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول اللّٰه:مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبدا)) ترجمہ:

حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے: کہ جس نے مؤذن سے" أشهد ان محمدا رسول اللّٰہ "سُن کر یہ پڑھا" مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "پھر اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھ لئے تو اُس کی آنکھوں میں کبھی تکلیف نہ ہوگی۔

(المقاصد الحسنہ، حرف المیم، ج1، ص605، دارالکتاب العربی، بیروت)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ إِبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدُهُ وَمُدْخِلُهُ فِي صُفُوفِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جس نے اذان کے دوران مؤذن سے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ سُنا اور نام اقدس سُن کر اپنے انگوٹھے کے ناخن کو چوما تو میں ایسے شخص کو لے جا کر جنت کی صفوں میں داخل کر دوں گا۔

(ردالمحتار بحوالہ کتاب الفردوس، فائدۃ التسلیم بعد الاذان، ج1، س398، دارالفکر، بیروت)

خاتم المحققین علامی امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اذان میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے لکھا: "فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، كَذَا فِي كَنْزِ الْعِبَادِ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے، ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(ردالمحتار، فائدۃ التسلیم بعد الاذان، ج1، س398، دارالفکر، بیروت)

شمس الدین امام محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حکی الشمس محمد بن صالح المدنی إمامها و خطيبها فی تاريخه عن المجد أحد القدماء من المصريين أنه سمعه يقول: من صلی علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إذا سمع ذكره فی الأذان و جمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما

ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا، قال ابن صالح: وسمعت ذلك أيضا من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شيوخ العراق أو العجم أنه يقول عندما يمسح عينيه: صلی اللّٰه عليك يا سيدی يا رسول اللّٰه يا حبيب قلبی ويا نور بصری ويا قرة عينی، وقال لی كل منهما: منذ فعله لم ترمد عينی، قال ابن صالح: وأنا وللّٰه الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عينی، وأرجو أن عافيتهما تدوم، وأنی أسلم من العمی إن شاء اللّٰه، قال وروی عن الفقيه محمد بن سعيد الخولانی قال: أخبرنی الفقيه العالم أبو الحسن علی ابن محمد بن حديد الحسينی أخبرنی الفقيه الزاهد البلالی عن الحسن أنه قال: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول اللّٰه: مرحبا بحبيبی وقرة عينی محمد بن عبد اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ويقبل إبهاميه ويجعلهما علی عينيه لم يعم ولم يرمد، وقال الطاوسی: إنه سمع من الشمس محمد ابن أبی نصر البخاری خواجه حديث: من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفری إبهاميه ومسهما علی عينيه يعم" ترجمہ: سیدنا محمد بن صالح مدنی نے اپنی تاریخ میں حضرت مجد مصری سے نقل کیا (وہ بیان کرتے ہیں) کہ میں نے مجد مصری کو فرماتے ہوئے سُنا: جو شخص اذان کے دوران نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر خیر سُنے اور آپ پر درود پاک پڑھ کر اپنی شہادت والی اُنگلی اور انگوٹھے کو ملا کر چومے اور اپنی آنکھوں سے لگالے تو اُس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔ ابن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ محمد بن زرندی سے بھی یہ سُنا اور وہ عراق یا عجم کے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں سے لگاتے وقت یہ پڑھے صلی اللّٰہ علیك

یا سیدی یا رسول اللّٰہ یا حبیبَ قلبی ویا نورَ بَصَری ویا قُرَّۃَ عَینِی ۔ابن صالح فرماتے ہیں ان میں سے ہر شیخ نے مجھ سے کہا جب سے میں یہ عمل کررہا ہوں میری آنکھیں نہیں دکھیں۔ ابن صالح فرماتے ہیں کہ الحمدللہ جب سے میں نے ان دونوں حضرات سے سُنا ہے، میری آنکھوں میں بھی کبھی تکلیف نہ ہوئی۔اور مجھے امید ہے کہ میری آنکھیں ہمیشہ عافیت میں رہیں گی اوران شاءاللہ تعالیٰ میں اندھے پن سے بھی محفوظ رہوں گا۔ ابن صالح مزید فرماتے ہیں: فقیہ محمد بن سعید خولانی سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے فقیہ ابوحسن علی حسینی انہیں فقیہ زاہد بلالی نے سیدنا حسن سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حسن نے بیان کیا کہ جو شخص موذن کو أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ کہتا سنے پھر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اوراپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ نہ اندھا ہواور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔طاؤسی نے فرمایا کہ انہوں نے محمد بن نصر بخاری سے سنا کہ جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ اندھا نہ ہوگا۔

(المقاصد الحسنہ، حرف المیم، ج1، ص605,606، دارالکتاب العربی، بیروت)

ہر جگہ نام محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابومحمد مکی اور فقیہ ابواللیث سمرقندی وغیرہما سے مروی ہے:((أَنَّ آدَمَ عِنْدَ مَعْصِیَتِہِ قَالَ اللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِی خَطِیئَتِی و یروی وتقبل تَوْبَتِی . فَقَالَ لَہُ اللّٰہُ:مِنْ أَیْنَ عَرَفْتَ محمدا؟ .قال:رَأَیْتُ فِی کُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّۃِ مَکْتُوبًا:لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ.وَیُرْوَی:مُحَمَّدٌ عَبْدِی وَرَسُولِی فَعَلِمْتُ أَنَّہُ أَکْرَمُ خَلْقِکَ عَلَیْکَ .فَتَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَغَفَرَ لَہ)) ترجمہ: آدم علیہ

السلام نے اپنی لغزش کے وقت عرض کی: اے اللہ! محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے طفیل میری خطا معاف فرمادے، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اوران سے فرمایا: تم نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کہاں سے پہچانا؟ عرض کی: میں نے جنت میں ہر جگہ پر لکھا ہوئے دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اورایک روایت میں ہے کہ (میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا ہوا دیکھا:) محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، تو میں نے جان لیا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تیرے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اوران کی مغفرت فرمادی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الاول مکانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص338، دارالفیحاء، عمان)

نام اقدس سے ندا کرنے کی ممانعت

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نامِ اقدس سے ندا کرنا منع ہے، لہذا جب بھی ندا کی جائے تو یا محمد نہ کہا جائے بلکہ یوں عرض کیا جائے: یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ وغیرہا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (پ18 سورۃ النور، آیت63)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ((کَانُوا یَقُولُونَ:یَا مُحَمَّدُ، یَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَنَہَاہُمُ اللّٰہُ عَنْ ذَلِکَ؛إِعْظَامًا لِنَبِیِّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:فَقَالُوا:یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، یَا رَسُولَ اللّٰہِ)) ترجمہ: لوگ ''یا محمد، یا ابا القاسم'' کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عظمت کی خاطر انہیں اس سے منع کیا، لہذا (اس آیت کے نزول کے بعد) وہ یوں عرض کرتے ہیں: یا

نبی اللہ، یارسول اللہ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل الاول،ج1،ص43،دارالنفائس،بیروت)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:((عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فِي قَوْلِ اللهِ عزّوجلّ:﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً﴾، قَالَ:لَا تَقُولُوا:يَا مُحَمَّدُ!وَلَكِنْ قُولُوا:يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ يَا نَبِيَّ الله)) ترجمہ: حضرت علقمہ اور حضرت اَسود رضی اللہ عنہما اللہ عزوجل کے فرمان (ترجمۂ کنزالایمان) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۔کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی تم ''یا محمد'' نہ کہو بلکہ ''یارسول اللہ'' یا ''یا نبی اللہ'' کہو۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی،باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 5، ص490، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر درمنثور میں ہے:''وَأخرج ابن أبي شيبة وَعبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبي حَاتِم عَن مُجَاهِد فِي الْآيَة قَالَ:أمر الله أَن يَدعُوهُ :يَا رَسُول الله فِي لين وتواضع وَلَا يَقُولُوا:يَا مُحَمَّد ''ترجمہ: ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید،ابن جریر،ابن المنذ راور ابن ابی حاتم حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نرمی اور عاجزی سے یارسول اللہ کہہ کر پکاریں، یا محمد کہہ کر نہ پکاریں۔

(تفسیر درمنثور،ج6،ص231،دار الفکر،بیروت)

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:''لَا تُسَمّوه إِذَا دَعَوتموه:يَا مُحَمَّدُ، وَلَا تَقُولُوا:يَا بْنَ عَبدِ اللَّهِ، وَلَكِنْ شَرّفوه فَقُولُوا:يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ ''ترجمہ: جب تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکارو تو

نام اقدس کے ساتھ نہ پکارو یعنی ''یا محمد'' نہ کہو، اور ''یا ابن عبداللہ'' نہ کہو بلکہ تعظیم سے پکارو یعنی یوں عرض کرو: یا نبی اللہ، یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)۔

(تفسیر ابن کثیر،ج6،ص89،دارطیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خازن میں ہے:''ولا ینادوہ کما ینادی بعضھم بعضا فیقول یا محمد بل یقولون یا رسول اللہ یا نبی اللہ ''ترجمہ: جس طرح ایک دوسرے کو نام سے پکارتے ہو ایسے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ندامت کرو یعنی یا محمد مت کہو بلکہ یوں عرض کرو: یارسول اللہ، یا نبی اللہ۔ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)۔

(تفسیر خازن،ج4،ص176،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے:''ومعنی محمد کثیر الحمد فان اھل السماء والأرض حمدوہ ''ترجمہ: محمد کا معنی ہے ''جس کی بہت تعریف کی گئی ہو'' کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی آسمان و زمین والوں نے تعریف کی۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الفتح،آیت 29،ج9،ص55،دارالفکر،بیروت)

(7)تو زندہ ہے واللہ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور تمام انبیائے کرام حیاتِ حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزاراتِ طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، زمین وآسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج14،ص685،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

تمام انبیاعلیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے،کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں،تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لیے ایک آن کواُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے،اُن کی حیات،حیاتِ شہدا سے بہت ارفع واعلیٰ ہے،فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا،اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیا کے،کہ وہاں یہ جائز نہیں۔“

(بہار شریعت،حصہ1،ص58تا60،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

مردہ نہ کہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ2،سورۃالبقرۃ،آیت154)

مردہ خیال بھی نہ کرو

ایک دوسرے مقام پرارشادفرماتا ہے﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ

ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ4،سورہ اٰلِ عمران،آیت169)

مذکورہ آیات سے وجہِ استدلال

مذکورہ آیات سے فقہا ومحدثین نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیات پر دوطریقوں سے استدلال کیا ہے:

(1)جب شہید زندہ ہیں تو انبیا علیہم السلام تو بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں۔

(2)اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال زہر آلودہ بکری کھانے کی وجہ سے ہوا،لہذا آپ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ:يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ)) ترجمہ:نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کرتے تھے:اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں نے خیبر میں جو زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں،اور اس وقت میں محسوس کررہا ہوں کہ اس زہر سے میری رگِ جان منقطع ہو رہی ہے۔

(صحیح بخاری،باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ،ج6،ص9،دارطوق النجاۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: ((لَأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم قُتِلَ قَتْلًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا، وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا)) ترجمہ:نو مرتبہ اس بات پر حلف اٹھانا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہید کیے گئے میرے نزدیک اس

سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایک مرتبہ اس بات پر حلف اٹھاؤں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شہید نہیں ہوئے، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نبوت اور شہادت دونوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ج6،ص115،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆المستدرک للحاکم ،کتاب المغازی والسرایا،ج 3، ص 60،دارالکتب العلمیہ، بیروت☆المعجم الکبیر للطبرانی،باب من روی عن ابن مسعودانہ لم یکن مع الخ،ج 10، ص109، مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆مسند ابی یعلی الموصلی،مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ج9،ص132،دارالمأمون للتراث،دمشق)

امام حاکم اور امام ذہبی نے اس روایت کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ،کتاب المغازی والسرایا،ج3،ص60،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

فقیہ و محدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ أُمَّتِهِ ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيسُهُمْ :لِأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيْضًا مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيدِ السَّعَادَةِ بِأَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ وَعُودِ سُمِّهَا الْمَغْمُومَةِ'' ترجمہ: امت محمدیہ کے شہدا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں) تو ان کے سردار بلکہ ان کے رئیس کے لیے کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرما لیا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب الجمعۃ ،ج 3،ص 1020،دارالفکر،بیروت)

عظیم محدث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو لکھ کر فرماتے ہیں'' وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَى بِذَلِكَ، فَهُمْ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ، وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ، فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفْظِ الْآيَةِ'' ترجمہ: انبیا

بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے بڑھ کر ہیں، (بلکہ) کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیا بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص180،دارالفکر،بیروت)

اللہ کا نبی زندہ ہے

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((اِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ،فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم السلام کے اجسام کھانے کو حرام کر دیا ہے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص524،داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

قبر میں نماز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: (معراج کی رات) میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم،باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام،ج 4،ص1845،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تمام انبیا مسجد اقصیٰ میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي

جِبْـرِيـلُ حَتَّـى أَمَـمْتُهُـم)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاعلیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج1، ص221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

انبیا زندہ ہیں

امام بزار ''مسند بزار'' میں، امام ابویعلیٰ موصلی ''مسند ابی یعلیٰ'' میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حیاۃ الانبیا فی قبورہم'' میں روایت نقل کرتے ہیں: ((الْأَنْبِيَـاءُ فِـي قُبُـورِهِـمْ أَحْيَـاءٌ يُـصَلُّـون)) ترجمہ: انبیاعلیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس، ج 13، ص62، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ☆مسند ابی یعلیٰ، ثابت البانی عن انس رضی اللہ عنہ، ج 6، ص147، دارالمأمون للتراث، دمشق☆حیاۃ الانبیاء فی قبورہم للبیہقی، باب الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون، ج 1، ص74، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مجمع الزوائد'' میں یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں لکھا: ''رَوَاهُ أَبُـو يَـعْـلَـى وَالْبَـزَّارُ، وَرِجَـالُ أَبِـي يَعْلَـى ثِـقَـاتٌ ''ترجمہ: اسے امام ابویعلی، امام بزار نے روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الخضر، ج8، ص211، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ''وَقَـدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَـاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ أَوْرَدَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسٍ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ ''ترجمہ: امام بیہقی نے انبیاعلیہم السلام کے قبروں میں زندہ ہونے پر ایک لطیف کتاب لکھی ہے اور اس میں حدیث انس وارد کی ہے کہ انبیاعلیہم السلام اپنی قبروں میں

زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی نے اس مقام پر اس حدیث پاک کے تمام راویوں کی ثقاہت بیان کی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

مزید فرماتے ہیں: ''صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيّ ''ترجمہ: امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

امام جلال الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا، فرماتے ہیں: ((وَصَحَّ أَنَّهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَنْبِيَاء أَحْيَاء يُصَلُّون)) ترجمہ: یہ حدیث پاک صحیح ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انبیاعلیہم السلام زندہ ہے، نمازیں پڑھتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام، ج2، ص197، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''ورواہ أبو یعلی برجال ثقات، ورواہ البیہقی وصححہ ''ترجمہ: اس کو امام ابویعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور اس کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ، الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ، ج 4، ص179، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں ''وَصَحَّ خَبَر: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ ''ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاعلیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعۃ، ج 3، ص 1020، دارالفکر، بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح حدیث میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: ((الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون)) انبیا اپنے مزارات طیبہ میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(فتاوی رضویہ، ج14، ص648، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیا کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھراسی آن کے بعدان کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

موسیٰ اور یونس علیہما السلام کا حج کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ رَسُولَ اللهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَرَّ بِوَادِی الْأَزرَقِ، فَقَالَ:أَیُّ وَادٍ هَذَا؟ فَقَالُوا:هَذَا وَادِی الْأَزرَقِ، قَالَ:كَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى علیہ السلام هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى، فَقَالَ:أَیُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ؟ قَالُوا:ثَنِيَّةُ هَرْشَى، قَالَ:كَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّی)) ترجمہ: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وادی ارزق سے گزرے تو فرمایا: یہ کون سی وادی ہے، لوگوں نے عرض کیا: یہ وادیٔ ارزق ہے، فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھاٹی میں اتر رہے ہیں، آپ کو اللہ سے قرب ہے، تلبیہ میں مشغول ہیں، پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہرشی کی گھاٹی پر تشریف لائے، فرمایا: یہ کون سے گھاٹی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہرشی کی پہاڑی ہے، فرمایا کہ گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر ہیں آپ پر اونی جبہ ہے آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی کھال کی ہے، تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص152، داراحیاء التراث

العربی، بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال قائم کیا کہ انبیا علیہم السلام تو وصال فرما چکے ہیں تو وہ حج کیسے کرتے ہیں اور تلبیہ کیسے پڑھتے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اَنَّھُمْ کَالشُّھَدَاءِ بَلْ ھُمْ أَفْضَلُ مِنْھُمْ وَالشُّھَدَاءُ أَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ فَلَا یَبْعُدُ أَنْ یَحُجُّوا وَیُصَلُّوا کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیثِ الْآخَرِ'' ترجمہ: انبیا علیہم السلام شہدا کی طرح ہیں بلکہ وہ شہدا سے افضل ہیں اور شہدا اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں، (جب انبیا علیہم السلام زندہ ہیں) تو ان کا حج کرنا اور نمازیں پڑھنا بعید نہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں (نمازوں کے بارے میں) وارد ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص228، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

قبر سے جواب دوں گا

امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں اور امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی میں فرماتے ہیں واللفظ للآخر ((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم يَقُولُ:وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِی، فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ)) ترجمہ: ابویعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم آئیں گے پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر خطاب کریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

(مسند ابی یعلیٰ، شہع بن حوشب عن ابی ہریرہ، ج11، ص462، دارالمأمون للتراث، دمشق☆

الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

امت کے لیے بارش طلب کریں

حضرت مالک الدار سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ:**يَا رَسُولَ اللَّهِ!** اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ:ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ:عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ:يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ))ترجمہ:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ایک آدمی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی،اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے،اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے،پھر کہا:اے میرے رب!میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ،کتاب الفضائل،ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12،صفحہ32،الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے،الفاظ یہ ہیں"وروی بن أَبِی شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ"ترجمہ:ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص495،دار المعرفہ،بیروت)

حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کر کے لکھا ہے"وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ"ترجمہ:یہ سند صحیح ہے۔

(البدایۃ النہایۃ،ج7،ص105،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

قبر سے اذان کی آواز

دلائل النبوۃ لابی نعیم اور الحاوی للفتاوی میں ہے((عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ))ترجمہ:ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے واقعۂ حرہ کی راتوں میں اپنے آپ کو دیکھا حال یہ ہوتا تھا کہ میرے سوا مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا،جب بھی نماز کا وقت آتا میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبرِ انور سے اذان کی آواز سنتا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل الثامن والعشرون،ج1،س567،دارالنفائس،بیروت☆الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہ روایت سنن دارمی میں بھی موجود ہے۔

(سنن دارمی،باب اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص227،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

وفات کے بعد زندگی

صحیح بخاری میں ہے:جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ خبر ملتے ہی جسدِ اطہر کے پاس پہنچے،((فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ:بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ))ترجمہ:پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا، پھر آپ پر جھکے اور آپ کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا: یا نبی اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے والد آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا۔

(صحیح بخاری،باب الدخول علی المیت،ج2،ص71،دارطوق النجاۃ)

امام قسطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''لأنہ یحیا فی قبرہ ثم لا یموت ''ترجمہ: کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی قبر میں زندہ ہیں پھر (دوبارہ) آپ پر وفات طاری نہیں ہوگی۔

(ارشاد الساری للقسطلانی،ج2،ص376،المطبعۃ الکبری الامیریہ،مصر)

گھر سے گھر تک

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَ لٰکِنْ یُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارٍ إِلَی دَارٍ)) ترجمہ: اللہ کے اولیا مرتے نہیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر،سورۂ اٰل عمران،ج9،ص427،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اگر اجازت ملے تو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس حجرۂ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مزار پرانوار ہے، پھر دروازے پر دستک دینا، اگر اجازت ملے تو مجھے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں ((لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُہُ إِلَی بَابِ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُودِیَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللَّہِ ھَذَا أَبُو بَکْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِھَاتِفٍ یَھْتِفُ مِنَ

الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِیبَ إِلَی الْحَبِیبِ)) ترجمہ: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو مزار انور کے پاس رکھ دیا گیا اور (قربان جاؤں صحابہ کے عقیدہ پر) عرض کی گئی: السلام علیک یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ ابو بکر صدیق (حاضر) ہیں، تو دروزہ کھلا اور قبر انور سے کسی پکارنے والا نے پکارا: حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر،عبد اللہ ویقال عتیق الخ،ج 30،ص436،دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت☆تفسیر کبیر،سورۃ الکہف، ج21،ص 433،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆نفحات الانس،ص 152☆الخصائص الکبری ،ذکر آیات وقعت علی اثر الخ،ج 2،ص492،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

میں پتھر کے پاس نہیں آیا

ابوداؤد بن ابی صالح سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْھَہُ عَلَی الْقَبْرِ فَقَالَ:أَتَدْرِی مَا یَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَیْہِ فَإِذَا ھُوَ أَبُو أَیُّوبَ فَقَالَ:نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ)) ترجمہ: ایک دن مروان روضۂ انور پر حاضر ہوا، اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا چہرہ قبرِ انور پر رکھا ہوا ہے، مروان نے اس شخص سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے جب مروان کی طرف چہرہ کیا تو وہ صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہاں: میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، میں پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل،حدیث ابی ایوب انصاری،ج38،ص558،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆ مجمع الزوائد،باب وضع الوجہ علی قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج 4،ص2،مکتبۃ القدسی،القاہرہ)

تیری بخشش کر دی گئی

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 671ھ) ایک روایت نقل کرتے ہیں ((

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ :قَدِمَ علینا أعرابی بعد ما دَفَنَّا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ :قُلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللّٰہِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾، وَقَدْ ظَلَمْتُ نفسی وجئتك تَسْتَغْفِرُ لِی .فَنُودِیَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ))

ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دفن کرنے کے تین دن بعدایک اعرابی ہمارے پاس آیا،اورروضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پرڈالی اورعرض کرنے لگا:یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جوآپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جوآپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یادکیا اورہم نے آپ سے یاد کیا،اورجوآپ پرنازل ہوااس میں یہ آیت بھی ہے﴿ولو انھم اذ ظلموا﴾میں نے بے شک اپنی جان پرظلم کیااورآپ کے حضورمیں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضرہواتومیرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے،اس پرقبرشریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی،تحت الآیة﴿ولو انھم اذ ظلموا انفسھم---﴾ ،ج5، ص265,266، دارالکتب المصریه،القاہرہ)

اس روایت کوامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے بھی ''الحاوی للفتاوی''میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،تنویر الحلك فی امكان رؤية النبی صلی الله علیه وسلم والملك،ج 2،ص315، دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت)

یہ میرے شوہراوروہ والد ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:((كُنْتُ

أَدْخُلُ بَيْتِی الَّذِی دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَبِی فَأَضَعُ ثَوْبِی، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِی وَأَبِی، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَیَّ ثِيَابِی، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ)) ترجمہ:جس حجرہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مزارِاقدس اورمیرے والد کا مزارمبارک تھامیں داخل ہوتی تھی توصرف کپڑا(سرپر)رکھ لیتی تھی (یعنی پردے کا خاص اہتمام نہیں کرتی تھی)اورکہتی کہ یہ میرے شوہراوروہ میرے والد ہیں،جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے توخدا کی قسم میں جب بھی داخل ہوتی توحضرت عمرسے حیاکرتے ہوئے اچھی طرح کپڑے کولپیٹ کرداخل ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند الصدیقه عائشه رضی الله تعالیٰ عنها،ج 42،ص441،مؤسسة الرساله،بیروت☆مشکوة المصابیح،باب زیارة القبور،الفصل الثالث، ج1، ص554،المکتب الاسلامی،بیروت)

حضورغوث اعظم کا مصافحہ کرنا

کتاب تفریح الخاطرمناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے''ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرة الی المدینة المنوره وقرأبقرب الحجرة الشریفه هذین البیتین (فذکرهما کما مر وقال)فظهرت یده صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فصافحها ووضعها علی رأسه رضی اللہ تعالیٰ عنہ''ترجمہ:راویوں نے ذکرکیا کہ حضورسیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بارحاضرسرکارمدینہ ہوکرروضہ انور کے قریب وہ دونوں شعرپڑھے اس پرحضوراقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا دست انورظاہرہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیااوربوسہ لیااوراپنے سرمبارک پررکھا۔

(تفریح الخاطر مترجم معه اصل عربی متن ،المنقبة الثانیة والعشرون،ص 56,57، سنی دارالاشاعت ،فیصل آباد)

شیخ احمد رفاعی نے دست مبارک چوما

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:"لما وقف سید احمد الرفاعی تجاہ الحجرة الشریفة قال:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدد یمینك کی تحظی بها شفتی

فخرجت الیه الید الشریفة فقبلها"

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہوکر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی ، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں ۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحاوی للفتاوی، تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی والملك ،ج 2،ص261،دارالکتب العلمیه، بیروت)

ابراہیم بن شیبان کا سلام سننا

القول البدیع میں ہے:"وقال إبراهیم بن شیبان حججت فجئت المدینة فتقدمت إلی القبر الشریف فسلمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعت من داخل الحجرة یقول وعلیك السلام "ترجمہ: حضرت ابراہیم شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، قبر انور کے پاس حاضر ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو میں نے حجرے کے اندر سے علیک السلام کی آواز سنی۔

امام بیہقی کا مؤقف

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وَالْأَنْبِيَاءُ علیہم السلام بَعْدَمَا قُبِضُوا رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ، وَقَدْ رَأَى نَبِيُّنَا صلی اللہ علیہ وسلم جَمَاعَةً مِنْهُمْ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ---وَأَخْبَرَ -وَخَبَرُهُ صِدْقٌ -أَنَّ صَلَاتَنَا مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَّ سَلَامَنَا يَبْلُغُهُ ,وَأَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ أَفْرَدْنَا لِإِثْبَاتِ حَيَاتِهِمْ كِتَابًا "ترجمہ: انبیاعلیہم السلام کی ارواح قبض کرنے بعد لوٹادی گئی ہیں، وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں جیسا کہ شہدا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیاعلیہم السلام کی جماعت کو دیکھا، (نیز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور ان کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود اور سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ وہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ انبیاعلیہم السلام کی حیات پر ہماری ایک منفرد کتاب ہے۔

(الاعتقاد للبیہقی ،فصل الانبیاء بعد ماقبضواردت الیہم ارواحہم ،ج 1،ص305،دارالآفاق الجدیدہ ،بیروت)

امام غزالی کا مؤقف

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "التحیات" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:"وَأَحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وشخصه الكريم وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلْيَصْدُقْ أَمَلُكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْه "ترجمہ: اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر یوں عرض کرو: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور یقین جانو کہ میرا یہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچتا اور حضور

اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔ (احیاء العلوم،ج1،ص169،دارالمعرفہ،بیروت)

علامہ سمہودی کا مؤقف

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حجرے کے اندر سے آواز آئی: وعليك السلام۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وقد نقل مثل ذلك عن جماعة من الأولياء والصالحين. ولا شك فی حياته صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته، وكذا سائر الأنبياء علیہم الصلاۃ والسلام أحياء فی قبورهم حياة أكمل من حياة الشهداء التی أخبر الله تعالى بها فی كتابه العزيز، ونبيّنا صلی اللہ علیہ وسلم سيد الشهداء، وأعمال الشهداء فی ميزانه، وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم علمی بعد وفاتی كعلمی فی حياتی رواه الحافظ المنذری''

ترجمہ: اس کی مثل واقعات اولیا اور صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد بلا شک وشبہ حیات ہیں اور ایسے ہی تمام انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ایسی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو شہدا کی حیات سے اکمل ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دی ہے اور ہمارے نبی تمام شہدا کے سردار ہیں اور تمام شہدا کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا علم میری حیات میں ہے، اس حدیث پاک کو حافظ منذری نے روایت کیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ،الفصل الثانی فی بقية ادلة الزيارة،ج4،ص179،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیا پر متعدد دلائل لکھے ہیں۔

(8)حسن وجمال

اللہ جل مجدہ نے اپنے پیارے حبیب لبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام مخلوق سے بڑھ کر حسن عطا فرمایا، علما فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حسن کل ہیں اور حسن یوسف حسن محمدی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ایک تابش تھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حسن وجمال کو دیکھ کر کوئی یوں تعبیر کرتا کہ آپ سب سے بڑھ کر حسین ہیں، کوئی کہتا کہ آپ جیسا حسین وجمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، کوئی چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا تو کوئی سورج کی طرح کہتا، کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چہرہ مبارک ایسا تھا کہ گویا چہرۂ اقدس میں سورج تیر رہا ہو اور کوئی یوں بیان کرتا کہ پہلے اور بعد میں آپ کی مثل حسین وجمیل نہ دیکھا۔

چہرۂ مبارک چاشت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الضُّحٰی O وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی O﴾ ترجمۂ کنز الایمان: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

(پ30، سورۃ الضحی، آیت1,2)

اس آیت پاک کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں تفسیر روح البیان کے حوالے سے لکھا ہے:

بعض مفسّرین نے فرمایا کہ چاشت سے اشارہ ہے نورِ جمالِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الایۃ المذکورہ☆تفسیر روح البیان، سورۃ الضحی، ج10، ص453، دارالفکر، بیروت)

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ ٔ نورِ فضا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ محبوب کی زلفِ دوتا کی قسم

سب سے بڑھ کر حسین وجمیل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((کَانَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَحۡسَنَ النَّاسِ وَجۡھًا وَّأَحۡسَنَھُمۡ خَلۡقًا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے بڑھ کر حسن اخلاق والے تھے۔

(صحیح بخاری، باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج4، ص188، مطبوعہ دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، باب فی صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانہ کان احسن الناس وجہاً، ج4، ص1819، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((لَمۡ أَرَ قَبۡلَہٗ وَلَا بَعۡدَہٗ مِثۡلَہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مثل حسین وجمیل نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

(جامع ترمذی، ج5، ص598، مطبعہ مصطفی البابی، مصر)

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((بایعنا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أنا وأمي وخالتي، فلمّا رجعنا قالت لي أمي وخالتي: یا بني، ما رأینا مثل ھذا الرجل أحسن وجھًا، ولا أنقی ثوبًا، ولا ألین کلامًا، ورأینا کالنور یخرج من فیه)) ترجمہ: میں، میری والدہ اور میری خالہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بیعت کی، جب ہم پلٹے تو میری والدہ اور خالہ نے کہا: اے بیٹے! ہم نے اس شخص کی مثل خوبصورت چہرے والا، پاکیزہ لباس والا اور نرم کلام کرنے والا نہیں دیکھا، اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت اس کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی کمال خلقتہ وجمال صورتہ، ج2، ص20، المکتبۃ التوفیقیہ، مصر)

حکایت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((

كنتُ اَخِيطُ فِي السحر فَسَقَطت منى الابرة فطلبتها فَلم اَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدخل رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ اِلابْرَةُ بشعاع نور وَجهه،فَأَخْبَرته فقَالَ يَا حميراء الويل ثمَّ الويل ثَلَاثًا لمن حرم النّظر إلَى وَجْهي)) ترجمہ: میں سحری کے وقت بیٹھی کچھ سی رہی تھی، میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، میں نے تلاش کیا مگر کامیاب نہ ہوئی ، اتنے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کمرے میں تشریف لے آئے ،آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرے کے نور کی روشنی میں سوئی ظاہر ہوگئی یعنی مجھے مل گئی۔ میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اس بارے میں عرض کیا (کہ آپ کے رخ انور کی روشنی میں سوئی مل گئی ہے) تو ارشاد فرمایا: اے حمیرا (عائشہ)!اس کے لیے ہلاکت ہے، ہلاکت ہے، ہلاکت ہے جو میرے چہرے کو دیکھنے سے محروم رہا۔

(الخصائص الكبرى،ذكر المعجزات،ج 1،ص 107،دارالكتب العلميه،بيروت☆تاريخ دمشق لابن عساكر،باب صفة خلقه ومعرفة خلقه،ج3، ص 310،دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع،بيروت)

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

متى يبد فى الليل البهيم جبينه   بلج مثل مصباح الدجى المتوقد

ترجمہ: جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی ہے۔

(زرقانى على المواهب،الفصل الاول فى كمال خلقته وجمال صورته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج5،ص278،دارالكتب العلميه،بيروت)

گویا چاند کا ٹکڑا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَر)) ترجمہ: جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسا روشن ہوتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(صحيح بخارى،باب صفة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج4،ص189،مطبوعه دار طوق النجاة☆صحيح مسلم،باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ج4،ص2120،داراحياء التراث العربى،بيروت)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چہرہ تلوار کی طرح چمکیلا تھا؟ تو فرمایا: ((لَا، بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَر)) ترجمہ: نہیں بلکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چہرہ اقدس تو سورج و چاند جیسا تھا۔

(صحيح مسلم،باب شيبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 4،ص1823،داراحياء التراث العربى،بيروت)

حکایت

طارق بن عبداللہ المحاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم ربذہ سے نکلے اور مدینہ منورہ کے قریب اتر گئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس آئے، (جن کو ہم پہچانتے نہ تھے)، انہوں نے ہمیں سلام کیا، ہم سے پوچھا: آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ربذہ سے، اور ہمارے پاس ایک سرخ رنگ کی اونٹنی تھی، فرمایا: اس اونٹنی کو بیچو گے؟ ہم نے کہا: جی ہاں؟ پوچھا: کتنے کی؟ ہم نے جواب دیا: اتنے اتنے صاع کھجوروں کے بدلے میں، کہا: میں نے اسے خریدا ، یہ فرما کر اونٹنی کی مہار پکڑ کو چل پڑے اور مدینہ شہر میں داخل ہو گئے، ہم میں سے بعض بعض کو کہنے لگے: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو، ہم میں کوئی بھی نہ پہچانتا ہے، تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ایک انجان شخص کو بلا قیمت وصول کیے اونٹ دے دیا، ایک عورت جو ہمارے ساتھ ہودج میں بیٹھی ہوئے تھی بولی: ((فَلَا تَلَاوَمُوا فَلَقَدْ رَأَيْنَا رَجُلًا لَا يَغْدِرُ بِكُمْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ

وَجْهِــہ)) ترجمہ: ایک دوسرے کوملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے وہ تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دے گا، **اس شخص کے چہرے سے بڑھ کر میں نے چودھویں رات کے چاند سے مشابہ کوئی چیز نہیں دیکھی۔**

طارق بن عبداللہ کہتے ہیں: جب شام کا وقت ہوا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: تم لوگ ہی ربذہ سے آئے ہو؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں، تو اس نے کہا: ((أَنَــا رَسُولُ رَسُول اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ وَهُوَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ هَذَا التَّمْرِ حَتَّى تَشْبَعُوا وَتَكْتَالُوا حَتَّى تَسْتَوْفُوا فَأَكَلْنَا مِنَ التَّمْرِ حَتَّى شَبِعْنَا، وَاكْتَلْنَــا حَتَّى اسْتَوْفَيْنَــا)) ترجمہ: میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بھیجا ہوا ہوں، انہوں نے تمہیں فرمایا ہے کہ تم ان کھجوروں سے پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کرلو، تو ہم نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں بھی اور اپنی قیمت کے مطابق لے بھی لیں۔

(المستدرك للحاكم، ذكر اخبار سيد المرسلين وخاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص668، دارالكتب العلميه، بيروت)

چاند سے بڑھ کر خوبصورت

حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو چاندنی رات میں دیکھا، کبھی میں رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سرخ رنگ کا حلہ زیب تن کیا ہوا تھا، (بالآخر) میرا فیصلہ یہی تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ چاند سے زیادہ

خوبصورت ہیں۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی لبس الحمرة، ج 5، ص118، مصطفى البابى، مصر☆سنن دارمى، باب فى حسن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج 1، ص 202، دارالمغنى للنشر والتوزيع، عرب ☆ مشكوة المصابيح، باب اسماء النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وصفاته، الفصل الثانى، ج 3، ص1613، المكتب الاسلامى، بيروت)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یا صاحبَ الجَمَالِ ویاسَیِّدَ البَشَر   مِن وَّجْهِكَ الْمُنِيرِ وَلَقَدْ نُوِّرَ القَمَر
لایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّه   بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

ترجمہ: اے حسن وجمال کے مالک اور اے نوع انسانی کے سردار! بلاشبہ چاند (بھی) آپ کے روشن چہرے سے روشنی پاتا ہے، آپ کی مدح وثنا کما حقہ تو ممکن ہی نہیں، بس مختصر بات یہ ہے کہ خدا (عزوجل) کے بعد سب سے زیادہ عزت وعظمت والے، بزرگی اور تقدس والے، اعزاز واکرام والے آپ ہی ہیں۔

حکایت

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نعت شریف لکھی، تین مصرعے لکھے:

بلغ العلی بکماله   کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کمال کے سبب بلندی کو پہنچے، ان کے جمال سے اندھیرے چھٹ گئے، ان کی تمام خصلتیں حسین وجمیل ہیں)

چوتھے مصرعے کے بارے میں سوچتے رہے، مگر ذہن میں نہ آیا، اسی فکر میں سوئے تو خواب میں حضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا: جو نعت لکھی ہے سناؤ، تین مصرعے سنائے:

بلغ العلی بکماله　　کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

پھر چپ ہو گئے، تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو

صلوا علیه واله

اس طرح ان کا شعر مکمل ہو گیا:

بلغ العلی بکماله　　کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله　　صلوا علیه واله

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اپنے کمال کے سبب بلندی کو پہنچے، ان کے جمال سے اندھیرے چھٹ گئے، ان کی تمام خصلتیں حسین و جمیل ہیں، ان پر اور ان کی آل پر درود بھیجو)۔**

حکایت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے سامنے بیٹھے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک پیشانی پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں، (اس حسین منظر کو دیکھ کر) میں حیران رہ گئی، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے حیران دیکھ کر فرمایا: تجھے کیا ہوا کیوں حیران ہو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ہیں جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں، اگر ابو کبیر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو (اس حالت میں) دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اُس کے اِس شعر کے مصداق آپ ہی ہیں، اس نے کہا ہے:

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ　　بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

ترجمہ: جب میں اس کے چہرے تابش کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں کی چمک مثلِ ہلالی نظر آتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، عائشہ زوج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج2، ص45، دارالکتاب العربی، بیروت ☆ تاریخ بغداد، معمر بن المثنیٰ ابوعبیدہ التیمی، ج15، ص338، دارالغرب الاسلامی، بیروت ☆ زرقانی علی المواہب، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللہ علیہ وسلم، ج5، ص535، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صحابی رسول حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

فَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَينٌ　　وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيْبٍ　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ جمیل (حسین) کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، آپ سے زیادہ کامل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف، ماقیل فی الشعر، ج1، ص263، عالم الکتب، بیروت ☆ مختارات من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب محمد الانسان الکبیر، ج1، ص10، دارالمعرفہ، دمشق ☆ سلک الدرر فی اعیان القرن، ج2، ص191، دارالبشائر الاسلامیہ، دارابن حزم)

بعض کتابوں میں مذکورہ بالا شعر یوں لکھا ہے:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَينِي　　وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيْبٍ　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے دیکھا نہیں، (کیونکہ) آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ تو ہر عیب سے پاک

پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ ایسے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ آپ خود چاہتے ہیں۔

گویا چہرہ اقدس میں سورج چل رہا ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے حسین وجمیل کسی کو نہیں دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے چہرہ اقدس میں چل رہا ہے۔

(جامع ترمذی،باب فی صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج5،ص604،مصطفی البابی،مصر☆مشکوة المصابیح،ج3،ص1614،المکتب الاسلامی،بیروت)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے نے حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ سے عرض کیا کہ ہمارے سامنے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا حلیہ بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا:((يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً)) ترجمہ: اے بیٹے! اگر تو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھتے تو سمجھتے کہ چمکتا ہوا سورج ہے۔

(سنن دارمی،باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص204،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب☆مشکوة المصابیح،باب اسماء النبی صلی اللہ علیه وسلم وصفاته،الفصل الثانی،ج3،ص1613،المکتب الاسلامی،بیروت)

جیسا کہ موتی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا رنگ سفید روشن تھا، پسینے کی بوند حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چہرے اقدس پر ایسی نظر آتی جیسا کہ موتی۔

(صحیح مسلم،باب طیب رائحة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج4،ص1815،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدینہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلدی جلدی آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آگیا، فرماتے ہیں:((فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ(رَأَيْتُ،الخصائص الکبری)وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ)) ترجمہ: جب میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چہرہ انور کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجه،باب اطعام الطعام،ج2،ص1083،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت☆سنن ترمذی،ج4،ص652،مصطفی البابی،مصر☆المستدرك للحاکم،واماحدیث عبد الله بن عمرو،ج4،ص176،دارالکتب العلمیه،بیروت☆الخصائص الکبری،فوائد فی تعدد الاسراء، ج1، ص314،دارالکتب العلمیه،بیروت)

حسن یوسف، موازنہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:"قَالَ أَبُو نعيم أعطى يُوسُف من الْحسن مَا فاق بِهِ الْأَنْبِيَاء وَالْمُرْسلِينَ بل و الخلق أَجْمَعِينَ وَنَبِينَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوتِيَ من الْجمال مَا لم يؤته أحد وَلم يُؤْت يُوسُف إِلَّا شطر الْحسن وأوتى نبينَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعه" ترجمہ: حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیا و مرسلین علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن دیا گیا، (مگر) ہمارے نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو وہ حسن و جمال دیا گیا جو کسی کو نہیں دیا گیا، یوسف علیہ السلام کو حسن کا صرف ایک جز دیا گیا اور ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو کل حسن عطا ہوا۔

(الخصائص الکبری،ذکر موازاة الانبیاء فی فضائلهم بفضائل،ج2،ص309،دارالکتب

العلمیہ،بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر (مصر کی عورتوں) نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمالی مستور عن اعین الناس غَیْرَۃً من اللہ عزوجل ولو ظھر لَفَعَلَ الناسُ اکثرَ مما فعلوا حین راوْا یوسفَ، یعنی میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا۔

(درالثمین فی مبشرات النبی الامین، ص7)

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ علامہ قرطبی نے بعض علما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ''لم یظھر لنا تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم لأنہ لو ظھر لنا تمام حسنہ لما أطاقت أعیننا رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم''ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا کیونکہ اگر آپ کا پورا حسن و جمال ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

(المواھب اللدنیہ،الفصل الاول فی کمال خلقتہ وجمال صورتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج2،ص5،المکتبۃ التوفیقیہ،مصر)

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

مثلِ آئینہ

نہایہ ابن اثیر میں ہے: ''إذا سُرَّ فکأنَّ وجھہ المرآۃ، وَکأنَّ الجُدُرَ تُلَاحِكُ وجھَہ المُلَاحَکۃ: شِدَّۃ المُلاءَمۃ: أیْ یُری شخصُ الجُدُرِ فی وَجْھِہٖ''ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مثلِ آئینے کے ہو جاتا (چیزوں کا عکس آپ کے چہرے انور پر نظر آتا) گویا کہ دیواریں آپ کے چہرہ اقدس پر نظر آتیں۔

(نہایہ فی غریب الحدیث والاثر،لحك،ج4،ص238،المکتبۃ العلمیہ،بیروت☆المواہب اللدنیہ،الفصل الاول فی کمال خلقتہ وجمال صورتہ،ج2،ص11،المکتبۃ التوفیقیہ،مصر)

شمعِ رسالت کے پروانے

شفاء شریف میں ایک روایت ہے: ((کَانَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْظُرُ إلَیْہِ لَا یَطْرِفُ)) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے تھے کہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ((مَا بَالُكَ؟)) یعنی آپ کے اس طرح دیکھنے کی وجہ کیا ہے؟

ان صحابی نے عرض کیا: ((بأبی أنت وأمّی أتَمَتَّعُ مِنَ النَّظَرِ إلَیْكَ)) میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی زیارت کر کے لذت حاصل کر رہا ہوں۔

((فَإذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ رَفَعَكَ اللّٰہُ بِتَفْضِیلِہٖ)) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بلند درجہ عطا فرمائے (یعنی میں تو وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟؟)۔

اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی:﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ﴾ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔(پ5،النساء ،69)

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ ،الفصل الثانی ثواب محبته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج2،ص48،دارالفیحاء،عمان)

جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:((جَاءَ رَجُلٌ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :یَا رَسُولَ اللّٰہِ، إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِی، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَهْلِی، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ وَلَدِی، وَإِنِّی لَأَكُونُ فِی الْبَیْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّی آتِیَكَ فَأَنْظُرَ إِلَیْكَ، فَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِی وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِیِّینَ، وَإِنِّی وَإِنْ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ خَشِیتُ أَنْ لَا أَرَاكَ .فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا حَتَّی نَزَلَ جِبْرِیلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآیَةِ (وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِینَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّینَ، وَالصِّدِّیقِینَ، وَالشُّهَدَاءِ، وَالصَّالِحِینَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِیقًا))ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو

دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا، لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو کر آپ انبیاکرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں۔ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے:

﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ5،النساء ،69)(حلیة الاولیاء ،ج4،ص239،دارالکتاب العربی،بیروت)

زیارت نصیب نہ ہو تو مرجاؤں

ایک انصاری صحابی (عبد اللہ بن زید انصاری)رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے:

((واللہ یا رسول اللہ لأنت أحب إلی من نفسی ومالی وولدی و أهلی، ولولا أن آتیك فأراك لرأیت أن أموت))ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں، اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو مجھے لگتا ہے کہ میری موت واقع ہوجائے۔

(مواہب اللدنیه،ومنها المیل الی مایوافق الانسان،ج2،ص620،المکتبة التوفیقیه،مصر)

میری آنکھیں واپس لے لے

انہی عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی، وہ اس

وقت باغ میں کام کر رہے تھے، (وصال کی خبر سن کر نہایت غمزدہ ہو گئے)، بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کی: ((اللھم أذھب بصری حتی لا أری بعد حبیبی محمد أحدا)) ترجمہ: اے اللہ! میری آنکھیں واپس لے لے تاکہ میں اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد کسی دیکھ نہ سکوں۔

((فکف بصرہ)) ترجمہ: ان کی نظر اسی وقت چلی گئی۔

(مواہب اللدنیہ، ومنہا المیل الی مایوافق الانسان، ج2، ص620، المکتبۃ التوفیقیہ، مصر)

زیارت نہ ہو تو بے قرار ہو جاتا ہوں

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے شدید محبت کرتے تھے، آپ کی زیارت کے بغیر صبر و قرار نہ آتا تھا، ایک دن جانِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، چہرے کا رنگ متغیر تھا، چہرے سے واضح طور پر غم نظر آ رہا تھا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((ما غیر لونك؟)) کس چیز نے تیرے رنگ کو متغیر کر دیا، یعنی غمزدہ کیوں ہو؟

بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں عرض گزار ہوئے: نہ مجھے کوئی مرض ہے، نہ کوئی درد، (ہاں درد ہے تو یہ ہے کہ) اگر میں آپ کی زیارت نہ کروں تو انتہائی بے قرار ہو جاتا ہوں، جب تک ملاقات نہ ہو جائے قرار نہیں آتا، پھر مجھے آخرت یاد آ جاتی ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں آپ کو دیکھ نہ سکوں، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو انبیا کے ساتھ بلند درجات میں ہوں گے اور میں اگر جنت میں داخل ہو بھی گیا تو ادنیٰ منزل میں ہوں گا اور اگر جنت میں داخل نہ ہو تو کبھی بھی آپ کی زیارت نہ کر سکوں گا۔

اس موقع پر یہ آیت پاک نازل ہوئی: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، ومنہا المیل الی مایوافق الانسان، ج2، ص620، المکتبۃ التوفیقیہ، مصر)

شدید پیاس میں پانی کی محبت سے بڑھ کر

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: ((کیف کان حُبُّکُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟)) ترجمہ: آپ لوگ یعنی صحابہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کتنی محبت کرتے تھے۔

جواباً ارشاد فرمایا: ((کَانَ وَاللّٰہِ أَحَبَّ إِلَیْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا وَآبَائِنَا وَأُمَّھَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَإِ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمیں ہمارے اموال، اولاد، آبا اور امہات سے بڑھ کر محبوب تھے، کسی پیاسے کو شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اس سے کہیں بڑھ کر اپنے آقا سے محبت تھی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثالث ماروی عن السلف والائمہ، ج2، ص51,52، دار الفیحاء، عمان)

ما اجملک ما احسنک

تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقام وادیٔ حمرا ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشا کی سنتیں مجھ سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی مدرسۂ صولتیہ میں شغلِ تعلیم و تدریس چھوڑ کر حسنِ ظن کی

بنا پر بغرضِ خدمت اس مقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے،ان رفقا کی معیت میں مَیں قافلے کے ایک طرف سو گیا،کیا دیکھتا ہوں کہ حضور جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سیاہ عربی جبہ زیبِ تن فرمائے تشریف لا کر اپنے جمالِ با کمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں ،ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالتِ مُراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں،حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔

میں نے اِس حالت میں آنجناب کی دو پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ وفُغاں کرتے (یعنی روتے بلکتے)ہوئے **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول الله** کہنا شروع کیا اور عالمِ مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حضور کون ہیں؟ جواب میں وُہی ارشاد ہوا کہ آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے،تین بار یہی سوال وجواب ہوتے رہے۔تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یارسول اللہ سے منع نہیں فرما رہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں،اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمے سے منع فرماتے **،اس حسن وجمالِ باکمال کے متعلق کیا کہوں!اس ذوق ومستی وفیضانِ کرم کے بیان سے زبان عاجز ہے** اور تحریر لنگ (تحریر لا چار ہے)البتہ بادہ خوارانِ عشق ومحبت (یعنی شرابِ محبت پینے والوں)کے حَلق میں اب اَبیات(اشعار)کے ایک جُرعہ(گھونٹ)اور نافۂ مشک(مشک کی تھیلی)سے ایک نفحہ (خوشگوار مہک)ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

وادیٔ حمرا میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دیدارِ پُرانوار سے مشرف ہونے والے مذکورہ واقعے اور وقتِ دیدار ہونے والی کیفیت کو یاد کر کے ایک مرتبہ حضرت

پیر مہر شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبات مچل گئے،دل کو بے قراری اور آنکھوں سے اشکباری ہونے لگی تو آپ نے اپنے مشہور نعتیہ کلام میں اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

اَج سِک مِتراں دی وَدھیری اے   کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے   اَج نیناں نے لائیاں کیوں جھڑیاں
سُبْحَانَ الله   ماَاَجْمَلَکَ   ماَاَحْسَنَکَ   ماَاَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا   گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

(فیضان پیر مہر علی شاہ بحوالہ مہر منیر،ص1تا3،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

(9) سماعت وبصارت

ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے جلاء الافہام میں روایت نقل کی ہے ((عَن أبی الدَّرْدَاء قَالَ قَالَ رَسُول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَكْثرُوا الصَّلَاة عَليّ يَوْم الْجُمُعَة فَإِنَّهُ يَوْم مشهود تشهده الْمَلَائِكَة لَيْسَ من عبد يُصَلِّي عَليّ إِلَّا بلغنِي صَوته حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبعد وفاتك قَالَ وَبعد وفاتي إِن الله حرم على الأَرْض أَن تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء)) ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ والے دن کثرت کے درود پڑھا کرو کہ یہ یوم مشہود ہے، اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، کوئی آدمی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، ہم (صحابہ) نے عرض کیا: اور وصال فرمانے کے بعد بھی (درود کی آواز آپ تک پہنچے گی)؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں! اپنے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(جلاء الافہام، واما حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، ج1، ص127، دار العروبہ، الکویت)

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(ا) درود پاک کی کثرت عام دنوں میں بھی کرنی چاہیے مگر جمعہ والے دن خصوصی طور پر کثرت کرنی چاہیے، کیونکہ اس کی ترغیب غمخوارِ امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود دلائی ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

(ب) یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے، اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماذکر وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص524، دار احیاء الکتب

العربیہ، الحلب)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(ج) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم جہاں سے بھی درود پڑھیں ہماری آواز حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تک پہنچتی ہے۔

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ سماعت

زیرِ عرش چاند کے گرنے کی آواز کا سننا

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، ((رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأُصْبُعِكَ، فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ)) ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِينِي عَنِ الْبُكَاءِ، وَأَسْمَعُ وَجْبَتَهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ)) ترجمہ: **ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔**

(الخصائص الکبریٰ بحوالۃ البیہقی والصابونی وغیرہ، باب مناغاۃ للقمر، ج1، ص53، مرکز اہلسنت، گجرات الہند ☆ دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی حفظ اللہ تعالیٰ، ج2، ص41، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ البدایۃ والنہایۃ، باب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2،

ص326،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆کنز العمال ،ج 11،ص383، مؤسسة الرساله ،بیروت)

میں وہ سنتا ہوں جوتم نہیں سنتے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((إِنِّی أَرَی مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ)) ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جوتم میں کوئی نہیں دیکھتا اور میں وہ سنتا ہوں جوتم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

(جامع الترمذی،باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:لو تعلمون ما اعلم الخ،ج4،ص556،مطبعة مصطفی البابی،مصر)

مزیدفرماتے ہیں:((أَطَّتِ السَّمَاءُ، وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَامَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّه)) ترجمہ: آسمان چرچرارہاہےاور وہ صحیح ہی چرچرارہاہے(کیونکہ)اس میں چارانگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتہ رب کوسجدہ نہ کررہاہو۔

(جامع الترمذی،باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:لو تعلمون ما اعلم الخ،ج4،ص556،مطبعة مصطفی البابی،مصر)

واللہ وہ سن لیں گے

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:((انَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا ,فَقَامَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ,فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ فِي مُتَوَضَّئِهِ:لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا ,نُصِرْتَ نُصِرْتَ، ثَلَاثًا ,فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللَّهِ ,سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مُتَوَضَّئِكَ:لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا, نُصِرْتَ نُصِرْتَ، ثَلَاثًا ,كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا ,فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ:هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِي ,وَيَزْعُمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرٍ)) ترجمہ: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے قیام

فرمایا،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تاکہ نماز کے لیے وضوفرمائیں، میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دورانِ وضوتین مرتبہ فرمایا: لبیک لبیک لبیک،اور تین مرتبہ فرمایا: تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہرتشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ دورانِ وضوفرمارہے تھے: لبیک لبیک لبیک،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی، گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انسان سے کلام فرمارہے تھے،کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ فرمایا: بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لیے پکاررہا تھا،اس کا گمان تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔

(المعجم الصغیر،من اسمہ احمد،ج 2،ص167،المکتب الاسلامی،بیروت☆دلائل النبوة لاسماعیل الاصبہانی،ص73,74،دارطیبہ ،ریاض)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلوں دورموجود راجز کی آواز بھی سن رہے ہیں اور نصرت نصرت فرماکران کی مدد بھی فرمارہے ہیں،حالانکہ وہ مکہ میں تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
واللہ وہ سن لیں گے فریادکو پہنچیں گے اتنا بھی تو ہوکوئی جو آہ کرے دل سے

حضورکی برکت سے صحابہ نے بھی آوازسن لی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالَ:قُلْنَا:اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا)) ترجمہ: ہم حضور سیِّدُ

اُلْمُبَلِّغِین ، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک گرجدار آواز سنی تو ہم سے استفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے عرض کی: اللہ ورسولہ اعلم یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہتر جانتے ہے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا وہ اَب تک اس میں گر رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہہ میں پہنچ گیا۔

(صحیح مسلم، باب فی شدة حر نارِ جہنم ،ج4، ص2184، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

عذاب قبر کی آواز

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شام کے وقت نکلے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آواز سنی، ارشاد فرمایا: ((یَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا)) ترجمہ: یہودیوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

(صحیح بخاری، باب التعوذ من عذاب القبر، ج2، ص99، دارطوق النجاة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ((یَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ یَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَسْمَعُهُ، قَالَ: أَلَا تَسْمَعُ أَهْلَ الْقُبُورِ یُعَذَّبُونَ)) ترجمہ: اے بلال! کیا تم سنتے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ کی قسم میں اسے نہیں سنتا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں سنتے کہ قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، اما حدیث معمر، ج1، ص98، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم اور علامہ ذہبی نے اس حدیث پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، اما حدیث معمر، ج1، ص98، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سلام سننا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((كُنَّا مَعَ رَسُول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَرفع رأسه إِلَى السَّمَاء فَقَالَ وَعَلَيْكُم السَّلَام وَرَحْمَة الله فَقَالَ النَّاس يَا رَسُول الله مَا هَذَا قَالَ مر بِي جَعْفَر بن أبي طَالب فِي مَلأ من الْمَلَائِكَة فَسلم عَليّ)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: وَعَلَيْكُم السَّلَام وَرَحْمَة الله، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ نے کس کو سلام کیا ہے، ارشاد فرمایا: جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ (اوپر سے) گزرے ہیں، انہوں نے مجھے سلام کیا ہے (تو اس کا میں نے جواب دیا ہے)۔

(الخصائص الکبری، قصة اسلام خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج1، ص433، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جَالِسٌ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَرِيبَةٌ مِنْهُ إِذْ رَدَّ السَّلَامَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَسْمَاءُ، هَذَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَعَ جِبْرِيلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وَمِيكَائِيلَ مَرُّوا فَسَلَّمُوا عَلَيْنَا فَرُدِّي عَلَيْهِمُ السَّلَامَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف فرما تھے اور حضرت اسما بنت عمیس اُن کے قریب موجود تھیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سلام کا جواب دیا اور ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے اسما! یہ جعفر بن ابی طالب جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ گزرے ہیں تو انہوں نے ہم پر سلام کیا ہے تو تو بھی انہیں سلام کا جواب دے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر مناقب جعفر بن ابی طالب، ج3، ص234، دارالکتب

العلمیہ،بیروت)

اہل محبت کا درود خود سنتے ہیں

دلائل الخیرات شریف میں ہے:((قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَاحَالُھُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ)) ترجمہ: جانِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ آپ کی بارگاہ میں دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے تو ارشاد فرمایا: ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

(دلائل الخیرات،ص35،مطبع کریمی،بمبئی)

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:((إِنَّ اللّٰہَ قَالَ:مَنْ عَادَی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّہُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُہُ:کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہِ، وَبَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہِ، وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِہَا، وَرِجْلَہُ الَّتِی یَمْشِی بِہَا، وَإِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِیَنَّہُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِیذَنَّہُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں **تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے**، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے

پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔ (صحیح بخاری،باب التواضع،ج8،ص105،دارطوق النجاۃ)

اس کے تحت تفسیر کبیر میں ہے:

’’وَکَذَلِکَ الْعَبْدُ إِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ إِلَی الْمَقَامِ الَّذِی یَقُولُ اللَّہُ کُنْتُ لَہُ سَمْعًا وَبَصَرًا فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللَّہِ سَمْعًا لَہُ سَمِعَ الْقَرِیبَ وَالْبَعِیدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِکَ النُّورُ بَصَرًا لَہُ رَأَی الْقَرِیبَ وَالْبَعِیدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِکَ النُّورُ یَدًا لَہُ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّہْلِ وَالْبَعِیدِ وَالْقَرِیبِ‘‘ ترجمہ: اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ((کنت لہ سمعاً وبصراً)) (یعنی میں سماعت اور بصارت بن جاتا ہوں) فرمایا ہے، جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہوجاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازیں سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہوجاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ مشکل و آسانی میں دور و قریب تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر،سورۃ الکہف،آیت9تا12،ج21،ص436،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

جب اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو باعثِ تخلیقِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سماعت و بصارت کا عالم کیا ہوگا۔

دربانِ بارگاہِ رسالت کی سماعت

امام بخاری اپنی تاریخ میں روایت نقل کرتے ہیں، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللہَ أَعطی مَلَکًا أَسماعَ الخَلَائِقِ، قائِمٌ عَلی قَبرِی)) ترجمہ: مجھے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے

شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، وہ فرشتہ میری قبرانور کے پاس کھڑا رہے گا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری،عمران بن حمیری،ج6،ص416،دائرۃ العارف العثمانیہ،حیدر آباد،دکن)

یہ روایت خصائص کبری میں یوں ہے:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((سَمِعت رَسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُول إن للہ تَعَالَی ملکا أعطَاہُ أسماء الْخَلَائق قَائِم علی قَبْرِی فَمَا من أحد یُصَلِّی عَلَیّ صَلَاۃ إِلَّا أبلغنیھا)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، وہ فرشتہ میری قبرانور کے پاس کھڑا رہے گا، جو بھی مجھ پر درود پاک پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچائے گا۔

(الخصائص الکبری،ذکر ماوقع عند وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 2،ص489،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ابن قیم (متوفی 751ھ) نے بھی ''جلاء الافہام'' میں اس روایت کو یوں نقل کیا ہے: ((قَالَ رَسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عمار إن للہ ملکا أعطَاہُ أسماء الْخَلَائق کلھَا وَھُوَ قَائِم علی قَبْرِی إِذا مت إِلَی یَوْم الْقِیَامَۃ فَلَیْسَ أحد من أمتِی یُصَلِّی عَلَیّ صَلَاۃ إِلَّا سَمَّاہُ باسمہ واسم أَبِیہ قَالَ یَا مُحَمَّد صلی عَلَیْك فلَان بن فلَان کَذَا وَکَذَا فَیصَلی الرب عز وَجل علی ذَلِك الرجل بِکُل وَاحِدَۃ عشرا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اے عمار! بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس نے تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، جب میرا وصال ہوگا اس وقت سے قیامت تک وہ میرے مزار پر کھڑا رہے گا، جب بھی کوئی میرا امتی مجھ پر درود پاک بھیجے گا تو وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر کہے

گا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! فلاں بن فلاں نے اس اس طرح آپ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر ایک کے بدلے میں دس بار درود پاک بھیجے گا (یعنی رحمت نازل فرمائے گا)۔

(جلاء الافہام،واماحدیث عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،ج1،ص108،دارالعروبہ،کویت)

تمہارے کلام کو سنتے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ذکر کن اورا و درود بفرست بروے علیہ السلام و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالتِ حیات ومی بینی تو اورا متأدب با جلال وتعظیم وہیبت وحیا و بداں کہ دے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ می بیند ومی شنود کلام ترا زیرا کہ دے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ متصف است بصفات الٰہیہ ویکے از صفات الٰہی آنست کہ اناجالس من ذکرنی'' ترجمہ: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر کرو اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجو تو ایسے رہو کہ گویا حضور حالتِ حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو، ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت وحیا سے رہو اور جانو کہ **نبی اکرم** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **تمہیں دیکھتے اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں** کیونکہ حضور صفات الٰہیہ سے متصف ہیں اور خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

(مدارج النبوۃ،ج2،ص621)

بصارت کی رفعت

مشرق ومغرب سامنے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی مختار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

ارشادفرمایا((إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھادیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم،باب ہلاک ھذہ الامۃ بعضھم ببعض،ج 4،ص2215، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ساری دنیاایسے جیسے ہتھیلی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھادیا،تو میں اس کواوراس میں موجود ہر چیز کو قیامت تک دیکھ رہاہوں،جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہاہوں۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم،حدیث حدیر بن کریب،ج 6،ص101،دارالکتاب العربی،بیروت☆کنز العمال بحوالہ طبرانی ،ج 11،ص559،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،الفصل الثالث فی انباء ہ،ج3،ص129،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

مدینہ منورہ سے مقام موتہ

مدینہ منورہ سے بہت دورمقام موتہ میں جنگ ہورہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی باتیں مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو بتارہے ہیں،حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((انَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَعَى زَيْدًا، وَجَعْفَرًا، وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ :أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ:حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس جنگ کرنے والے لشکر کے سپہ سالاروں حضرت زید،حضرت جعفر، حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو(مدینہ منورہ ہی میں) دے دی،فرمایا:اب زید نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہوگئے،پھر جھنڈاجعفر نے پکڑلیااور وہ شہید ہوگئے،پھر جھنڈاابن رواحہ نے پکڑلیااوروہ شہید ہوگئے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتابھی رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں،(پھر فرمایا:)یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالدابن ولید نے پکڑلیااوراللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطافرمادی۔

(صحیح بخاری،باب غزوہ موتۃ من ارض الشام،ج5،ص143،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دنیاسے حوض کوثر کو دیکھنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ)) ترجمہ:اللہ کی قسم میں اپنے حوض کواس وقت دیکھ رہاہوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الجنائز،باب الصلوۃ علی الشہید،ج2،ص91،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری کی ایک اورحدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((إِنَّ مَوْعِدَكُمُ الحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)) ترجمہ: میرے تمہارے وعدے(ملاقات) کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسی جگہ سے اسے دیکھ رہاہوں،اور مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کروگے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کروگے۔

(صحیح بخاری،باب غزوۂ احد،ج5،ص94،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

جنتی خوشہ کو دیکھا اور پکڑا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں((خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى، قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، قَالَ:إِنِّي أُرِيتُ الجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نماز ادا فرمائی ،صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے مقام پر کھڑے کھڑے کوئی چیز توڑ رہے ہیں،فرمایا: بے شک میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا ،اگر میں یہ خوشہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

(صحیح بخاری،باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ،ج1،ص150،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

آگے پیچھے سے یکساں دیکھنا

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)) ترجمہ: میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ،باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلۃ،ج 1،ص91، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دل کا خشوع بھی پوشیدہ نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے ارشاد فرمایا:((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا، فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلاَ رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) ترجمہ: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ،باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلۃ،ج 1،ص91، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

مستقبل کے فتنے دیکھنا

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،تاجدارِ رسالت صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کی ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا:((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى، إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ)) ترجمہ: کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری،باب آطام المدینہ،ج3،ص21،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((انَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ.قَالَ :فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاسْتَنَدْنَا بِأَظْهُرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند) بھیجا،

اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کو لو، اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر جب اس لشکر سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کو لو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوۃلابی نعیم، ماظہر علی یدعمر، ج 1، ص579، دارالنفائس، بیروت☆دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص370، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆مشکوۃ المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثالث، ج 3، ص1678، المکتب الاسلامی، بیروت)

اولیا کی شان

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ((فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا)) ترجمہ: جب میں بندے کو اپنے محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ (صحیح بخاری، باب التواضع، ج8، ص105، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصَرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ" ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کے کان بن جاتا ہے تو وہ قریب و بعید سے سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو بندہ

قریب اور بعید کو دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسانی میں دور اور قریب میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، آیت9تا12، ج21، ص436، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ "ترجمہ: عزت الٰہی کی قسم! بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوحِ محفوظ میں ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ، ص 50، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "لولالجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریری مافی بواطنکم وظواھر کم "ترجمہ: اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ، ص55، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا ((لَمَّا كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى كَانَ يُبْصِرُ دَبِيبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی، من اسمہ احمد، ج1، ص65، المکتب الاسلامی، بیروت☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الرابع وفور عقلہ وفصاحۃ لسانہ، ج1، ص165، دارالفیحاء، عمان☆تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف، آیت 143، ج3، ص425، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے، قرآن مجید میں ہے﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور جب موسی ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسی گرا بے ہوش۔ (سورۃ الاعراف، آیت 143)

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہوتو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی

باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت 17)

فرق طالب و مطلوب میں دیکھے کوئی　　قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے　　کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: انَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الاسراء، ج1، ص79، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلی فحصولها للنبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعد الاسراء" ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، ج1، ص381، دارالکتاب العربی، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر

چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

(10) **میلاد النبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب سے بڑی نعمت

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بیان واظہار کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30،سورۃالضحی،آیت11)

ایک مقام پر فرماتا ہے﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔ (پ6،سورۃ المائدہ،آیت 7)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔صحیح بخاری میں ہے((**محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نعمة**))ترجمہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت ہیں۔

(صحیح بخاری،باب قتلِ ابی جهل،ج5،ص76،مطبوعه دارطوق النجاۃ)

بلکہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پ4،سورۃ آل عمران،آیت164)

فضل ورحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ﴾ترجمہ: اے محبوب! فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔ (پ11،سورۂ یونس،آیت58)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اورہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(پ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ شاھد،مبشر،نذیر،داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر بیان کرکے فرماتا ہے﴿وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِیۡرًا ﴾ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(پ22،سورۃالاحزاب،آیت47)

معلوم ہوا حضور جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل ورحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ خدا عزوجل ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴾یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کروتا کہ فلاح پاؤ۔

(پ10،سورۃالانفال،آیت45)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہٖ خدا کا ذکر ہے،حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے﴿وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

(پ30،سورۃالانشراح،آیت4)

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں:((جَعَلۡتُكَ ذِكۡرًا مِّنۡ ذِكۡرِي، فَمَنۡ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي)) یعنی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ

میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الاول فیماجاء من ذلک مجیٔ المدح،ج 1،ص 63، دارالفیحاء،عمان)

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد وتعریف بعینہٖ خدا کی یاد ہے،پس جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی۔

میلاد شکرِ نعمت

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴿وَاشۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔

(سورۃ النحل،سورت16،آیت114)

تفسیر روح البیان میں ہے"قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام"ترجمہ:امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان،فی التفسیر،سورۃ فتح،سورت 48،آیت 28،جلد9،صفحہ56،دار الفکر ، بیروت)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں"وَالشُّكۡرُ لِلّٰهِ يَحۡصُلُ بِأَنۡوَاعِ الۡعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعۡمَةٍ أَعۡظَمُ مِنَ النِّعۡمَةِ بِبُرُوزِ هٰذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحۡمَةِ فِي ذَلِكَ الۡيَوۡمِ؟"ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا شکر کئی قسم کی عبادات مثلاً صیام،سجود،تلاوت،صدقہ خیرات وغیرہ کے ذریعے ادا ہوجاتا ہے اور نبی کریم جو رحمت والے نبی ہیں اس دن ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور کون سی ہوسکتی ہے؟

(الحاوی للفتاوی بحوالہ ابن حجر،حسن المقصد فی عمل المولد،جلد1،صفحہ196،دارالفکر،بیروت)

میلاد اور تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم فرمایا ہے ﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت9)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جو افعال کیے جاتے ہیں ان میں سے میلاد منانا بھی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے "ومن تعظيمه عمل المولد اذا لم يكن فيه منكر" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے میلاد منانا ہے جبکہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورۃ فتح، سورت 48، آیت 28، جلد9، صفحہ56، دار الفکر، بیروت)

مذکورہ دلائلِ میلاد پر اعلیٰ حضرت کا تبصرہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ "مذکورہ آیات" کو دلائلِ میلاد کے طور پر بیان کر کے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

اور فرماتا ہے ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (پارہ13، سورۃ ابراہیم، آیت5)

اور فرماتا ہے ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت11)

اور فرماتا ہے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا o لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر

ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت8،9)

اور فرماتا ہے ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامراد ہوئے۔ (پ9، سورۃ الاعراف، آیت157)

اور فرماتا ہے ﴿لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ ترجمہ: اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بیشک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت12)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خُوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل ورحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرنور کے دن سے بڑا ہے، تو بلاشبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے، بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصا سیدالرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق

فرماتا ہے،اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ۔(مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔)

(التوضیح والتلویح،فصل حکم المطلق،ج1،ص169،مطبع میرمحمد ،کراچی)

جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ تعالیٰ کے مطلق کو مقید کرے گا تو وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت ایامِ الٰہی کا تذکرہ،نعمتِ ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کیے جائیں، سب امتثال امر الٰہی (اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی) ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔تو روشن ہوا کہ مجلس وقیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہ اُن کا قرون ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے۔اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا بہیئت کذائی قرون ثلثہ میں وجود ہوا ہو،انّا اللّٰہ وانّا الیہ راجعون ۔

عقل ودین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرحت وتذکرہ نعمت وتعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ ورسول نے منع تو نہیں فرمایا،اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اُنہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیاتِ کریمہ میں گزرے،مگر آدمی دل سے مجبور ہے،محبوب کا چرچا محبّ کا چین،اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا۔دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے،آخر نہ دیکھا

کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا،جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس وقیام کون ہیں؟ ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی،ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری،اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم، باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اور ان سے بہت زائد ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کلماتِ ملعونہ۔

مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک وقیام سے منکر ہیں اب تو سمجھو کہ علتِ انکار کیا ہے واللہ واللہ بغضِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ((ذیاب فی ثیاب)) بھیڑیئے ہوں گے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خنّاس۔اے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو! اپنے دشمن کو پہچانو،نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں، چھاپیں اور آج تک اُن پر مصر ہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج29،ص249تا251،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

(11)سب نے میلاد منایا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن مجید اور آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں، تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (پ3، سورۃ ال عمران، آیت81)

(2) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (پ11، سورۃالتوبہ، آیت128)

(3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور

روشن کتاب۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت15)

(4) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ17، سورۃ الانبیاء، آیت107)

(5) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت45,46)

(6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ﴾ ترجمہ: رب العلمین وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (پ28، سورۃ التوبہ، آیت33)

سابقہ انبیاء و امتیں اور آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَمَّا بَلَغَ وَلَدُ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا، وَقَفُوْا عَلَى عَسْكَرِ مُوْسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهَبُوْهُ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ وَلَدُ مَعْدٍ قَدْ أَغَارُوْا عَلَى عَسْكَرِي، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ، يَا مُوْسَى بْنَ عِمْرَانَ، لَا تَدْعُوْا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ النَّذِيْرَ الْبَشِيْرَ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد کی تعداد چالیس ہوگئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام

کے لشکر حملہ کیا اوران کولوٹ لیا تو موسیٰ بن عمران نے ان کے خلاف دعائے ضرر کی کہ اے اللہ! یہ معد بن عدنان کی اولاد نے میرے لشکر کے خلاف قتل و غارت کی ،تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ ان کے خلاف دعا نہ کر کہ انہیں میں سے **بشیر و نذیر نبی امی** ہوگا۔

(المعجم الکبیر لطبرانی ،شداد ابوعمار،عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ،ج8،ص140،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

(2) ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے،فرماتے ہیں:((لم یزل اللہ تَعَالَی یتَقَدَّمُ فِی النَّبِی إِلَی آدم فَمن بعدہ ولم تزل الْاُمَم تتباشر بِہِ وتستفتح بِہِ حَتَّی أخرجہ اللہ فِی خیر أمۃ وَفِی خیر قرن وَفِی خیر أَصْحَاب وَفِی خیر بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خبر دیتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتیں اور آپ کے توسل سے اپنے اعدا پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہترین امت و بہترین زمانہ و بہترین اصحاب و بہترین شہر میں ظاہر فرمایا۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر ،باب خصوصیت باخذ المیثاق ،ج1،ص16،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(3) سنن دارمی میں ہے((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، أَنَّہُ سَأَلَ کَعْبَ الْأَحْبَارِ:کَیْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِی التَّوْرَاۃِ؟ فَقَالَ کَعْبٌ:نَجِدُہُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّہِ یُولَدُ بِمَکَّۃَ وَیُہَاجِرُ إِلَی طَابَۃَ وَیَکُونُ مُلْکُہُ بِالشَّامِ وَلَیْسَ بِفَحَّاشٍ)) ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مروی ہے انہوں نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے توراۃ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا صفات پائیں؟ فرمایا: ہم نے اس میں پایا کہ **محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوں گے**، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعن وتشنیع کرنے والے نہیں ہوں گے۔

(سنن دارمی ،باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ،ج1،ص158،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

(4) مدارج النبوۃ میں ہے ''تمام انبیا علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد کی خبریں دیں۔'' (مدارج نبوۃ،جلد 1،باب چہارم ،ص162،معنیً)

(5) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے: ﴿مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(پ28،سورۃالصف،آیت6)

(6) خصائص کبریٰ میں ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں((وَکَانَ آخر من بشر بی عِیسَی بن مَرْیَم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)) ترجمہ: سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر ،باب خصوصیت باخذ المیثاق ،ج1،ص17،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(7) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((وَعَنْ کَعْبٍ یَحْکِی عَنِ التَّوْرَاۃِ قَالَ:نَجِدُ مَکْتُوبًا محمدٌ رسول اللہ عَبدِی الْمُخْتَار لَا فظٌّ وَلَا غَلِیظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِی الْأَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِی بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلَکِنْ یَعْفُو وَیَغْفِر مَوْلِدُہُ بِمَکَّۃَ وَہِجْرَتُہُ بِطِیبَۃَ وَمُلْکُہُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُہُ

الْحَمَّادُونَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ)) ترجمہ: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ توراۃ شریف سے حکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں لکھا ہوا پایا ''محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ بدخلق ہیں نہ سخت رو اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ عفو و درگزر فرمائیں گے، **مکہ میں پیدا ہوں گے** مدینہ طیبہ کو ہجرت کریں گے اور ملک شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ کی امت بڑی حمد کرنے والی ہوگی خوشحالی و تنگی میں اللہ تعالی کی حمد کرے گی۔''

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج3، ص1606، المکتب الاسلامی، بیروت)

میلادِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((تَذَاكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِيلَادَهُمَا عِنْدِي)) ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **اپنے میلاد کا ذکر کیا۔** (المعجم الکبیر للطبرانی، سن ابی بکر وخطبته، ج1، ص58، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(2) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا: ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) ترجمہ: **یہ دن میری ولادت کا دن ہے** اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج2، ص819، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ

مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: اللہ تعالی نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ، کنانہ میں سے قریش، قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

(صحیح مسلم، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج4، ص1782، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ سنا تھا ((فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟، فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا)) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں، رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، **بے شک اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے** ان کے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں دو گروہ کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے کیے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں کیا اور ان میں بہترین نسب والا بنایا۔

(جامع الترمذی، ج5، ص433، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج3، ص1604، المکتب الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا:((انَا عَبْدُ اللهِ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّنَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ:دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذٰلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَوْنَ،وَإِنَّ أُمَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعَتْهُ رَأَتْ نُورًا أَضَاءَتْ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ)) ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبین ہوں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور عنقریب میں تمھیں اس کی خبر دوں گا، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جوانھوں نے دیکھا اور انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی مائیں ایسا ہی دیکھتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب عبد الاعلی بن ہلال سلمی عن عرباض ساریہ، ج 18، ص 252، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ☆مسند احمد بن حنبل، حدیث عرباض بن ساریہ، ج 28، ص 395، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

(6) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ عمل ہے کہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا، لیکن آپ علیہ الرحمہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں"العقيقة لاتعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذى فعله النبى اظهاراً لشكر على ايجاد الله اياه رحمة للعٰلمين وتشريع لامته "ترجمہ: عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا، اس لیے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے

آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور یہ عمل آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس لیے بھی کیا کہ یہ میری امت کے لئے مشروع ہو جائے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، 196)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے میلاد منایا

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا:((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) ترجمہ: کس چیز نے تمھیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:((جَلَسْنَا نَدْعُو اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

فرمایا:((آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی:((آللّٰهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمی پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

ارشاد فرمایا:((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ

تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف یستحلف الحاکم، ج8، ص249، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ: مُوسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلِمَةُ الله وروحه. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ الله وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سنا وہ باہم گفتگو کر رہے تھے ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے حقیقتاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام صفی اللہ ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں یہ بات بھاتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پہ کچھ فخر نہیں، اور میں قیامت کے

دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ما سوا (سب لوگ) ہوں گے، اور میں کچھ فخر نہیں کرتا، اور روز قیامت سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور اس پر کچھ فخر نہیں، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور کچھ فخر نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج3، ص1604، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج6، ص15، دار الغرب الاسلامی، بیروت ☆ سنن دارمی، باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص194، دار المغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(3) حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ: أَجَلْ الخ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وہ نعت بیان کریں جو تورات میں ہے، جواباً فرمایا: جی ہاں! بیان کرتا ہوں (اور پھر وہ صفات بیان کیں جو تورات میں مذکور تھیں)۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ج3، ص1600، المکتب الاسلامی، بیروت)

فرشتوں کا میلاد منانا

(1) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ((لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالى لملائكته: افتحوا أبواب السماء

كلها، وأبواب الجنان، وألبست الشمس يومئذ نورا عظيما، وكان قد أذن الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورا كرامة لمحمد صلى الله عليه وسلم)) ترجمہ: جب حضرت آمنہ کے وضعِ حمل کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول دو، اور سورج کو اس دن نورِ عظیم پہنایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو حکم فرمادیا کہ وہ مذکر اولاد کو پیدا کریں، (یہ سب) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے لئے تھا۔

(المواہب اللدنیہ، آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص76، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ((لما ولد صلی اللہ علیہ وسلم قال فی أذنه رضوان خازن الجنان: أبشر يا محمد فما بقي لنبي علم إلا وقد أعطيته، فأنت أكثرهم علما، وأشجعهم قلبا)) ترجمہ: جب سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کے کان میں رضوان جنت کے خازن نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ کسی بھی نبی کو جو علم دیا گیا وہ آپ کو عطا کر دیا گیا تو آپ سب سے زیادہ علم والے ہیں اور دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص78، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، قَلَبْتُ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبٍ خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو الٹ پلٹ کر دیکھا، میں نے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کے بیٹوں کو نہ پایا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ج2، ص628، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

(4) سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مضروبات علما فِي الْمشرق وعلما فِي الْمغرب وعلما على ظهر الْكَعْبَة فولدت مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری، ج1، ص82، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆مواہب اللدنیہ، آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص76,77، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ☆دلائل النبوۃ، القول فیما اوتی عیسیٰ کل الخ، ج1، ص610، دارالنفائس، بیروت☆مدارج النبوۃ، جلد 2، باب ولادت مبارکہ، ص34، مطبوعہ ضیاء القرآن)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تا عرش اڑا پھریرا، صبحِ شبِ ولادت

اولیا وعلما بلکہ تمام عالمِ اسلام

امام ابن جوزی اور میلاد

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں "لازال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلى الله عليه وسلم ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقرأة لمولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وينالون بذلك اجراً جزيلاً وفوزاً عظيماً" ترجمہ: اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل مصر، اہل یمن وشام اور مشرق ومغرب میں تمام بلادِ عرب ہمیشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربیع

الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی، ص58)

امام ابن حجر مکی اور میلاد

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) کا قول میلاد کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ”وَقَدْ سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أبو الفضل ابن حجر عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ، فَأَجَابَ بِمَا نَصُّهُ :أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ، وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدِ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدِّهَا، فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا، قَالَ :وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيجُهَا عَلَى أَصْلٍ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا :هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فرعون وَنَجَّى مُوسَى فَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى ، فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ، وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ، وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْصُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟“ ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے میلاد کے عمل کے بارے سوال کیا گیا، تو آپ نے یہ جواب دیا، کہ میلاد کے عمل کی اصل بدعت ہے جو کہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول

نہیں، لیکن بدعت ہونے کے ساتھ یہ اچھے کاموں اور ان کی ضد پر مشتمل ہے، تو جو شخص اس کے محاسن پر نظر رکھتے ہوئے اور ان کی ضد سے اجتناب کرتے ہوئے یہ عمل کرے تو بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں، اور فرمایا کہ میرے لئے اس عمل کی تخریج ایک اصل مقرر سے ظاہر ہوئی جو کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں آئے تو یہودیوں کو یوم عاشورا کا روزہ رکھتے پایا پھر ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس کے شکرانے میں روزہ رکھتے ہیں تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرما کر یا کسی مصیبت کو دور کر کے احسان فرمائے تو اس معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور ہر سال اسی دن کی مثل فعل شکر کا اعادہ کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا عبادت کی اقسام میں سے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے سجدہ، روزہ، صدقہ، تلاوت۔ اور اس روز (بارہویں شریف کو) نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے؟

(الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، ج1، ص229، دارالفکر للنشر ولتوزیع، بیروت)

امام سخاوی اور میلاد

امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں ”لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن یشتغلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البھجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظھرون السرور یزیدون فی المبرات ویتمون بقرائة مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاته کل فضل عمیم“ ترجمہ: اہل اسلام

تمام اطراف واقطار اورشہروں میں بماہ ولادت رسالت مآب صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور وکثرت حسنات واہتمام قراءۃ مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

(انسان العیون،بحوالہ السخاوی باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمداواحمد،ج 1، ص83، المکتبۃ الاسلامیہ ،بیروت)

علامہ محمد بن یوسف شامی اور میلاد

علامہ محمد بن یوسف الصالحی شامی (متوفی 942ھ) نے بھی اپنی کتاب سبل الھدی میں امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے''لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم''ترجمہ: تمام اطراف اور بڑے شہروں میں اہل اسلام حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں ولادت کی خوشی میں محافل سجاتے ہیں۔

(سبل الھدی،الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء الخ،ج1،ص362،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام قسطلانی اور میلاد

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں''ولا زال أھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ -علیہ السلام-، ویعملون الولائم، ویتصدقون فی لیالیہ بأنواع الصدقات، ویظھرون السرور، ویزیدون فی المبرات .ویعتنون بقراء ۃ مولدہ الکریم، ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم''ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے اور دعوت طعام کرتے آئے ہیں اور ان راتوں میں انواع و

اقسام کی خیرات کرتے اور خوشی کا اظہار، نیک کاموں کی زیادتی کرتے آئے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر اللہ تعالی کا فضل وکرم ظاہر ہوتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص89،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

علامہ اسماعیل حقی ،امام جلال الدین سیوطی اور امام تقی الدین سبکی

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں''قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ علیہ السلام انتھی .وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ جمع کثیر من علماء عصرہ فأنشد منشد قول الصر صری رحمہ اللہ فی مدحہ علیہ السلام''ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے شکر کا اظہار مستحب ہے،اور امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے دور کے کثیر علما جمع تھے تو آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں حضرت صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نعتیہ اَشعار پڑھے۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الفتح ،آیت 28,29،ج9،ص56،دارالفکر،بیروت)

شیخ محقق اور میلاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) فرماتے ہیں''ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم''ترجمہ: اہل اسلام ہمیشہ سے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں میلاد کی محفلیں سجاتے آئے ہیں۔

(ماثبت بالسنۃ،ص274، دار الاشاعت کراچی)

مخالفین کے اکابر اور میلاد

مہاجر مکی اور میلاد

مخالفین کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ''اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔''

(فیصلہ ہفت مسئلہ،ص5،مطبوعہ قیمی پریس،کانپور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں ''مکہ مکرمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود مبارک پر حاضر تھا، جس میں حاضرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے ، یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے، میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات ومجالس پر مقرر ہیں۔''

(فیوض الحرمین،ص27)

شاہ عبد الرحیم اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبد الرحیم دہلوی فرماتے ہیں ''کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شیٔ اصنع به طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً فقسمته بین الناس فرأیته صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیه هذا الحمص متجهاً بشاشاً'' ترجمہ: میں ہر سال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال کھانے کا انتظام نہ کر سکا، ہاں کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں۔

(الدرالثمین فی مجموعة المسلسلات و ....،الحدیث الثانی والعشرون،ص 61،میر محمد کتب خانہ کراچی)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور میلاد

شاہ عبد العزیز دہلوی فرماتے ہیں ''ربیع الاول شریف کی برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف سے ہے، جتنا امت کی طرف سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔''

(فتاوی عزیزی،ج1،ص163)

صدیق حسن بھوپالی اور میلاد

صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے ''عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پایا جاتا ہے، سو جس کو حضرت کے میلاد کا سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔''

(الشمامة العنبریه،ص70)

جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فَکَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَقَالَتْ: حُمِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَبِّ الْکَعْبَةِ وَهُوَ أَمَانُ

الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا وَمَرَّتْ وُحُوشُ الْمَشْرِقِ إِلَى وُحُوشِ الْمَغْرِبِ بِالْبُشَارَاتِ، وَكَذَلِكَ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِهِ)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل کی نشانیوں میں سے تھا کہ اس رات قریش کے سب چوپایوں کو قوت گویائی عطا کی گئی اور انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں آ گئے، اور رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اس کے اہل کے لئے روشن چراغ ہیں اور مشرق کے جنگلی جانور مغرب کی طرف بشارتیں دیتے ہوئے گئے اور ایسے ہی سمندر کے بعض حصوں نے بعض کو بشارت دی۔

(دلائل النبوۃ، القول فیما اوتی عیسیٰ کل الخ، ج1، ص610، دار النفائس، بیروت)

سوائے ابلیس کے

ابن کثیر دمشقی البدایہ والنھایہ میں لکھتے ہیں "حکی السهيلي عن تفسير بقى بن مخلد الحافظ أن إبليس رن أربع رنات حين لعن، وحين أهبط، **وحين ولد رسول الله** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وحين أنزلت الفاتحة" امام سہیلی نے بقی بن مخلد حافظ کی تفسیر سے روایت کیا کہ شیطان چار مرتبہ چیخ کر رویا جب اس پر لعنت کی گئی، جب اس کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا، **جب نبی کریم** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **پیدا ہوئے** اور جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

(البداية والنهاية، فصل فيما وقع من الآيات ليلة مولده عليه الصلاة والسلام، جلد 2، صفحه 326، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

(12) برکاتِ میلادِ

ابولہب کا قصہ

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے **والد ماجد** حضرت **عبد اللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں میں سے ابولہب بھی تھا، جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی نے آ کر اسے خوشخبری دی کہ آج تیرے بھائی عبد اللہ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے، اس نے خوش ہو کر اسے انگلی کے اشارے سے کہا: جا تو آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت نازل ہوئی ہے، مگر ولادت مصطفیٰ کی اس طرح خوشی منانے کی وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا کہ اسے شہادت کی انگلی سے پانی ملتا ہے جسے پی کر اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے پیش نظر علما فرماتے ہیں کہ وہ کافر تھا ہم مؤمن ہیں، وہ دشمن تھا ہم ان کے غلام ہیں، اس نے اللہ عزوجل کا رسول سمجھ کر ولادت کی خوشی نہیں کی اور ہم رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں تو جب اس پر یہ کرم ہوا کہ عذاب میں تخفیف دی گئی تو ہمیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے ((فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ)) ترجمہ: جب ابولہب مر گیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گذری، ابولہب بولا: تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی، ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے، کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم التی ارضعنکم وما یحرم من الرضاعۃ، ج 7، ص9،

مطبوعہ دار طوق النجاہ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں((لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَب رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا)) ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا مجھے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت نہ ملی سوائے اس کے کہ ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے،(حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں)اور یہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پیر کے دن دنیا میں تشریف لائے،ثویبہ نے ابولہب کو نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر،ج9،ص145،دار المعرفۃ،بیروت)

مسلمان خوشی کرے تو

امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں"قال ابن الجزری:فإذا کان ھذا أبو لھب الکافر، الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بہ، فما حال المسلم الموحد من أمتہ علیہ السلام الذی یسر بمولدہ، ویبذل ما تصل إلیہ قدرتہ فی محبتہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، لعمری إنما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم أن یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم "ترجمہ:امام شمس الدین ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:جب ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی ہے نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی

کردی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امت میں سے ہے وہ میلاد کی خوشی کرے اور جتنا ممکن ہو حضور کی محبت میں خرچ کرے،تو بخدا اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ اسے اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے۔

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص89،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

میلاد والوں کے لیے دلیل

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے جو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا صلہ ہوگا جو محبت وخوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔"

(مدارج النبوۃ،فصل رضاعت،ج 2،ص38،مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل ضائع نہ کیا

حافظ ابن قیم (متوفی 751ھ) نے لکھا"وَلما ولد النَّبِی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بشرت بِهِ ثویبة عَمه أَبَا لَهب وَكَانَ مَوْلَاهَا وَقَالَت قد ولد اللَّيْلَة لعبد الله ابْن فَأعْتقهَا أَبُو لَهب سُرُورًا بِهِ فَلم يضيع الله ذَلِك لَهُ وسقاه بعد مَوته فِي النقرة الَّتِي فِي أصل إبهامه "ترجمہ:جب نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے اپنے آقا ابولہب کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ رات حضرت عبداللہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر اسے آزاد کردیا پس اللہ تعالیٰ نے (حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشی میں کیے گئے) اُس کے اس عمل کو بھی ضائع نہ کیا اور اس کی موت کے بعد جہنم کے گڑھے میں اسے اس کے انگوٹھے سے مشروب

پلایا۔ (تحفة المودود باحكام المولود،ج1،ص28،مکتبه دارالبیان،دمشق)

سارا سال امن وامان

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ **مزید فرماتے ہیں** ''ومما جرب من خواصه أنه أمان فى ذلك العام، وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام، فرحم الله امرآ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك أعيادا، ليكون أشد علة على من فى قلبه مرض وعناد '' **ترجمہ: محفل میلاد کے خواص میں یہ بات مجرب ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنا اس سال میں امن ومان کا سبب ہوتا ہے اور ہر مقصود ومراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ملتی ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالی اس پر رحمت فرمائے جس نے میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت مصیبت ہوجائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔**

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص89,90،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

شب قدر سے افضل

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں** ''ليلة القدر افضل أو ليلة مولده صلى الله عليه وسلم؟ أجيب: بأن ليلة مولده أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة: أحدها: أن ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم، وليلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه، ولا نزاع فى ذلك، فكانت ليلة المولد -بهذا الاعتبار- أفضل. الثانى: أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها، وليلة المولد شرفت بظهوره صلى الله عليه وسلم فيها. ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن

شرفت بهم ليلة القدر، على الأصح المرتضى، فتكون ليلة المولد أفضل. الثالث: أن ليلة القدر وقع التفضل فيها على أمة محمد -صلى الله عليه وسلم-، وليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات، فهو الذى بعثه الله عز وجل -رحمة للعالمين، فعمت به النعمة على جميع الخلائق، فكانت ليلة المولد أعم نفعا، فكانت أفضل '' **ترجمہ: کونسی رات افضل ہے لیلۃ القدر یا حضور کی شب ولادت؟ میں نے جواب دیا شب ولادت مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم، **شب قدر سے تین وجوہ سے افضل ہے۔ ایک وجہ یہ کہ میلاد کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی اور جس رات کو اس لئے شرف حاصل ہوا کہ اُس میں آپ تشریف لائے، وہ اُس رات سے افضل ہے کہ جس کو اس وجہ سے شرف حاصل ہوا کہ وہ آپ کو رب عزوجل کی طرف سے عطا ہوئی۔ اور اس بات میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے شب ولادت افضل ہوئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شب قدر کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں ملائکہ اترتے ہیں اور شب ولادت کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں حضور کا ظہور ہوا اور جس کی بدولت شب ولادت کو شرف ملا ہے وہ ذات اصح اور مختار قول کے مطابق ان سے افضل ہے جن کی نسبت سے شب قدر معظم ہوئی، تو شب ولادت افضل ٹھہری۔ تیسری وجہ یہ کہ لیلۃ القدر کی برکت صرف امت محمدیہ کو ملی جبکہ میلاد کی رات کی برکت سے تمام موجودات پر فضل ہوا کہ جس کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس کے ذریعے سب مخلوق پر عام نعمت ہوئی ہے تو شب ولادت زیادہ نفع مند ہوئی لہٰذا یہی افضل ہے۔**

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص88،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

سرورِ کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم خوش ہوتے ہیں

میلاد کی خوشی کرنے والوں سے آقائے نامدار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم خوش ہوتے ہیں، انسان العیون میں ہے "بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ! یہ جو لوگ ولادتِ حضور کی خوشی کرتے ہیں؟ فرمایا: ((مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ)) ترجمہ: جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص754، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) افعالِ میلاد پر دلائل

میلاد شریف کے بابرکت موقع پر مسلمان ذکر مصطفیٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محافل سجاتے ہیں، نعت خوانی کرتے ہیں، محافل کے آخر میں کوئی چیز کھانے وغیرہ کی پیش کی جاتی ہے، جلوس نکالتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، جھنڈے لگاتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

سب افعال کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحمت حاصل ہونے پر خوشی منانے کا حکم فرمایا، ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔ (پ11، سورۂ یونس، آیت58)

نبی رحمت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یقیناً رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ17، سورۃ الانبیاء، آیت107)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صفات مبارکہ شاھد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر بیان کرکے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت47)

اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلْيَفْرَحُوْا﴾ فرما کر مطلق حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و فضل ملنے پر خوشیاں مناؤ، کسی مخصوص طریقے کے ساتھ مقید نہ فرمایا کہ

فلاں طریقے سے خوشی مناؤ، فلاں طریقے سے خوشی نہ مناؤ، بلکہ مطلق فرما کر اجازت دے دی کہ رب عزوجل کی طرف سے رحمت وفضل ملنے پر ہر جائز طریقے سے خوشی منا سکتے ہو۔

جلوس نکالنے کا ثبوت

صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ میں جو مسلمان موجود تھے، ان کا حال یہ تھا ((فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ، وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ، يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ)) ترجمہ: مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور اس طرح پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(صحیح مسلم، باب فی حدیث الهجرة، ج4، ص2310، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ خوشی کے موقعہ پر جلوس نکالنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

یہ روایت کچھ تفصیل کے ساتھ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں نقل کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتابِ جمال محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہوجاتا اور دھوپ سخت ہوجاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے، اچانک ایک یہودی کی جو کہ ایک مقامِ مقررہ پر کھڑا تھا اس مبارک جماعت کو کبۂ قدوم پر نظر پڑی، اس نے جان لیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو قبیلۂ انصار کو جو کہ اس کے

قریب ہی تھے، آواز دی کہ یہ آرہے ہیں تمہارے مقصد ومقصود۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہوکر سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے نکل پڑے، اور انہوں نے ''حرہ'' پر ملاقات کی، **مرحبا اھلاو سھلا** کہتے ہوئے مبارک باد دینے اور خوشی ومسرت کا اظہار کرنے لگے، ان کا ہر جوان، بچہ، عورت ومرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا: جاء رسول الله وجاء نبی الله، اللہ کے رسول تشریف لے آئے، اللہ کے نبی تشریف لے آئے، اور اپنی عادت کے مطابق خوشی ومسرت سے اچھلنے کودنے لگے۔

بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی وشادمانی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمداً من جار

قبیلۂ بنونجار کو ایک جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی نسبت بھی تھی (کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلِ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا: یقیناً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔ قبائلِ انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور گلیوں میں کھڑے ہوکر اس طرح تہنیت کہنے لگیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

بعض روایتوں میں اتنا اور زیادہ آیا ہے:

ایھا المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے میں آٹھ یا نو سال کا تھا، آپ کی آمد سے درودیوار ایسے روشن و منور ہوگئے جس طرح آفتاب طلوع کرتا ہے، اسی طرح جس دن اس آفتابِ نبوت نے اس جہان سے روپوشی اختیار کی سب جگہ تاریک ہوگئی بعینہٖ اسی طرح جیسے سورج غروب ہوجاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ مترجم، ج2، ص105,106)

جھنڈے لہرانے کا ثبوت

نبی مکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ محترمہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رَأَیْتُ ثَلَاثَۃَ أَعْلَامٍ مضروبات علمافی الْمشرق وعلما فِی الْمغرب وعلما علی ظھر الْکَعْبَۃ۔۔۔فَولدت مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر تو حضورِ انور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری، ج1، ص 82، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆مواہب اللدنیہ، آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص76,77، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ☆دلائل النبوۃ، القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ، ج1، ص610، دارالنفائس، بیروت)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا   تاعرش اڑا پھریرا، صبحِ شبِ ولادت

رحمتِ عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب سوئے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ پاک کے قریب ''موضع غمیم'' میں پہنچے تو بریدہ اسلمی، قبیلۂ بنی سہم کے ستر سوار لے کر سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے، مگر سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

نگاہِ فیض اثر سے خود ہی محبتِ شاہِ ابرار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں گرفتار ہوکر پورے قافلے سمیت مشرف باسلام ہوگئے اب عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینۂ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم کے ساتھ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھ لیا اور سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ چنانچہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں:((وقد روی ابن الجوزی فی شرف المصطفی من طریق البیھقی موصولا إلی بریدۃ قال:کان النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم لا یتطیر، وکان یتفاءل، وکانت قریش جعلت مائۃ من الإبل لمن یأخذ نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فیردہ إلیھم حین توجہ إلی المدینۃ، فرکب بریدۃ فی سبعین راکبا من أھل بیتہ من بنی سھم، فلقی نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فقال نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم :من أنت؟ قال:أنا بریدۃ، فالتفت النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم إلی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقال :یا أبا بکر، برد أمرنا وصلح، ثم قال صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم:ممن أنت؟ قال:من أسلم، فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم لأبی بکر:سلمنا، ثم قال :ممن؟قال:من بنی سھم، قال:خرج سھمک، فقال بریدۃ للنبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم:من أنت؟ قال:أنا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ، فقال بریدۃ :أشھد ألاإلہ إلا اللہ، وأشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ، فأسلم بریدۃ وأسلم من کان معہ جمیعا، فلما أصبح قال بریدۃ للنبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم:لا تدخل المدینۃ إلا ومعک لواء، فحل عمامتہ ثم شدّھا فی رمح ثم مشی بین یدیہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرف المصطفی میں امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریق سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک موصولاً روایت کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدشگونی

نہیں لیا کرتے تھے اور اچھی فال لیتے تھے اور جب رسول مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینۃ المنورہ کی جانب ہجرت کررہے تھے تو قریش نے مقرر کیا کہ جو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ان کے حوالے کرے اسے سو اونٹ دیئے جائیں گے تو بریدہ اسلمی اپنے قبیلہ بنی سہم کے ستر (70) سوار لے کر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے آئے پس جب رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ کہا: میں بریدہ ہوں تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف التفات فرمایا اور فرمایا اے ابو بکر ہمارا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اور صلح والا ہو گیا، پھر فرمایا؟ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا: اسلم سے، تو اللہ کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: ہم محفوظ رہے، پھر فرمایا: تم کس کی اولاد سے ہو، کہا: بنو سہم سے، فرمایا تمہارا تیر نکل گیا، پھر بریدہ نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن عبداللہ، اللہ تعالی کا رسول ہوں تو بریدہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پس حضرت بریدہ اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے، پھر جب صبح ہوئی تو حضرت بریدہ نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ آپ کے ساتھ ایک جھنڈا بھی ہو تو انہوں نے اپنا عمامہ اتارا اور اسے نیزے پہ باندھ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

(وفاء الوفا ،باب خروج ابی بریدہ لاستقبال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1،ص190،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

اس روایت میں جھنڈے اور جلوس دونوں کا ثبوت ہے۔

چراغاں کرنے کا ثبوت

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں: ((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کے موقع پر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے ہمارے کمرے اور گھر کو بھر دیا، پس میں جس چیز کی طرف بھی دیکھتی نور ہی نظر آتا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ،ج1،ص147،مکتبہ ابن تیمیہ ،القاہرہ)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے ایک روایت نقل کی، فرماتے ہیں: ((وأخرج أبو نعيم عن عطاء بن يسار عن أم سلمة عن آمنة: قالت: لقد رأيت ليلة وضعته نورا أضاء ت له قصور الشام حتى رأيتها)) ترجمہ: حافظ ابونعیم نے عطا بن یسار کے واسطے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں: ایک رات میں نے دیکھا کہ میں نے ایک نور جنا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نے انہیں دیکھ لیا۔

(مواہب اللدنہ، ج1، ص78، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

معراج کی رات جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو آپ کی آمد پر آپ کے اعزاز و اکرام کے اظہار کے لئے اس مبارک درخت کو سونے کے جگمگاتے ٹکڑوں سے سجایا گیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن نسائی شریف میں فرمانِ

باری تعالیٰ ﴿اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی﴾ ترجمہ کنزالایمان: جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ (پارہ 27،سورۃ النجم،آیت16)

کی تفسیر میں مذکور ہے ((فَرَاشٌ مِنْ ذَهَب)) یعنی اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر سونے کے جگمگ جگمگ کرتے ٹکڑے چھا رہے تھے۔

(صحیح مسلم،باب فی ذکر سدرۃ المنتہی،ج1،ص157،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆سنن نسائی،فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین،ج1،ص223،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

نعت خوانی کا ثبوت

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعت خوانی کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کا جواب دینے کا حکم فرماتے اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے، صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے: ((یَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَللّٰھُمَّ أَیِّدْہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) ترجمہ: اے حسان! اللہ کے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد فرما۔

(صحیح بخاری،باب الشعر فی المسجد،ج1،ص98،دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم،باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ،ج4،ص1932،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر رکھوا دیتے اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور کے اوصاف بیان کرتے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ((کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ یَقُومُ عَلَیْہِ قَائِمًا یُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوا دیتے، وہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مفاخر بیان کرتے

(یعنی نعت خوانی کرتے)۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی انشاد الشعر،ج4،ص435،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہی (متوفی 852ھ) لکھتے ہیں "صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدح اس طرح کی:

فَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٌ   وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، آپ سے زیادہ کامل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف،ماقیل فی الشعر،ج1،ص263،عالم الکتب،بیروت☆مختارات من اجل الشعرفی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،باب محمد الانسان الکبیر،ج1،ص10، دارالمعرفہ،دمشق ☆ سلك الدررفي اعيان القرن،ج2،ص191،دارالبشائرالاسلامیہ ،دارابن حزم)

حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے نعتیہ اشعار پڑھے، جن میں ایک شعر اس طرح تھا:

اِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُول

ترجمہ: بے شک یہ رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور ہیں، جن سے روشنی اخذ کی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔

یہ شعر سن کر آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت خوش ہوئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، کعب بن زہیر،ج19،ص178،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆المستدرک للحاکم،ذکر کعب،ج3،ص670،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆السنن الکبری للبیہقی،باب من شبب فلم یسم احداً،ج10،ص412،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت پڑھی جس کا ایک شعر اس طرح ہے:

أَرَانَا الهُدَى بَعْدَ العَمَى فَقُلُوبُنَا

بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہالت کے بعد راہ ہدایت دکھائی ، اور جوانہوں نے فرمایا ہے ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہو کر رہے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، ج2، ص54، دارطوق النجاۃ)

محافل سجانے کا ثبوت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ((جَلَسْنَا نَدْعُو اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

فرمایا: ((آللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی: ((آللَّهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمیٰ پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

ارشاد فرمایا: ((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف یستحلف الحاکم، ج8، ص249، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھ کر مختلف انبیا علیہم السلام کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے، دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے، تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے، ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا۔

اتنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا، میں نے سن لیا اور یہ تمام حق ہے اور میرے بارے میں سن لو: ((أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ)) میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص 827، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ص513، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں "لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول ویھتمون اھتماماً بلیغاً علی السماع والقرأۃ لمولد

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینالون بذلك اجراً جزیلاً وفوزاً عظیماً ''ترجمہ: اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل مصر، اہل یمن وشام اور مشرق ومغرب میں تمام بلاد عرب ہمیشہ سے نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبی محترم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

(المیلاد النبوی، ص58)

روزہ رکھنے کا ثبوت

رحمت عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ) ترجمہ: یہ دن میری ولادت کا دن ہے، اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج2، ص819، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کھانا وغیرہ کھلانے کا ثبوت

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْر)) ترجمہ: ہر گرم جگر میں ثواب ہے، یعنی زندہ کو کھانا کھلائے گا، پانی پلائے گا ثواب پائے گا۔

(سنن ابن ماجه، ص270، باب فضل صدقه الماء ، ج، ص، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی)

(14) نور کی تخلیق اور منتقلی

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے

کائنات کی ہر چیز سے پہلے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔

قرآن مجید میں نبی کریم سے حکایت ہے ﴿وَأَنَــا أَوَّلُ الْـمُسْـلِمِينَ﴾ ترجمہ: میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۃ الانعام، آیت163)

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

(سورہ آلِ عمران، آیت83)

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت ہوسکتے ہیں جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوں۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر عرائس البیان میں ہے'' اشارة علی تقدم روحه وجوهره علی جمیع الکون ''ترجمہ: اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اور آپ کا جوہر (پیدائش میں) تمام کائنات پر مقدم ہے۔ (تفسیر عرائس البیان، تحت آیت ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾، ج1، ص238)

علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ) فرماتے ہیں ''وَأَنَا أَوَّلُ المسلمین عند الإیجاد لأمر کن کما قال: أول ما خلق الله نوری ''ترجمہ: میں پہلا مسلمان ہوں امرِ کن سے ایجاد کے وقت جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ؟ فقال:هو نور نبیك یا جابر خلقه الله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق،حدیث نمبر18،ص63،مؤسسة الشرف،لاہور)

نورِ مصطفیٰ کی عمر مبارک

عمر کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں۔ سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے((وعن ابی ھریرة انه علیہ السلام سأل جبریل علیہ السلام فقال (یا جبریل کم عمرك من السنین)فقال یا رسول الله لست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجما یطلع فی کل سبعین الف سنة مرة رأیته اثنین وسبعین الف مرة فقال علیہ السلام :یا جبریل وعزة ربی انا ذلك الکوکب)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیه،باب نسبه الشریف صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیه، بیروت☆تفسیر روح البیان،سورة التوبه،تحت آیت128،ج3،ص543،دارالفکر،بیروت)

بعض روایات میں آیا ہے کہ پیدائش آدم سے چودہ ہزار برس پہلے نور کی

حالت میں موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چودہ ہزار برس پہلے آپ کا نور تخلیق کیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ ہزار برس پہلے بھی موجود تھا جبکہ تخلیق اس سے بھی بہت پہلے ہوچکی تھے۔ سیرتِ حلبیہ میں ہے((وعن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن أبیه عن جده أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم علیہ الصلاۃ والسلام بأربعة عشر ألف عام)) ترجمہ: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والدِ مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

(سیرت حلبیه،باب نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ’’حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں، لہٰذا دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔‘‘

(میلادالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ص15،اسلامك بكس،لاہور)

آدم علیہ السلام جو کہ ابوالبشر ہیں جس وقت ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی اس وقت بھی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر فائز تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:((قَالُوا یَا رَسُولَ اللهِ مَتَی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ:وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی،باب فی فضل النبی صلی الله علیه وسلم،ج6،ص9،دارالغرب الاسلامی، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں" (1) ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ، اور (2) حاکم و (3) بیہقی و (4) ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور (5) احمد مسند اور (6) بخاری تاریخ میں ، اور (7) ابن سعد و (8) حاکم و (9) بیہقی و (10) ابونعیم میسرۃ الفجر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور (11) بزار و (12) طبرانی ، (13) ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور (14) ابونعیم بطریق صنابحی امیر المومنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، اور (15) ابن سعد ابن ابی الجدعاء ومطرف بن عبداللہ بن الشخی وعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباینہ والفاظ متقاربہ راوی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی ((متی وجبت لك النبوۃ)) حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا ((وادم بین الروح والجسد)) جبکہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیثِ میسرہ کی نسبت فرمایا "سندہ قوی" ترجمہ: اس کی سند قوی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص149,150، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں کہاں رہا

جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش کے پردوں پر نظر آیا۔ عظیم محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (923ھ) نقل کرتے ہیں: ((یروی أنه لما خلق الله تعالی آدم، ألهمه أن قال: یا رب لم کنیتنی أبا محمد، قال الله تعالی: یا آدم ارفع رأسك، فرفع رأسه فرأی نور محمد صلی الله علیه وسلم فی سرادق العرش، فقال: یا رب ما هذا النور؟ قال: هذا نور نبی

من ذریتك اسمه فی السماء أحمد، وفی الأرض محمد، لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام فرمایا کہ وہ یہ عرض کریں: اے میرے رب! تو نے میری کنیت ابومحمد کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! اپنا سر اٹھاؤ، آپ نے سر اٹھایا تو نورِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عرش کے پردوں میں دیکھا، عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے، اس کا نام آسمانوں میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

(مواہب اللدنیہ، باب تشریف اللہ تعالیٰ له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج 1، ص47، المکتبة التوفیقیه، القاہرہ مصر)

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں رکھ دیا گیا جو کہ پیشانی سے چمکتا تھا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((ولما خلق الله آدم جعل نور حبیبه فی ظهره فکان یلمع فی جبینه)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ (اس قدر روشن و تابندہ تھا کہ) ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت128، ج3، ص543، دارالفکر، بیروت)

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ چمکتا تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ

نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی جَبْہَۃِ آدَمَ ''ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں تھا۔

(تفسیر کبیر،سورۂ بقرہ،تحت آیت253،ج6،ص525،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''ھذا فی الحقیقۃ تعظیم للنور المنطبع فی مرآۃ آدم علیہ السلام وھو النور المحمدی والحقیقۃ الاحمدیۃ ''ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اور حقیقتِ احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان،ج4،ص462،دارالفکر،بیروت)

آباء واجداد کی پشتوں میں

پھر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿الَّذِی یَرَاکَ حِینَ تَقُومُ o وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِینَ﴾ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور ساجدین میں تمہارے دورے کو دیکھتا ہے۔ (سورۃ الشعراء،آیت218,219)

صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں''بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم وحوا علیہ السلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے،اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان،ص677،مطبوعہ ضیاء القرآن،لاہور)

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 360ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ) قَالَ:مِنْ نَبِیٍّ إِلَی نَبِیٍّ حَتَّی أُخْرِجْتَ نَبِیًّا))ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ساجدین میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یہاں تک کہ آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نبی ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،عکرمہ عن ابن عباس،ج11،ص362،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 430ھ) اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ) مَا زَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَقَلَّبُ فِی أَصْلَابِ الْأَنْبِیَاءِ، حَتَّی وَلَدَتْہُ أُمُّہُ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیا علیہم السلام کی اصلاب (پاکیزہ پشتوں) میں دورہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی والدہ سے پیدا ہوئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطیب،ج1،ص58، دارالنفائس، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں((وَأخرج ابْن مرْدَوَیْہ عَن ابْن عَبَّاس قَالَ:سَأَلت رَسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقلت :بِأبی أَنْت وَأمی أَیْن کنت وآدم فِی الْجنَّۃ فَتَبَسَّمَ حَتَّی بَدَت نواجذہ ثمَّ قَالَ إِنِّی کنت فِی صلبہ وَہَبَطَ إِلَی الأَرْض وَأَنا فِی صلبہ وَرکبت السَّفِینَۃ فِی صلب أبی نوح وقذفت فِی النَّار فِی صلب أبی إِبْرَاہِیم وَلم یلتق أبوای قطّ علی سفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الإصلاب الطّیبَۃ إِلَی

الْاَرْحَام الطاهرة مصفی مهذباً لَا تتشعب شعبتان إِلَّا كنت فِي خيرهما))
ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اس وقت کہاں تھے جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے، پھر فرمایا: (اس وقت) میں ان کی پشت میں تھا، جب وہ زمین پر اتارے گئے تو (بھی) میں ان کی پشت میں تھا اور میں اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت میں کشتی میں سوار ہوا اور میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہونے کی حالت میں آگ میں پھینکا گیا، میرے والدین نے کبھی بھی سفاح (بدکاری) نہیں کی، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا پاک صاف اور مہذب طریقہ سے، جب بھی دو گروہ بنتے تو میں ان میں سے بہتر گروہ میں ہوتا

(تفسیر درمنثور، ج6، ص330، دارالفکر، بیروت)

حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((و لما خلق الله آدم جعل نور حبيبه فی ظهره فكان يلمع فی جبينه ثم انتقل الى ولده شيث الذى هو وصيه والثالث من ولده وكانت حواء تلد ذكرا وأنثى معا ولم تلد ولدا منفردا الا شيث كرامة لهذا النور ثم انتقل الى واحد بعد واحد من أولاده الى ان وصل الى عبد المطلب ثم الى ابنه عبد الله ثم الى آمنة)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا

تھا، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگیا جو کہ ان کے وصی تھے اور ان کی اولاد میں سے تیسرے تھے، حضرت حوا ایک بچہ اور ایک بچی اکٹھے پیدا کرتی تھیں، صرف حضرت شیث علیہ السلام کو اکیلے پیدا کیا نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تکریم کی وجہ سے، پھر نور مصطفیٰ یکے بعد دیگرے ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا، پھر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور پھر حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت128، ج3، ص543، دارالفکر، بیروت)

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014) فرماتے ہیں "والحاصل أن نور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انتقل من آبائه الكرام إلى أن ظهر ظهورا بينا فی ظهر إبراهيم علیہ الصلاۃ والسلام" ترجمہ: حاصلِ کلام یہ ہے کہ نورِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے آبائے کرام سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں خوب ظاہر ہوا۔

(شرح شفاء، الفصل الاول فیماجاء من ذلك مجی ء المدح، ج1، ص50، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام کے پاس

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1044ھ) نقل کرتے ہیں: ((قال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فأهبطنی الله تعالى إلى الأرض فی صلب آدم، وجعلنی فی صلب نوح، وقذفنی فی صلب إبراهيم علیہم الصلاۃ والسلام، ثم لم يزل ينقلنی من الأصلاب الكريمة والأرحام الطاهرة حتى أخرجنی من بين أبوی لم يلتقيا على سفاح قط)) ترجمہ: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں اتارا اور مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھا، اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا، مجھے اصلاب

کریمہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں اپنے والدین سے پیدا ہوا اور میرے والدین کبھی بھی بدکاری پر اکٹھے نہیں ہوئے۔

(سیرت حلبیہ،باب نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبدالمطلب کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (923ھ) فرماتے ہیں:"وكان عبد المطلب يفوح منه رائحة المسك الإذفر، ونور رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يضيء في غرته، وكانت قريش إذا أصابها قحط تأخذ بيد عبد المطلب فتخرج به إلى جبل ثبير فيتقربون به إلى الله تعالى، ويسألونه أن يسقيهم الغيث، فكان يغيثهم ويسقيهم ببركة نور محمد -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم- غيثا عظيما "ترجمہ: حضرت عبدالمطلب سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر کوہِ ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کے ذریعہ تقربِ خداوندی تلاش کرتے اور بارش کے لیے دعائیں کرتے، اللہ تعالیٰ ان کو نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی برکت سے کثرت سے بارش عطا فرماتا۔

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص63،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں"ولما قدم أبرهة ملك اليمن من قبل أصحمة النجاشي لهدم بيت الله الحرام، وبلغ عبد المطلب ذلك، قال:يا معشر قريش، لا يصل إلى هدم البيت، لأن لهذا البيت ربّا يحميه ويحفظه. ثم جاء أبرهة فاستاق إبل قريش حتى طلع جبل ثبير، فاستدارت دائرة غرة رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم على جبينه كالهلال واشتد شعاعها على البيت

الحرام مثل السراج، فلما نظر عبد المطلب إلى ذلك قال :يا معشر قريش:ارجعوا فقد كفيتم هذا الأمر، فو الله ما استدار هذا النور منى إلا أن يكون الظفر لنا، فرجعوا متفرقين "ترجمہ: یمن کا بادشاہ ابرہہ (جو کہ اصحمہ نجاشی سے پہلے تھا) جب (معاذ اللہ) بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے آیا، حضرت عبد المطلب تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے قریش کو کہا: اے گروہِ قریش! وہ بیت اللہ کو نہیں گرا سکے گا کیونکہ یہ رب عزوجل کا گھر ہے وہ ہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر جب ابرہہ آیا تو وہ قریش کے اونٹوں کو ہانک کر لے گیا۔ حضرت عبد المطلب کوہ ثبیر پر چڑھے تو نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہلال (چاند) کی شکل میں ان کی پیشانی میں اس قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں، جب حضرت عبد المطلب نے نورِ مصطفیٰ کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے گروہِ قریش! واپس چلو تمہیں یہ امر کافی ہے، اللہ کی قسم جب بھی یہ نور مجھ میں اس طرح چمکتا ہے تو فتح ہماری ہوتی ہے، تمام لوگ متفرق ہو کر واپس آ گئے۔

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص63،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں"وروى:أنه لما حضر عبد المطلب عند أبرهة أمر سايس فيله الأبيض العظيم الذى كان لا يسجد للملك أبرهة كما تسجد سائر الفيلة أن يحضره بين يديه، فلما نظر الفيل إلى وجه عبد المطلب، برك كما يبرك البعير، وخر ساجدا، وأنطق الله تعالى الفيل، فقال :السلام على النور الذى فى ظهرك يا عبد المطلب "ترجمہ: جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے کر گئے تو ابرہہ نے سائیس کو حکم دیا کہ بڑے سفید ہاتھی کو لائے، یہ وہ سفید ہاتھی تھا کہ (سدھانے کے باوجود) جس نے کبھی ابرہہ کو سجدہ نہیں

کیا تھا حالانکہ باقی سارے ہاتھی (سدھانے کی وجہ سے) اسے سجدہ کرتے تھے، جب ہاتھی کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا، اللہ تعالیٰ نے اسے قوتِ گویائی عطا فرمائی تو ہاتھی نے کہا:السلام علی النور الذی فی ظهرك یا عبد المطلب، سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں ہے اے عبدالمطلب۔

(مواهب اللدنيه،باب طهارة نسبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 1،ص63,64،المكتبة التوفيقيه، القاهره مصر)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((لَمَّاخَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بِابْنِهِ لِيُزَوِّجَهُ، مَرَّ بِهِ عَلَى كَاهِنَةٍ مِنْ أَهْلِ تُبَالَةَ مُتَهَوِّدَةٍ قَدْ قَرَأَتِ الْكُتُبَ يُقَالُ لَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُرٍّ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَرَأَتْ نُورَ النُّبُوَّةِ فِي وَجْهِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَتْ:يَا فَتَى، هَلْ لَكَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ، وَأُعْطِيَكَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُونَهُ ...وَالْحِلُّ لَا حَلَّ فَأَسْتَبِينَهُ ...فَكَيْفَ لِي الْأَمْرُ الَّذِي تَبْغِينَهُ، ثُمَّ مَضَى مَعَ أَبِيهِ، فَزَوَّجَهُ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ، فَأَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ نَفْسَهُ دَعَتْهُ إِلَى مَا دَعَتْهُ إِلَيْهِ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَأَتَاهَا، فَقَالَتْ :يَا فَتَى، مَا صَنَعْتَ بَعْدِي؟ قَالَ :زَوَّجَنِي أَبِي آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ، وَأَقَمْتُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، قَالَتْ:إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَنَا بِصَاحِبَةِ رِيبَةٍ، وَلَكِنْ رَأَيْتُ فِيَ وَجْهِكَ نُورًا، فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ فِيَّ، وَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُصَيِّرَهُ حَيْثُ أَحَبَّ)) ترجمہ:جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لختِ جگر کی شادی کے لئے نکلے تو اہل تبالہ کی ایک یہودی کاہنہ پر گزر ہوا اس نے کتب بھی پڑھ رکھی تھیں اس

کو فاطمہ بنت مر خثعمیہ کہا جاتا تھا، اس نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخ زیبا میں ایک نور دیکھا تو اس نے کہا کہ اے نوجوان، کیا تو ابھی میرے ساتھ جماع کی رغبت رکھتا ہے اور میں تجھے (اس کے بدلے) ایک سو اونٹ دوں گی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بہر حال حرام تو اس کے ارتکاب سے موت اچھی، اور حلال ابھی ہے نہیں تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔ پس میرے لئے وہ امر کیسے ممکن ہے جس کی تو دعوت دیتی ہے، پھر والد گرامی کے ساتھ آگے تشریف لے گئے، اور آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ رضی اللہ عنہم سے عقد فرمایا اور تین شبانہ روز آپ کے پاس گزارے پھر آپ کے قلب مبارک میں اس کا خیال تشریف لایا جس کی خثعمیہ عورت نے دعوت دی تھی، تو آپ اس کے پاس تشریف لائے، تو اس نے کہا کہ اے نوجوان تو نے میرے بعد کیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور اس کے پاس تین دن ٹھہرا رہا، تو اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم میں مشکوک عورت نہیں، لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور دیکھا تو میری خواہش ہوئی کہ وہ نور مجھ میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاں وہ نور رکھنا محبوب ہوا وہیں اس نے رکھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم،الفصل الثامن فی تزویج امه آمنه بنت وهب،ج 1،ص131 ، دارالنفائس، بیروت)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”فی روایة کعب الأحبار:أنه نودی تلك اللیلة فی السماء وصفاحها، والأرض وبقاعها، أن النور المکنون الذی منه رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یستقر اللیلة فی بطن آمنة “ترجمہ:کعب الاحبار کی روایت میں ہے:(جس رات نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اپنی والدہ حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں تشریف لایا)اس رات آسمانوں اور زمین میں ندا کی گئی کہ نورِ مکنون رات کو اپنی والدہ کے بطن میں مستقر ہو جائے گا۔

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص72،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((رَأَتْ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهَا، فَقِيلَ لَهَا:إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَسَيِّدِ الْعَالَمِينَ، فَإِذَا وَلَدْتِيهِ فَسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا)) ترجمہ:حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا،آپ سے کہا گیا کہ آپ کے بطن اقدس میں مخلوق میں سب سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار ہیں،جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد رکھنا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ،ج1،ص136،دارالنفائس،بیروت)

نور کی دنیا میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ترجمۂ کنزالایمان:بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ،آیت 15)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾يعني محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم))ترجمہ:بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج1،ص90،مطبوعہ لبنان)

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ

فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِلَّا نُورٌ))ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں موجود تھی،جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے،جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے کمرے اور گھر کو بھر دیا ،نور کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،ج1،ص147،مکتبہ ابن تیمیہ ،القاہرہ)

محدث ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ وُلِدَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَجَسَ إِيوَانُ كِسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرَّافَةً، وَخَمَدَتْ نَارُ فَارِسَ وَلَمْ تَخْمَدْ قَبْلَ ذَلِكَ بِأَلْفِ عَامٍ، وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةَ وَرَأَى الْمُوبَذَانُ إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهِ))ترجمہ:جس رات میں سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے،کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے،اور فارس کی آگ بجھ گئی جبکہ اس سے ایک ہزار سال سے نہ بجھی اور بحیرہ ساوہ کا پانی اتر گیا،اور موبذان نے خواب میں سرکش اونٹ دیکھے جن کو خالص عربی گھوڑے ہانک رہے تھے انہوں نے دجلہ عبور کیا اور سب شہروں میں پھیل گئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ،ج1،ص138،دارالنفائس،بیروت)

(15) معجزات

تمام انبیا معجزات لے کر آئے اور ہمارے نبی سراپا معجزا بن کر تشریف لائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں کے ساتھ بھیجا۔

(سورۂ ہود، آیت96)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا، یدِ بیضا وغیرہ معجزات اور نشانیاں لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

تمام انبیا اور رسولوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جو (رسول) صاف نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت184)

الغرض ہر نبی کچھ نہ کچھ معجزات لے کر آیا، کوئی کم، کوئی زیادہ۔۔۔۔مگر حضور سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو رب عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معجزہ یا معجزات لے کر آئے، دلیل یا دلائل لے کر آئے بلکہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔ (پ6، سورۃ النساء، آیت174)

یعنی خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی سراپا معجزہ و دلیل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہر عضو برہان و دلیل اور معجزہ ہے۔

معجزے انبیا کو خدا نے دیئے
معجزہ بن کے آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

چہرۂ اقدس

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلدی جلدی آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آگیا، فرماتے ہیں: ((فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ (رَأَيْتُ ،الخصائص الكبرى) وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ)) ترجمہ: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجه، باب اطعام الطعام، ج 2، ص1083، داراحياء الكتب العربيه، بيروت☆سنن ترمذی، ج 4، ص652، مصطفى البابى، مصر ☆ المستدرك للحاكم، واما حديث عبد الله بن عمرو، ج4، ص176، دارالكتب العلميه، بيروت☆ الخصائص الكبرى، فوائد فى تعدد الاسراء، ج 1، ص 314، دارالكتب العلميه، بيروت)

جسم مبارک کی خوشبو

(۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيبِ عَرْفِهِ أَوْ قَالَ :مِنْ رِيحِ عَرَقِهِ)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ پر تشریف لے جاتے، کوئی شخص آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کی وجہ سے (یا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی خوشبو کی وجہ سے) پہچان جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس راستہ پر تشریف لے کر گئے ہیں۔

(سنن دارمى، باب فى حسن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج 1، ص207، دارالمغنى للنشر والتوزيع، عرب☆مشكوة المصابيح، باب اسماء النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وصفاته، الفصل

الثانی،ج3،ص1613،المکتب الاسلامی،بیروت)

(۲)سنن دارمی میں ہی روایت ہے:((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **يُعْرَفُ بِاللَّيْلِ بِرِيحِ الطِّيبِ)) ترجمہ:رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **رات میں اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔**

(سنن دارمی،باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 1،ص207،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

(۳)ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **آرام فرما تھے،آپ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو پسینہ آرہا تھا،حضرت اُم سلیم** رضی اللہ تعالیٰ عنہا **وہ مبارک پسینہ ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں،حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی آنکھ کھل گئی،ارشاد فرمایا:((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟)) ترجمہ:اسے ام سلیم! آپ یہ کیا کررہی ہیں؟عرض کیا:((هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ)) ترجمہ:یہ آپ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کا مبارک پسینہ ہے،ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے،یہ مبارک پسینہ بہترین خوشبو ہے۔**

(صحیح مسلم،باب طیب عرق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 4،ص1815،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(۴)ایک نادار صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نے دربارِ رسالت** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **! میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے مگر میرے پاس خوشبو کا انتظام نہیں،آپ میری مدد فرمائے،مصطفیٰ جان رحمت** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے اپنی کہنیوں کا پسینہ پونچھ کر ایک شیشی میں رکھ کر اس کو عطا فرمادیا اور حکم دیا تیری بیٹی اس کو عطر کی جگہ استعمال کرے۔حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **بیان کرتے ہیں:((فكانت اذا تطيبت يشم اهل المدينة رائحة الطيب فسموا بيت المطيبين)) ترجمہ:جب اس صحابی کی بیٹی اس پسینے کو استعمال کرتی تو**

اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچ جاتی تھی،چنانچہ اہل مدینہ اس گھر کو"بیت المطیبین"،یعنی خوشبوداروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ،ص685)

(۵)حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی بیوی حضرت ام عاصم** رضی اللہ تعالیٰ عنہا **فرماتی ہیں کہ عتبہ کے یہاں ہم چار عورتیں تھیں،ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی،پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے جسم سے آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت زیادہ ہوتی:((وَكَانَ إِذا خرج إِلَى النَّاس قَالُوا مَا شممنا ريحًا أطيب من ريح عتبَة فَقُلْنَا لَهُ فِي ذَلِك قَالَ أَخَذَنِي الشرى على عهد رَسُول الله** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **فشكوت ذَلِك إِلَيْهِ فَأمرنِي أَن أتجرد فتجردت وَقَعَدت بَين يَدَيْهِ وألقيت ثوبى على فَرجي فنفث فِي يَده ثمَّ وضع يَده على ظَهْرِي وبطني فعبق بِي هَذَا الطّيب من يَوْمئِذٍ)) ترجمہ:اور جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو لوگ کہتے ہم نے کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو ایک دن ہم نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں میرے بدن میں پھنسیاں نکل آئیں تو میں نے حضور کی خدمت میں اس بیماری کی شکایت کی،آپ نے فرمایا: کپڑے اتار دیں میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا،آپ نے اپنا لعاب دہن اپنے مبارک ہاتھ پر ڈال کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر مل دیا تو میری بیماری دور ہوگئی اور اسی دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی۔**

(المعجم الصغیر،ج1،77،المکتب الاسلامی،بیروت☆المعجم الکبیر،مااسند عتبہ بن فرقد،ج 17،ص134،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆ خصائص کبری،ج 2،ص141،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہوکر

رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہو کر

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کونقل کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:''وَأخرج الطَّبَرَانِيّ فِي الْكَبِير والأوسط بِسَنَد جيد ''ترجمہ:اس حدیث پاک کوامام طبرانی نے معجم کبیراور معجم اوسط میں جید (عمدہ) سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (خصائص کبری ،ج2،ص141،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ہاتھ مبارک کے معجزات

(۱) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں((أُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ فَدَفَعَهَا إِلَيَّ يَوْمَ أُحُدٍ فَرَمَيْتُ بِهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْدَقَّتْ سِيَتُهَا وَلَمْ أَزَلْ فِي مَقَامِي نُصْبَ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَّقِي السِّهَامَ وَوَجْهِي دُونَهُ، فَكَانَ آخِرَهَا سَهْمٌ نَدَرَتْ مِنْهُ حَدَقَتِي فَأَخَذْتُهَا وَأَنْهَزَمُوا فَأَخَذْتُ حَدَقَتِي بِيَدِي فَسَعَيْتُ بِهَا فِي كَفِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَقَتِي فِي كَفِّي دَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَقَال:اللَّهُمَّ قِ قَتَادَةَ وَقَى نَبِيَّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِوَجْهِهِ فَاجْعَلْهَا أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا .وَفِي حَدِيثِ مَنْصُورِ بْنِ أَحْمَدَ الْمُعَدِّلِ:فَرَدَّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَكَانَتْ أَصَحَّ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک کمان ہدیہ کی گئی،احد کے دن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے اس کے ساتھ تیر پھینکنے شروع کردیے یہاں تک کہ اس کا سرا ٹوٹ گیا، میں اپنی جگہ کھڑا ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تیروں کو روکتا رہا اس حال میں کہ میرا چہرا حضور کے چہرے کے سامنے تھا،آخر میں ایک تیر میری آنکھ میں آلگا جس سے میری آنکھ کی سیاہی (وہ حصہ جس

سے نظر آتا ہے) باہر نکل آئی، میں نے اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور کفار شکست کھا کر بھاگ گئے، میں اس سیاہی کو اپنے ہاتھ میں لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور دعا کی: اے اللہ! جس طرح قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی کی حفاظت کی اسی طرح تو بھی اس کی حفاظت فرما اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے خوبصورت اور تیز نظر والا بنا دے۔منصور بن احمد معدل کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس سیاہی کو آنکھ میں رکھا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح اور تیز دیکھنے والی ہوگئی۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،ج1،ص484،دارالنفائس،بیروت)☆(مجمع الزوائد،ج8،ص297،مکتبة القدسی،القاہرہ)

بعض کتب میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے((وَقَالَ ابْن اسحاق عَن عَاصِم بن عمر بن قَتَادَة قَالَ أُصِيبَت يَوْم أُحُد عين قَتَادَة ابْن النُّعْمَان حَتَّى وَقعت على وجنتيه فَردهَا رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَت أحسن عَيْنَيْهِ واحدهما)) ترجمہ:ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا،وہ فرماتے ہیں: احد والے دن حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا جس سے ان کی آنکھ رخساروں پر بہہ گئی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ کو لوٹا دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی ہوگئی اور تیز ہوگئی۔

(خصائص کبری،ج1،ص359،دارالکتب العلمیہ،بیروت)☆(سیرت حلبیہ،ج2،ص342، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا

دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنے عمامے سے باندھ لی اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا،فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ)) ترجمہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس پر اپنا دستِ کرم پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(بخاری،باب قتل ابی رافع،ج 5،ص91،دارطوق النجاۃ☆مشکوۃ المصابیح،باب المعجزات ، الفصل الاول،ج 3،ص1645،المکتب الاسلامی،بیروت☆الخصائص الکبری، ج 1، ص390، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(۳) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، ((رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأُصْبُعِكَ،فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ)) ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِينِي عَنِ الْبُكَاءِ، وَأَسْمَعُ وَجْبَتَهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ)) ترجمہ: ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔

(الخصائص الکبرٰی بحوالۃ البیہقی والصابونی وغیرہ، باب مناغاۃ للقمر ،ج 1،ص53،مرکز اہلسنت، گجرات الہند ☆دلائل النبوۃ للبیہقی،باب ماجاء فی حفظ اللہ تعالیٰ،ج 2، ص41، دارالکتب العلمیہ،بیروت☆البدایۃ والنہایۃ،باب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2،

ص326،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆کنز العمال ،ج 11،ص383، مؤسسۃ الرسالہ ،بیروت)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ، فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ:مَا لَكُمْ؟ قَالُوا:لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلاَ نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ المَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، كَأَمْثَالِ العُيُونِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ:كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے سوائے اس کے جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(صحیح بخاری،علامات النبوۃ فی الاسلام،ج4،ص193،دارطوق النجاۃ)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(۵) بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)) ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحيح البخاری، كتاب الاعتصام، باب قول النبی صلى الله عليه وسلم بعثت بجوامع الكلم، ج 4، ص54، دارطوق النجاة☆صحيح مسلم، كتاب المساجد وموضع الصلوٰة، ج1، ص372، داراحياء التراث العربی، بيروت)

(٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑائی میں تھے کہ لشکریوں کو کھانے کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا میرے تھیلے میں کچھ کھجوریں ہیں، فرمایا لے آؤ تو میں تھیلے کو لے کر حاضر ہوا، فرمایا: دستر خوان لے آؤ، تو میں دستر خوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے آپ کے دست مبارک میں آ گئے، پھر آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: (ادْع فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ لادْع فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعو وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ أدع فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ ادْع فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا وَفضل تمر فَقَالَ لي اقعد فَقَعَدت فَأكل وأكلت وَفضل تمر فَأَخذه وَأدْخلهُ فِي المزود وَقَالَ لي إِذا رَأَيْت شَيْئا فَادْخُلْ يدك فَخذ وَلَا تكفأ فَمَا كنت أُرِيد تَمرا إِلَّا أدخلت يَدي فَأَخذت مِنْهُ خمسين وسْقا فِي سَبِيل الله وَكَانَ مُعَلّقا خلف رحلي فَوَقع فِي

زمن عُثْمَان فَذهب)) ترجمہ: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ، تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ لوگ بھی پیٹ بھر کھا کے چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ سب بھی شکم سیر ہو کر چلے گئے، اور کھجوریں بچ گئیں، پھر مجھے فرمایا بیٹھو میں بیٹھ گیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میں نے کھائیں اور جو کھجوریں باقی رہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیلے میں ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالتے رہنا مگر اسے اوندھا نہ کرنا، میں ہاتھ ڈالتا جتنی کھجوریں چاہتا نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہِ خدا میں دیں، وہ تھیلی میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی پھر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاتی رہی (گم ہو گئی)۔

(الخصائص الكبرىٰ، ذكر بقية المعجزات الخ، ج 2، ص85، دارالكتب العلميه، بيروت☆دلائل النبوة، للبيهقی، باب ماجاء فی مزورابی ہريره رضی الله تعالیٰ عنه، ج 6، ص110، دارالكتب العلميه، بيروت)

(۷) امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ((إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ: ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ)) ترجمہ: میں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنی لیکن وہ بھول گئیں، حضور نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی تو آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے سینے سے لگا لو میں نے لگا لی، پس میں اس کے بعد کسی چیز کو نہیں بھولا۔

(بخاری، باب حفظ العلم، ج1، ص35، دارطوق النجاة)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

لعاب دہن کے معجزات

(۱) صحیح بخاری میں ہے،حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ:فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ:أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَقِيلَ:هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ:فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ.فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا:یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا،جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں،راوی کہتے ہیں:لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے،جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے،ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟عرض کی گئی:یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں،فرمایا:انہوں بلاؤ،انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی،وہ ایسے شفایاب ہوگئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمادیا۔

(صحیح بخاری،باب غزوة خیبر،ج5،ص134،مطبوعه دارطوق النجاة)

دوسری روایت میں ہے:((فأعطاهُ،فَفُتِحَ علیه)) ترجمہ:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہی کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری،باب غزوة خیبر،ج5،ص134،مطبوعه دارطوق النجاة)

شافی و نافی ہو تم ،کافی ووافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

(۲)حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((شهدت مَعَ النَّبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مشهدا فأصابتني ضَرْبَةٌ على عَاتِقي فتعلقت يَدي فَأتيت النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فتفل فِيهَا وألزقها فالتأمت وبرأت وَقتلت الَّذِي ضَرَبَنِي)) ترجمہ:میں ایک جنگ میں سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا کہ میرے کندھے پر ضرب لگی اور میرا ہاتھ لٹک گیا میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگایا اور اسے جوڑ دیا تو میرا ہاتھ تندرست ہوگیا اور جس نے مجھے ضرب لگائی تھی میں نے اسے قتل کیا۔

(دلائل النبوة للبیهقی،باب ماجاء فی تفله،ج6،ص178،دارالکتب العلمیه،بیروت☆الخصائص الکبری،ذکر معجزاته فی ضروب الحیوانات،ج2،ص116،دار الکتب العلمیه،بیروت)

(۳)امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر غزوۂ خیبر کے دن ایسی مار لگی کہ لوگوں کو آپ کے شہید ہونے کا گمان ہوگیا،حضرت سلمہ فرماتے ہیں:((فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلاَثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ)) ترجمہ:میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،آپ نے تین بار اس پر اپنا لعابِ دہن لگایا پھر کبھی پنڈلی میں درد نہ ہوا۔

(صحیح بخاری،باب غزوۂ خیبر ج5،ص133،دارطوق النجاة)

(۴)حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے

ہیں:((شہدت مَعَ النَّبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مشہدا فأصابتی ضَرْبَۃٌ علی عَاتِقی فتعلقت یَدی فَأتیت النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فتفل فِیھَا وألزقھا فالتأمت وبرأت وَقتلت الَّذِی ضَرَبَنِی)) ترجمہ: میں ایک جنگ میں سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شریک تھا کہ میرے کندھے پر ضرب لگی اور میرا ہاتھ لٹک گیا میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگایا اور اسے جوڑ دیا تو میرا ہاتھ تندرست ہوگیا اور جس نے مجھے ضرب لگائی تھی میں نے اسے قتل کیا۔

(دلائل النبوۃ للبیھقی،باب ماجاء فی تفلہ،ج 6،ص178،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆الخصائص الکبری،ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات،ج2،ص116،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

زبان مبارک کے معجزات

(۱) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:((أُھْدِیَتْ لَہُ شَاۃٌ فَجَعَلَھَا فِی الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھَذَا یَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاۃٌ أُھْدِیَتْ لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَطَبَخْتُھَا فِی الْقِدْرِ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ یَا أَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ ناولنی الذِّرَاعَ الآخر فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّمَا لِلشَّاۃِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِی ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتُّ)) ترجمہ: میرے پاس بکری ہدیۃً بھیجی گئی، اسے ہانڈی میں ڈال دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا: ابورافع یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکالیا حضور نے فرمایا: اے ابورافع ہم کو ایک دست دو میں نے دست پیش کردیا پھر فرمایا کہ دوسرا دست بھی دو میں نے دوسرا دست بھی پیش کردیا پھر فرمایا: اے ابورافع اور دست لاؤ، عرض کیا یارسول اللہ بکری کے دو ہی دست ہوتے

ہیں، تب ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہتے جب تک کہ چپ رہتے۔

(مشکوۃ ج1،ص106،المکتب الاسلامی ،بیروت)☆(مسند احمد بن حنبل،ج 45، ص172، مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِکِینَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُہُ. فَأَخْبَرَنِی أَبُو طَلْحَۃَ أَنَّہُ أَتَی الْأَرْضَ الَّتِی مَاتَ فِیھَا فَوَجَدَہُ مَنْبُوذًا فَقَالَ: مَا شَأْنُ ھَذَا؟ فَقَالُوا: دَفَنَّاہُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْہُ الْأَرْضُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)) ترجمہ: ایک شخص نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا، پھر اسلام سے پھر گیا (مرتد ہوگیا) اور مشرکین کے ساتھ مل گیا، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کے لیے فرمایا: بے شک زمین اسے قبول نہیں کرے گی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں اطلاع دی کہ وہ اس زمین (ملک) میں گئے جہاں وہ مرتد مرا تھا، تو انہوں نے اسے بغیر دفن ہوئے زمین کے اوپر پڑا پایا، پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے، لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفنایا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا، اس حدیث پاک کو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح،باب فی المعجزات ،الفصل الاول،ج3،ص1655،المکتب الاسلامی،بیروت)

(۳) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَتَی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لہ أَنَّہُ طَرَحَ بُنَیَّۃً لَہُ فِی وَادِی کَذَا فَانْطَلَقَ مَعَہُ إِلَی الْوَادِی وَنَادَاھَا بِاسْمِھَا یَا فُلَانَۃُ أَجِیبِی بِإِذْنِ اللّٰہِ فَخَرَجَتْ وَھِیَ تَقُولُ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ. فَقَالَ لَھَا: إِنَّ أَبَوَیْکِ قَدْ أَسْلَمَا، فَإِنْ أَحْبَبْتِ أَنْ أَرُدَّکِ عَلَیْھِمَا قَالَتْ: لَا حَاجَۃَ لِی فِیھِمَا وَجَدْتُ اللّٰہَ خَیْرًا لی منھما)) ترجمہ: ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّی

اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ذکر کیا کہ اس نے اپنی چھوٹی بچی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اس وادی کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے اس بچی کا نام لے پکارا: اے فلانہ! اللہ کے اذن سے میرا جواب دے، وہ بچی لبیك وسعدیك کہتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرے والدین مسلمان ہو چکے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کے پاس لوٹا دوں، وہ بولی: مجھے ان میں کوئی حاجت نہیں میں نے اپنے رب کے ہاں ان سے زیادہ بھلائی پائی ہے۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص614،دارالفیحاء،عمان)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ، فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِءِ الْوَادِي، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا ، فَقَالَ:انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ، الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى، فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا، فَقَالَ :انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذَلِكَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا، لَأَمَ بَيْنَهُمَا يَعْنِي جَمَعَهُمَا فَقَالَ :الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ فَالْتَأَمَتَا، قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ أُحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يُحِسَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُرْبِي فَيَبْتَعِدَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ فَيَتَبَعَّدَ فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي، فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا، وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا، فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ، میں چمڑے کے ایک تھیلے میں پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آڑ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی ، وادی کے کنارے دو درخت تھے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو گیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ عزوجل کے اذن سے میری اطاعت کر، وہ اسی درخت کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گیا، حتی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا: اللہ عزوجل کے اذن سے تم دونوں جڑ جاؤ، پس وہ دونوں درخت جڑ گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اس خیال سے نکلا اور اس جگہ سے ہٹ گیا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قرب کو محسوس نہ فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے اوجھل ہو گئے۔ میں بیٹھا ہوا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا کہ میں نے اچانک دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت الگ الگ ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا ہے۔

(صحیح مسلم،باب حدیث جابر الطویل الخ،ج4،ص2306،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں :

((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ:إِلَى أَهْلِي قَالَ :هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ؟

قَالَ:وَمَا هُوَ؟ قَالَ:تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالَ:وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُولُ؟ قَالَ:هَذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ خَدًّا حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنْبَتِهَا)) ترجمہ: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی سامنے آیا جب وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولا اپنے اہل کی طرف جانے کا، آپ نے فرمایا: کیا تجھے بھلائی کی بات میں رغبت ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا ہے، فرمایا: تُو گواہی دے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اس نے کہا: جو آپ نے فرمایا اس پر کون گواہ ہے؟ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ درخت گواہ ہے، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس درخت کو بلایا اور وہ میدان کے کنارے پر تھا، پس وہ درخت زمین چیرتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا، حضور نے تین بار اس سے گواہی طلب کی، تو اس نے تین بار گواہی دی جس طرح آپ نے فرمایا تھا، پھر وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا۔

(سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص166، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب ☆ مشکوۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، ج 3، ص1666، المکتب الاسلامی، بیروت)

(٦) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ:إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِذْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:ارْجِعْ

فَعَادَ، فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ .هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ)) ترجمہ: ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں کیسے جان لوں کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کے خوشے کو بلاؤں تو کیا تو اس بات کی شہادت دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ درخت سے اتر کر آپ کے پاس آ کر گر گیا، پھر آپ نے اسے کہا کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جا، تو وہ واپس چلا گیا، (یہ دیکھ کر) اعرابی ایمان لے آیا۔ یہ حدیث پاک حسن غریب صحیح ہے۔

(جامع ترمذی، ج5، ص594، مصطفی البابی، مصر)

(٧) حضرت سَلَمَہ بن اَکْوَعِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ:كُلْ بِيَمِينِكَ، قَالَ:لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ:لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ)) ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ، اس نے (براہ تکبر) کہا کہ میں اس کی استطاعت (طاقت) نہیں رکھتا، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے فرمایا: تجھے اس کی استطاعت ہی نہ ہو، اسے تکبر ہی نے روکا تھا، راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کا (دایاں) ہاتھ اس کے منہ کی طرف نہ اٹھ سکا۔

(صحیح مسلم، باب آداب الطعام، ج 3، ص1599، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆ مسند احمد بن حنبل، حدیث سلمہ بن اکوع، ج 27، ص25، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، ج 3، ص1657، المکتب الاسلامی، بیروت)

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(٨) حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،

فرماتے ہیں:((كَانَ الحكم بن أبى الْعَاص يجلس إلَى النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذا تكلم النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم اختلج بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم كن كَذَلِك فَلم يزل يختلج حَتَّى مَات)) ترجمہ:حکیم بن ابی العاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا،جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا تھا،نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:ایسے ہی ہوجا،تو اس کا منہ ہمیشہ ٹیڑھا ہی رہا یہاں تک کہ مرگیا۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم،من كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص678،دار كتب العلميه،بيروت☆دلائل النبوة للبيهقى،باب ماجاء فى دعاء ه صلى الله عليه وسلم،ج6،ص239،دارالكتب العلميه،بيروت☆الخصائص الكبرى،ذكر معجزاته صلى الله عليه وسلم،ج2،ص132،دارالكتب العلميه،بيروت)

امام حاکم اس حدیث پاک کے بارے میں فرماتے ہیں:''هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ''ترجمہ:یہ حدیث پاک صحیح الاسناد ہے،اور بخاری ومسلم نے اسے تخریج نہیں کیا۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم،من كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص678،دار كتب العلميه،بيروت)

قدم مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ، وَقَالَ:اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ)) ترجمہ:نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،ابوبکر،عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین احد پہاڑ پر چڑھے،پہاڑ حرکت کرنے لگا،نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہاڑ پر پاؤں مبارک مارکر فرمایا:اے احد!ٹھہر جا،کہ تیرے اوپر ایک نبی،ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(صحيح بخارى،باب مناقب عثمان رضى الله تعالىٰ عنه،ج 5،ص15،دارطوق النجاة)☆(صحيح بخارى، كتاب المناقب،ج1،ص519،قديمى كتب خان، كراچى)

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

طاقت رسول اللہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ؟فَقَالَ:يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ:أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ زِنْهُ بِرَجُلٍ، فَوُزِنْتُ بِهِ فَوَزَنْتُهُ، ثُمَّ قَالَ:فَزِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ:زِنْهُ بِمِائَةٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ:زِنْهُ بِأَلْفٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُونَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيزَانِ، قَالَ:فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ:لَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا)) ترجمہ:میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی:یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو کیسے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں؟ارشاد فرمایا:اے ابوذر! میں مکۃ المکرّمہ کی وادی میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے،ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا،اور دوسرا زمین وآسمان کے درمیان رہا،ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہی وہ (ہمارے آقا) ہیں؟دوسرے نے جواب دیا:جی ہاں!،ایک (اوپر والا) بولا:ان کا ایک شخص کے ساتھ وزن کرو،جب دوسرے (زمین والے) نے میرا ایک شخص کے ساتھ وزن کیا تو میں وزنی نکلا۔پھر کہا:دس کے ساتھ وزن کرو،میرا دس کے

ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا، پھر کہا: سو کے ساتھ ان کا وزن کرو، میرا سو کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا، پھر فرشتے نے کہا کہ ہزار کے ساتھ ان کا وزن کرو، میرا ہزار کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا (بلکہ) گویا کہ میں ان ہزار کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنے پلڑے کے ہلکے پن کی وجہ سے میرے اوپر اچھل کر گر پڑیں گے، فرشتے نے دوسرے سے کہا: اگر ان کا وزن ان کی پوری امت کے ساتھ بھی کرو گے تو یہ ان پر بھاری رہیں گے۔

(سنن دارمی، باب کیف کان اول شان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص164، دارالمغنی للنشر ولتوزیع، عرب☆مشکوۃ المصابیح، ج3، ص1608، المکتب الاسلامی، بیروت)

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید وبند
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

رکانہ پہلوان

(۲) دلائل النبوۃ لابی نعیم، دلائل النبوۃ للبیہقی، خصائص کبری اور مواہب اللدنیہ وغیرہ کتب میں ہے، واللفظ للآخر: ((انه كان بمكة رجل شديد القوة يحسن الصراع وكان الناس يأتونه من البلاد للمصارعة فيصرعهم .فبينا هو ذات يوم فى شعب من شعاب مكة إذ لقيه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال له:يا ركانة ألا تتقى الله وتقبل ما أدعوك إليه أو كما قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له ركانة:يا محمد!هل من شاهد يدل على صدقك؟ قال: أرأيت إن صرعتك أتؤمن بالله ورسوله؟ قال:نعم يا محمد، فقال له:تهيأ للمصارعة قال :تهيأت، فدنا منه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذه ثم صرعه، قال فتعجب ركانة من ذلك، ثم سأله الإقالة

والعودة ففعل به ذلك ثانيا وثالثا.فوقف ركانة متعجبا وقال:إن شأنك لعجيب)) ترجمہ: مکہ مکرمہ میں ایک بہت طاقت ور شخص (رکانہ نامی) رہتا تھا، جوکہ بہت ماہر پہلوان تھا، لوگ دوسرے شہروں سے اس کے پاس کشتی لڑنے کے لیے آتے، وہ ان پر غالب رہتا، ایک دن مکہ کی کسی وادی میں اس کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوگئی، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا؟، رکانہ آپ سے کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کی سچائی پر کوئی دلیل ہے؟، آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں پچھاڑ دوں تو کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو آپ نے اس سے فرمایا: کشتی کے لیے تیار ہو جاؤ، اس نے کہا: میں تیار ہوں، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے اور اس کو پکڑ کر پچھاڑ دیا، رکانہ اس سے حیران رہ گیا، اس نے پھر کشتی کرنے کے لیے کہا: نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ اس کو پچھاڑ دیا، اسی طرح تیسری مرتبہ اسے پچھاڑ دیا، رکانہ حیران و متعجب رہ گیا اور کہنے لگا: آپ کی شان بڑی عظیم ہے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ذکر خبر رکانه، ج1، ص394، دارالنفائس، بیروت☆دلائل النبوة للبیهقی، باب ماجاء فی استنصاررسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج 6، ص250، دارالکتب العلمیه، بیروت☆خصائص کبری، ج1، ص215، دارالکتب العلمیه، بیروت☆ المواهب اللدنیه، الفصل الثانی فیمااکرم الله تعالیٰ به، ج2، ص133,134، المکتبة التوفیقیه، مصر)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا، کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہوگئے۔“

(بہار شریعت، حصہ16، ص512، مکتبة المدینه، کراچی)

ابوالاسود جمحی پہلوان

(۳) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللفظ للقسطلانی:((وقد صارع صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ غیر رکانۃ، منھم أبوالأسود الجمحی، کما قالہ السھیلی .ورواہ البیھقی، وکان شدیدا بلغ من شدتہ وأنہ كَانَ يَقِفُ عَلَى جِلْدِ الْبَقَرِ وَيُجَاذِبُ أَطْرَافَهُ عَشَرَةٌ لِيَنْزِعُوهُ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ فَيَتَفَرَّى الْجِلْدُ وَلَمْ يَتَزَحْزَحْ عَنْهُ، فَدَعَا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلى الْمُصَارَعةِ وقال:إن صرعتَنِي آمنتُ بك، فصَرَعَه رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم فلم یؤمن)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکانہ کے علاوہ پہلوانوں کی ایک جماعت سے بھی کشتی کی ہے،ان میں سے ابوالاسود جمحی پہلوان بھی ہے جیسا کہ سہیلی نے اسے ذکر کیا ہے اور امام بیہقی نے (بھی) اسے روایت کیا ہے، یہ شخص بہت طاقتور تھا، اس میں اتنی طاقت تھی کہ یہ گائے کی کھال پر کھڑا ہوتا اور دس آدمی کھال کو کھینچتے تاکہ اس کے قدموں کے نیچے سے کھال کو نکال لیں، کھال ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی مگر ابو الاسود ذرا برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹتا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کشتی کی دعوت دی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھے ہرا دیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پچھاڑ دیا مگر وہ ایمان نہ لایا۔

(المواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فیما اکرم اللہ تعالیٰ بہ،ج 2،ص134،المکتبۃ التوفیقیہ ، مصر ☆ جمع الوسائل فی شرح الشمائل للقاری،باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم،ج2،ص170،المطبعۃ الشرفیہ،مصر)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا:هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ، فَقَالَ:أَنَا نَازِلٌ .ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ،

وَلَبِثْنَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ لاَ نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ، فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ، أَوْ أَهْيَمَ، فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي :رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا كَانَ فِي ذَلِكَ صَبْرٌ، فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ:عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ، فَذَبَحْتُ العَنَاقَ، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي البُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالعَجِينُ قَدْ انْكَسَرَ، وَالبُرْمَةُ بَيْنَ الأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ، فَقُلْتُ:طُعَيِّمٌ لِي، فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلاَنِ، قَالَ :كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ:كَثِيرٌ طَيِّبٌ، قَالَ:قُلْ لَهَا:لاَ تَنْزِعِ البُرْمَةَ، وَلاَ الخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ، فَقَالَ:قُومُوا،فَقَامَ المُهَاجِرُونَ، وَالأَنْصَارُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَ:وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ، قَالَتْ:هَلْ سَأَلَكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، فَقَالَ:ادْخُلُوا وَلاَ تَضَاغَطُوا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ البُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الخُبْزَ، وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ، قَالَ :كُلِي هَذَا وَأَهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ)) ترجمہ: ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آگئی ،لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: خندق کھودنے کے دوران ایک سخت چٹان آگئی ہے، فرمایا: میں اترتا ہوں، پھر کھڑے ہوئے اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاوڑا لے کر مارا تو چٹان ریت کی طرح بکھر گئی، پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے ، میں نے گھر آکر اپنی بیوی سے

کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کواس حال میں دیکھا ہے کہ جسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس جَو اورایک سال سے کم عمر بکری کا بچہ ہے، میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اوراس نے جو کو پیسا، ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آٹا گوندھا جاچکا تھا اور ہانڈی چولہے پرتھی جو کہ پکنے کے قریب تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اور ایک دو اور آدمی چلیں، دریافت فرمایا کتنا ہے؟ تو میں نے (جتنا تھا اتنا) بتادیا، فرمایا: بہت ہے اور اچھا ہے، پھر فرمایا اپنی بیوی سے کہو کہ ہانڈی چولہے سے نہ اتارے اور روٹی تنور سے نہ نکالے یہاں تک کہ میں آجاؤں، اس کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ چلو، تو مہاجرین اور انصار ساتھ آگئے، حضرت جابر جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہا کہ تیرے لئے خرابی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین، انصار اور کئی صحابہ کے ساتھ آرہے ہیں، بیوی نے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا (کہ کھانا کتنا ہے؟) میں نے کہا کہ ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر چلو اور بھیڑ مت کرنا، پھر روٹی توڑی جاتی اوراس پر گوشت ڈالا جاتا، جب ہانڈی اور تنور میں سے لیا جاتا تو ان کو ڈھک دیا جاتا، اور پھر اصحاب کے قریب کیا جاتا اور دوبارہ نکالا جاتا، اسی طرح روٹی توڑتے رہے اور سالن نکالتے رہے یہاں تک کہ تمام سیراب ہوگئے اوراس میں سے باقی بھی بچ گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سے کہا کہ اسے خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی کرو کہ لوگوں کو بھوک پہنچی ہے۔

(صحیح بخاری، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب ج5، ص108، دارطوق النجاۃ)

(16) وجوھاتِ محبت

شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت اس کے تمام اعزّہ واقارب سے بڑھ کر لازم کی ہے، بلکہ ہر چیز حتی کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر لازم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوٰنُكُمْ وَ اَزْوٰجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوٰلُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ10، سورۃ التوبہ، آیت24)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کے نزدیک محبوب نہ ہوجاؤں۔

(صحیح بخاری، باب حب الرسول من الایمان، ج1، ص12، دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص67، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی

اللہ علیہ وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَارَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم :لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم :الآنَ يَا عُمَرُ)) ترجمہ: ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، (اس سے کام نہیں چلے گا) اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے نزدیک محبوب نہیں ہو جاتا (اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوگا)، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اب اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اب (تمہارا ایمان مکمل ہوا)۔

(صحیح بخاری، باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،ج 8، ص129، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وقِراءَةِ القُرآنِ)) ترجمہ: اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ: (1) اپنے نبی کی محبت (2) نبی پاک کے اہل بیت کی محبت (3) اور قرآن کی قراءت۔

(الجامع الصغیر مع التیسیر، حرف الھمزۃ، ج1، ص53، مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) ترجمہ: جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت وحلاوت پائے گا: (1) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (2) وہ کسی آدمی سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے (3) وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھے جیسا کہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

(صحیح بخاری، باب حلاوۃ الایمان، ج 1، ص12، دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، باب بیان خصالِ من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان ،ج1، ص66 ، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں اور ہر چیز سے بڑھ کر حضور سے محبت کریں، یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ کرم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسبابِ محبت کو مجتمع فرما دیا۔

اسبابِ محبت

عمومی طور پر محبت کے اسباب اور اس کی وجوہات درج ذیل ہوتی ہیں:

حسن و جمال، علم وحکمت، سخاوت، نرمی وشفقت، زہد وتقوی، مال ودولت، اچھے اخلاق، استاد ومرشد ہونا، مصیبت سے نجات دلانا، احسانات ہونا۔

(1) حسن وجمال

انسان حسن و جمال سے محبت کرتا ہے اور خالق کائنات نے اپنے محبوب کو کائنات میں سب سے بڑھ کر حسن و جمال عطا فرمایا ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم :أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تمام لوگوں سے زیادہ

حسین تھا۔

(صحیح بخاری،باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج4،ص188،دارطوق النجاۃ)

حضرت جابر بن سمُرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:
((رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی لَیْلَةٍ إِضْحِیَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِلَی القَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا ہُوَ عِنْدِی أَحْسَنُ مِنَ القَمَرِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا،آپ نے سرخ حلہ زیب تن کیا ہوا تھا،میں آپ کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا (کبھی آپ کو دیکھتا کبھی چاند کو) پس آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال،ج4،ص415،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:
((کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْہُہُ، حَتَّی کَأَنَّہُ قِطْعَةُ قَمَرٍ)) ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اس طرح روشن ہو جاتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(صحیح بخاری،باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج4،ص189،دارطوق النجاۃ)

(2) اختیارات

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں،اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تشریعی اختیارات بھی عطا فرمائے یعنی جس پر جو چیز چاہیں فرض فرمادیں اور جس کو چاہیں اس کا عام حکم سے استثنیٰ فرمادیں،اور تکوینی اختیارات بھی عطا فرمائے یعنی کائنات میں تصرف کرنے کے اختیارات بھی عطا فرمائے ہیں۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں،تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تحتِ تصرّف کر دیا گیا،جو چاہیں کریں،جسے جو چاہیں دیں،جس سے جو چاہیں واپس لیں،تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں،تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں،تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت سے محروم رہے،تمام زمین اُن کی مِلک ہے،تمام جنت اُن کی جاگیر ہے،ملکوت السموات والارض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ فرمان ہیں،جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں،رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں،دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

احکامِ تشریعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں کر دیے گئے،کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

(بہار شریعت،حصہ1،ص80تا85،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

صحاح ستہ اور اس کے علاوہ بہت سی کتب احادیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ((ہَلَکْتُ)) ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ہلاک ہوگیا۔فرمایا:((وَمَا شَأْنُكَ؟)) ترجمہ: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ عرض کی:((وَقَعْتُ عَلَی امْرَأَتِی فِی رَمَضَانَ)) ترجمہ: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کر لی۔فرمایا:((ہَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً)) ترجمہ: غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کی:((لَا)) ترجمہ: نہیں، فرمایا:((فَہَلْ تَسْتَطِیعُ أَنْ تَصُومَ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ)) ترجمہ: لگاتار دو مہینے کے

روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: ((لَا)) ترجمہ: نہیں، فرمایا: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) ترجمہ: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: ((لَا أَجِدُ)) ترجمہ: میں نہیں پاتا، ((فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ)) اتنے میں کھجوروں کا ٹوکرہ خدمت اقدس میں لایا گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) ترجمہ: انہیں لو اور خیرات کردو، عرض کی: ((أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا)) ترجمہ: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

((فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ: اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) ترجمہ: رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان الخ، ج 1، ص259، قدیمی کتب خانہ، کراچی صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ، ج1، ص314، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سنن ابی داود میں امام شہاب زہری تابعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ "وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ" ترجمہ: یہ خاص اسی شخص کیلئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ دیے بغیر چارہ نہیں۔ (سنن ابی داود، کتاب الصیام، ج1، ص325، آفتاب عالم پریس، لاہور)

مسند امام احمد میں بسندِ ثقات رجال صحیح مسلم ہے ((ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَوٰتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ)) ترجمہ: ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر

اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص25، المکتب الاسلامی، بیروت)

(3) علم وحکمت

انسان علم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو تمام مخلوقات سے بڑھ کر علم عطا فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو علم دیا اس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں جو علم دیا گیا وہ تھوڑا ہے۔ (پ15، سورۃ الاسراء، آیت85)

اور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو جو علم عطا فرمایا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْمًا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔ (سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے "آں علم ما کان وما یکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمود، چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در خلق من ریختند فعلمت ما کان وما یکون" ترجمہ: یہ ما کان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہمیں علم ما کان (جو ہو چکا) اور علمِ ما

یکون (جو ہوگا) حاصل ہوگیا۔

(تفسیر قادری اردوترجمه تفسیر حسینی،سورۃ النساء ،آیت113،ج1،ص192)

(4)جودوسخا

انسان سخاوت سے محبت کرتا ہے،حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام کائنات میں سب سے زیادہ سخی ہیں،حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ)) ترجمہ:حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور سب سے بڑھ کر سخی تھے۔

(صحیح بخاری،باب حسن الخلق والسخاء،ج8،ص13،دارطوق النجاۃ)

اس قدر سخاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ترجمہ:اورنہ آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح کھول دیں۔

(سورۃ الاسراء،آیت29)

اس آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے صدرالافاضل مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اوراس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پرترجیح دے دی اورکہا کہ حضرت موسیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کودے دینے سے دریغ نہ فرماتے ، یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گزری اورانہوں نے کہا کہ انبیا علیہم السلام سب صاحبِ فضل وکمال ہیں،حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جود ونوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جودوکرم کی آزمائش کرا

دی جائے چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بچّی کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے قمیص مانگ لائے،اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیبِ تن تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اوراپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے، یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا،اذان ہوئی ،صحابہ نے انتظار کیا،حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی ، حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسمِ مبارک پر قمیص نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان،تحت الآیۃ المذکورہ)

(5)نرمی وشفقت

انسان اس سے محبت کرتا ہے جو نرم دل اورمہربان ہو،رحم اورشفقت کرنے والا ہو،حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سب سے بڑھ کر مہربان اورنرم دل ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ترجمہ:اللہ کی کیسی رحمت ہوئی کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے اورآپ تندخو اورسخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد وپیش سے بھاگ جاتے۔

(سورۃ آل عمران،آیت159)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(سورۃ التوبہ،آیت128)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں،اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا

ہے﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت 107)

حضرت زید پر شفقت

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جارہے تھے بنوقیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لاکر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ "میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اس کا کام تمام کردیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی واپس آئے گا یا نہیں، ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی، میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا

جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کردینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کرجاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، انکی یادِ فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جاکر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتہ بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتہ کروایا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کردو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے) میں ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، زید بن حارثة، ج495,496، دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں بھی سارے گھر کو، عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی کا پتا دیتا ہے۔

(6) عبادت و ریاضت

انسان اس سے محبت کرتا ہے جو عبادت گزار ہو، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر نماز میں قیام فرماتے کہ پاؤں میں ورم ہو جاتا، آپ نے اس قدر عبادت کی

کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔

(سورۃ المزمل، آیت1,2)

(7) خزانے

عمومی طور پر انسان مال و منال اور خزانوں سے محبت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((اِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ)) ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوں۔

(صحیح مسلم، ج2، ص718، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ((اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ یُعْطِی)) ترجمہ: میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔

(صحیح بخاری، ج4، ص84، دارطوق النجاة)

انہیں خدا نے کیا اپنے ملک کا مالک   انہیں کے قبضے میں رب کے خزانے آئے ہیں
جو چاہیں گے جسے چاہیں گے یہ اسے دیں گے   کریم ہیں یہ خزانے لٹانے آئے ہیں

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِی یَدِی)) ترجمہ: میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم بعثت بجوامع الکلم، ج 4، ص54، دارطوق النجاة ☆ صحیح مسلم، کتاب المساجد وموضع الصلوة، ج1، ص372، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام احمد و ابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ حضور

ما لک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ)) ترجمہ: مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے)اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

(مسند احمد بن حنبل، عن علی رضی اللہ عنہ، ج2، ص156، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المناقب، ج6، ص304، مکتب الرشد، ریاض)

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِي مَلَكٌ وَإِنَّ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ إِلَى جِبْرِيلَ علیہ السلام فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى جِبْرِيلَ كَالْمُسْتَشِيرِ لَهُ فَأَشَارَ جِبْرِيلُ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعْ. فَقُلْتُ: نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَأْكُلُ متكأ يَقُولُ: آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ العبد)) ترجمہ: اے عائشہ(رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں، (پھر فرمایا:) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی، اس نے عرض کیا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ عبد نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے تواضع اختیار کرنے کے بارے میں عرض کی۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے کے سے انداز سے دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں تو میں نے اس فرشتے سے کہا کہ میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد آپ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایسے کھاؤں گا جیسے عبد کھاتے ہیں اور ایسے بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتے ہیں۔

(شرح السنۃ، للبغوی، باب تواضعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج13، ص248، المکتب الاسلامی، بیروت☆مشکوۃ المصابیح، ج3، ص1622,1623، المکتب الاسلامی، بیروت)

(8) اچھے اخلاق

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے اچھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ ترجمہ: بلاشبہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

(سورۃ القلم، آیت4)

(9) استاد و مرشد ہونا

انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اس سے علم حاصل کرتا ہے اور اپنے مرشد سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے باطن کا تزکیہ کرتا ہے، باطن کی صفائی کرتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وحکمت سکھانے والے اور باطن کا تزکیہ فرمانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا

مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

(سورۂ اٰل عمران، آیت164)

(10) مصیبت سے نجات

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کی وجہ اس کو کسی مصیبت اور عذاب سے نجات ملے گی۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اجتماعی آسمانی عذاب سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (سورۃ الانفال، آیت33)

سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدقہ قیامت کی دشواریوں سے نجات ملے گی، انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اِس بلا سے چھٹکارا کفّار کو بھی حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی بدولت ملے گا، جس پر اوّلین وآخرین، موافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین سب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے۔

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری
میرے حضور کے لب پر انا لھا ہوگا

(17) سب کچھ ملا

تمام انبیا علیہم السلام کو جو مراتب علیحدہ علیحدہ عطا کیے گئے وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے بلکہ اس سے بڑھ کر عطا کیے گئے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544) فرماتے ہیں "وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ فَضِيلَةً، أَوْ كَرَامَةً إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَهَا" ترجمہ: تمام انبیا میں سے جس کو بھی جو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تمام کی تمام فضیلتیں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بھی عطا کی گئیں ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل السابع، ج1، ص115، دارالفیحاء، عمان)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں "قَالَ الْعلمَاء مَا أُوتِيَ نَبِي بمعجزة وَلَا فَضِيلَة إِلَّا ولنبينا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نظيرها أَو أعظم مِنهَا" ترجمہ: علما فرماتے ہیں جس نبی کو جو بھی معجزہ اور فضیلت ملی ہے ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اسی کی مثل یا اس سے بڑھ کر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص304، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

کچھ مثالیں

(1) حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود پاک نہ صرف ملائکہ بلکہ مؤمنین اور خود اللہ رب العزت بھیجتا ہے اور وہ سجدہ ایک مرتبہ ہوا جبکہ درود پاک بھیجنے میں استمرار ہے۔ خصائص کبری میں ہے "وَأما السُّجُود فَقَالَ بعض الْعلمَاء فِي قَوْله تَعَالَى ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِی﴾ هَذَا التشريف الَّذِي شرف بِهِ النَّبِي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أتم وأعم فِي الْإِكْرَام من تشريف آدم عَلَیْہِ السَّلَام حَيْثُ أَمر الْمَلَائِكَة بِالسُّجُود لَهُ من

وَ جُهَيُن أَحـدهـمَـا أَن ذَاكَ وَقـع وَانْـقطع و تشريفه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بـالصَّلَاةِ مُسْتَمِـر أبـدا وَالثَّانِي أَن ذَاكَ حصل من الْمَلَائِكَة لَا غير و تشريفه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالصَّلَاةِ حصل من الله وَالْمَلَائِكَة وَالْمُؤْمِنِين ''ترجمہ: بہرحال حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کوفرشتوں کا سجدہ کرنا، پس بعض علما اللہ تعالی کے اس فرمان (بے شک اللہ اوراس کے ملائکہ غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں) کے بارے فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ شرف عزت واکرام میں دووجہ سے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کوفرشتوں کے سجدہ کرنے کے شرف سے اتم واعم ہے: (الف) ایک تو یہ کہ آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو جوفضیلت ملی تھی اس کا وقوع ہوا اوروہ ختم ہوگئی جبکہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود پاک پڑھنے والی فضیلت ابدی ہے۔ (ب) دوسری یہ کہ حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو فضیلت ملائکہ کی طرف سے سجدہ کرنے سے حاصل ہوئی جبکہ ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالی، ملائکہ اورتمام مؤمنین کے درود بھیجنے سے حاصل ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بلکہ وہ سجدہ بھی حقیقت میں نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کی وجہ سے تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں ''اِنَّ الْـمَلَائِـكَةَ أُمِـرُوا بِـالسُّـجُـودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ'' ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جلوہ فرما تھا۔

(تفسیر کبیر، سورۂ بقرہ، تحت آیت253، ج6، ص525، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں ''هـذا فـي الـحقيقة تعظيم لـلـنـور الـمـنـطبع فی مرآة آدم عليه السلام وهـو الـنـور الـمـحمدی والحقيقة

الاحمدية'' ترجمہ: آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم عَلَيْهِ السَّلَام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا نور اور حقیقتِ احمد یہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج4، ص462، دارالفکر، بیروت)

(2) حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَيْهِ السَّلَام پر آگ گلزار ہوئی تو جس رومال سے حضور عَلَيْهِ السَّلَام نے رخِ انور صاف فرمایا وہ تنور میں نہ جلا۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الخصائص الکبری میں لکھتے ہیں ''عن عباد بن عبد الصمد قال أتينا أنس بن مالك فقال يا جارية هلمي المائدة نتغدى فأتت بها ثم قال هلمي المنديل فأتت بمنديل وسخ فقال اسجري التنور فأوقدته فأمر بالمنديل فطرح فيه فخرج أبيض كأنه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا منديل كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يمسح به وجهه فإذا اتسخ صنعنا به هكذا لأن النار لا تأكل شيئا مر على وجوه الأنبياء عليهم الصلاة والسلام'' یعنی حضرتِ سیّدُنا عُبادّ بن عبدُ الصَّمد رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، ہم ایک روز حضرتِ سیّدُنا اَنس بن مالِک رضی اللہ تعالی عنہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا دسترخوان لاؤ تاکہ ہم ناشتہ کرلیں، فرمایا، رومال بھی لاؤ۔ وہ ایک رومال لے آئی جسے دھونے کی ضَرورت تھی۔ حکم دیا، تنور میں آگ لگاؤ، اس نے آگ سلگا دی پھر اِس کو تنُّور میں ڈالنے کا حکم دیا، اُس نے بھڑکتے تنُّور میں ڈال دیا! تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے آگ سے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہوکر عرض کی، اِس میں کیا راز ہے؟ حضرتِ سیّدُنا اَنس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، یہ وہ رومال ہے جس سے حُضُور سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غَیُور، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنا رُخِ پُرنور صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب دھونے کی ضَرورت پڑتی ہے ہم اِس کو اِسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں! کیونکہ جو چیز اَنبیائے کِرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے مبارَک

چہروں پرگزریں آگ اُن چیزوں کونہیں جلاتی۔

(الخصائص الکبری،باب ذکرالمعجزات،فائدة: فی عدم احتراق المندیل الذی کان یمسح به رسول الله --جلد2،صفحه 134،دارالکتب العلمیة،بیروت)

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کوزندہ فرمایاتو حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوبیٹوں کوزندہ فرمایا۔علامہ عمربن احمدالخرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے،جس کے آخرمیں یہ ہے((فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لهما بالحیاة فاحیاهما الله تعالیٰ فقاما واکلا معه صلی اللہ علیہ وسلم))
ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوبیٹوں کے زندہ ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا،وہ دونوں اٹھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کرکھانا کھایا۔

(شرح السنة،للبغوی،باب توضعه صلی الله علیه وسلم،ج13،ص248،المکتب الاسلامی، بیروت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کوزندہ فرمایا دیا۔جس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ دعوت کے لیےتشریف لے گئے،حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت کے لیے بکری ذبح کی تھی،آگے حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:
((وَکَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ:كُلُوا وَلَا تَكْسِرُوا عَظْمًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَمَعَ الْعِظَامَ فِي وَسَطِ الْجَفْنَةِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا أَنِّي أَرَى شَفَتَيْهِ تَتَحَرَّكَانِ فَإِذَا الشَّاةُ قَدْ قَامَتْ تَنْفُضُ أُذُنَيْهَا فَقَالَ لِي:خُذْ شَاتَكَ يَا جَابِرُ، بَارَكَ اللَّهُ لك فِيهَا فَأَخَذْتُهَا وَمَضَيْتُ ,وَإِنَّهَا لَتُنَازِعُنِي أُذُنَهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا الْبَيْتَ، فَقَالَتْ لِيَ الْمَرْأَةُ :مَا

هَذِهِ يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ:وَاللَّهِ شَاتُنَا الَّتِي ذَبَحْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، دَعَا اللَّهَ فَأَحْيَاهَا، قَالَتْ:أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ کھاؤاور ہڈی نہ توڑو پھرآپ نے برتن کے درمیان میں ہڈیاں جمع فرمائیں،ان پر ہاتھ رکھا اور کچھ پڑھا جسے میں سن نہ سکا،ہاں! میں نے آپ کے ہونٹوں کوحرکت کرتے دیکھا اسی اثنا میں بکری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئی،حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اے جابراپنی بکری پکڑلواللہ عزوجل تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے لہذا میں نے اسے لیااوراس حال میں چل دیا کہ اس کے کان مجھ سے ٹکرارہے تھے حتی کہ میں گھر آگیا،مجھے میری بیوی نے کہا کہ اے جابر یہ کیا ہے؟میں نے کہا بخدا یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کیا تھا،آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی،تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرمادیا،حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے کہا:میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں،میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں،میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

(دلائل النبوة لابی نعیم،القول فیمااوتی عیسیٰ علیه السلام،ج1،ص616،دارالنفائس،بیروت ☆ الخصائص الکبری،ذکر معجزاته فی ضروب الحیوانات،ج2،ص112،دارالکتب العلمیه،بیروت)

بلکہ بے جان کنکریوں میں جان پیدافرمادی۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: ((وَفَدَ مُلُوكُ حَضْرَمَوْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيهِمُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَصْغَرُهُمْ ، قَالُوا:يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّا قَدْ خَبَأْنَا لَكَ خَبْأً فَمَا هُوَ؟، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم :سُبْحَانَ اللَّهِ،إِنَّمَا يفعل ذَلِك بالكاهن وَإِن الكاهن وَالْكِهَانَة فِي النَّارِ، قَالُوا:كَيْفَ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ؟ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفًّا مِنْ حَصًى فَقَالَ:هَذَا يَشْهَدُ أَنِّي

رَسُولُ اللَّهِ فَسَبَّحَ الْحَصَى فِي يَدِهِ فَقَالُوا:نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ: حضر موت کے کچھ سردار وفد کی شکل میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ان میں اشعث بن قیس بھی تھے اور وہ ان میں سے سب سے چھوٹے تھے، ان لوگوں نے عرض کیا: اے ابوالقاسم (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم)! ہم نے آپ کے لیے کوئی چیز چھپائی ہوئی ہے، آپ بتائیں کہ وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ، ایسا تو کاہنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، کاہن اور کہانت جہنم میں ہے، انہوں نے عرض کیا: ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہتھیلی میں کنکریاں پکڑیں اور فرمایا: یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو کنکریاں آپ کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھنے لگیں، حضر موت کے سردار یہ دیکھ کر بولے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الخامس عشر، ج 1، ص 237، دارالنفائس، بیروت ☆ الخصائص الکبری، ذکر معجزاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی انواع الجمادات، ج 2، ص 125، دارالکتب العلمیه، بیروت)

(4) یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے سورج کو روکا جب وہ قومِ جبارین سے جنگ کر رہے تھے اور حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لیے بھی سورج کو ٹھہرایا گیا۔ طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((ان النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم امر الشمس فتاخّرت ساعة من نهار)) ترجمہ: سید عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط، ج 5، ص 33، مکتبة المعارف، ریاض ☆ مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوة، باب حبس الشمس صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج 8، ص 296، دارالکتاب، بیروت)

بلکہ ایک مرتبہ سورج کو واپس پلٹایا گیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوئی تھی۔ خصائص کبری میں ہے "أُوتِيَ حبس الشَّمْس حِين قَاتل الجبارين وَقد حبست لنبينا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَمَا تقدم فِي الْإِسْرَاء وأعجب من ذَلِك رد الشَّمْس حِين فَاتَ عصر عَلّي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" ترجمہ: قوم جبارین سے لڑائی کے وقت سورج روکا گیا تھا، اور بے شک ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لئے بھی سورج روکا گیا تھا جیسا کہ معراج کے باب میں گزرا، اور اس سے بڑھ کر یہ عجیب ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تو اس وقت سورج کو واپس پلٹایا گیا تھا۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبیاء فی فضائلهم بفضائل نبیناصلی الله علیه وسلم، ج 2، ص 310، دارالکتب العلمیه، بیروت)

(5) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے پانی جاری کیا تو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عطش الناس يوم الحديبية والنبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ركوة فتوضأفجهش الناس نحوه قال مالكم ؟قالوا ليس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا مابين يديك فوضع يده فى الركوة فجعل الماء يثور بين اصابعه كامثال العيون فشربنا و توضأنا قلت كم كنتم ؟قال لو كنا مأة الف لكفانا كنا خمس عشرة مأة)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔(بخاری،ج4،ص193،دارطوق النجاۃ)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندّیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(6) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت ادریس علیہ السلام بلندیوں کی طرف اٹھائے گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کی بادشاہت دکھائی گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی معراج عطا فرمائی جو ان سب سے بڑھ کر تھی، نہ صرف کلام بلکہ کلام کے ساتھ اپنے جلوے بھی دکھائے، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بلندی پر تشریف لے کر گئے کہ سارے آسمان اور ساری بلندیاں پیچھے رہ گئیں۔

(7) موسیٰ علیہ السلام وعدہ کے مطابق بروقت کوہِ طور پر پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان سے بلاواسطہ کلام فرمایا، جب کلام سنا تو دیدار کا شوق پیدا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، ارشادِ خداوندی ہوا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش گئے، اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ

اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (پ9،سورۃ الاعراف،آیت143)

موازنہ:

(۱) موسیٰ علیہ السلام خود حاضر ہوئے، ارشاد ہوتا ہے﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى﴾ اور جب موسیٰ حاضر ہوا۔ (پ8،سورۃ الاعراف،آیت143)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد ہوتا ہے﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔
(پ15،سورۃ الاسراء،آیت1)

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

(۲) موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام بھی فرمایا اور دیدار بھی کروایا۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ﴾ اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا:﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ تو مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکے گا۔ (پ8،سورۃ الاعراف،آیت143)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں((فَارَقَنِی جِبْرِیلُ ..فانقطعت الْاَصْوَاتُ عَنِّی فَسَمِعْتُ کَلَامَ رَبِّی وَهُوَ یَقُولُ: یَا مُحَمَّدُ.اُدْنُ اُدْنُ)) ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے ،آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہوجا،قریب ہوجا۔

(الشفاء بتعریف حقوق مصطفی،الفصل السادس مناجاته لله تعالیٰ،ج1،ص390، دارالفیحاء، عمان)

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

(۴) تجلی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ پاش پاش ہوگیا،موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے،وہ تجلی ستر ہزار پردوں سے ظاہر ہوئی۔تفسیر مظہری میں ہے''وحکی عن سهل بن سعد الساعدی ان الله اظهر من سبعين الف حجاب من نور قدر الدرهم فجعل الدرهم للجبل دكا ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾''ترجمہ:سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور کے ستر ہزار حجابات میں سے درہم کی مقدار نور کو ظاہر فرمایا جس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کردیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾ترجمۂ کنزالایمان: اسے پاش پاش کردیا۔

(تفسیر مظہری،سورۃ الاعراف،آیت143،ج3،ص403،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اورمحبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((رأیت ربی عزوجل)) ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما ،ج 1،ص285،المکتب الاسلامی، بیروت)

اورکس شان سے دیکھا،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿مازاغ البصر وما

طغیٰ﴾ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27،سورۃ النجم،آیت17)

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:((لَمَّا کَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى کَانَ یُبْصِرُ دَبِیبَ النَّمْلِ عَلَی الصَّفَا فِی اللَّیْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِیرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا (چکنے پتھر) پر چلتے دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی،من اسمه احمد،ج1،ص65،المکتب الاسلامی،بیروت☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم،الفصل الرابع وفور عقله وفصاحة لسانه،ج1، ص165،دارالفیحاء ،عمان☆تفسیر ابن کثیر،سورۃ الاعراف ،آیت 143،ج3،ص425، دارالکتب العلمیه،بیروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہوتو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿مازاغ البصر وما طغیٰ﴾ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27،سورۃ النجم،آیت17)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلى فحصولها للنبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بعد الاسراء"

ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء،ج1،ص381،دارالکتاب العربی،بیروت)

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:((فرأيته عزوجل وضع كفه بين كتفى فوجدت برد انامله بين ثدى فتجلى لى كل شىء وعرفت)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی ، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(8) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نبوت کے بارے میں حدیث پاک میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:((قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے پوچھا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی،باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ج6،ص9،دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(9) حضرت عیسیٰ پر دستر خوان نازل ہوا جس میں سات روٹیاں اور سات

مچھلیاں تھیں مگر اتنی تھوڑی سی روٹیوں اور مچھلیوں کو کئی سو آدمی کھا کر آسودہ ہو گئے ،(اس دستر خوان کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے)اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑا معجزہ تھا مگر حضور جان عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بارہا مرتبہ تھوڑے سے کھانے سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھوکوں کو شکم سیر فرمادیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَقُلْ بَعَثَتْ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ الله قَالَ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ مَنْ لَقِيتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ قِيلَ لأنس عدد كم كَانُوا؟ قَالَ زهاء ثَلَاث مائَة .فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُم :اذْكروا اسْم الله وليأكلْ كُلُّ رَجُل مِمَّا يَلِيهِ قَالَ:فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا .فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ قَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ .فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِين رفعت .مُتَّفق عَلَيْهِ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور، گھی اور پنیر کا قصد کیا اور حلوہ تیار فرمایا پھر اسے ایک برتن میں ڈال کر فرمایا کہ اے انس اسے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے جا اور کہنا کہ یہ میری والدہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے، وہ آپ کو سلام

عرض کرتی ہیں اور یہ عرض کرتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ کی بارگاہ میں ایک حقیر سا ہدیہ ہے، فرماتے ہیں کہ میں گیا اور وہی عرض کی تو فرمایا کہ اسے رکھ دو پھر بعض حضرات کے نام لے کر فرمایا کہ فلاں فلاں کو میری طرف سے بلا لاؤ اور جو تجھے ملے اسے بھی دعوت دے دو تو جن کا نام لیا تھا جن سے میں ملا تھا ان سب کو میں نے دعوت دے دی پھر میں واپس لوٹا تو گھر بھرا ہوا تھا، حضرت انس سے استفسار ہوا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا تین سو کی جماعت تھی، پھر میں نے سرکار علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا پھر دس دس کو بلانا شروع کیا وہ اس میں سے کھاتے تھے اور آپ انہیں فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے، راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے ایک گروہ نکلتا تھا اور ایک داخل ہو جاتا تھا یہاں تک کہ سب نے کھا لیا تو مجھے فرمایا کہ اے انس اٹھالو میں نے اٹھالیا، میں نہیں جانتا کہ حلوہ اس وقت زیادہ تھا جب میں نے برتن رکھا یا اس وقت کہ جب میں نے اٹھایا۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج3، ص1661، المکتب الاسلامی، بیروت☆ صحیح بخاری، باب الهدیة للعروس، ج7، ص22، دارطوق النجاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑائی میں تھے کہ لشکریوں کو کھانے کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا میرے تھیلے میں کچھ کھجوریں ہیں تو فرمایا لے آؤ تو میں تھیلے کو لے کر حاضر ہوا، فرمایا: دسترخوان لے آؤ، تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے آپ کے

دست مبارک میں آ گئے، پھر آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: (ادْعُ فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ ادْعُ فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُواوشبعو وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ أدع فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا ثمَّ قَالَ ادْعُ فلَانا وَأَصْحَابه فَأَكَلُوا وشبعوا وَخَرجُوا وَفضل تمر فَقَالَ لي اقعد فَقَعَدت فَأكل وأكلت وَفضل تمر فَأَخذه وَأدْخلهُ فِي المزود وَقَالَ لي إِذا رَأَيْت شَيْئا فَادْخُلْ يدك فَخذ وَلَا تكفأ فَمَا كنت أُرِيد تَمرا إِلَّا أدخلت يَدي فَأخذت مِنْهُ خمسين وسْقا فِي سَبِيل الله وَكَانَ مُعَلّقا خلف رحلي فَوَقع فِي زمن عُثْمَان فَذهب)) ترجمہ: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ، تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ لوگ بھی پیٹ بھر کھا کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ سب بھی شکم سیر ہو کر کھا کے چلے گئے، اور کھجوریں بچ گئیں، پھر مجھے فرمایا بیٹھو میں بیٹھ گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے کھائیں اور جو کھجوریں باقی رہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیلے میں ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکال لیتے رہنا مگر اسے اوندھا نہ کرنا، میں ہاتھ ڈالتا جتنی کھجوریں چاہتا نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہِ خدا میں دیں، وہ تھیلی میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوتی تھی، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاتی رہی (گم ہو گئی)۔

(الخصائص الکبریٰ، ذکر بقية المعجزات الخ، ج2، ص85، دارالکتب العلمیه، بیروت☆ دلائل النبوۃ، للبیہقی، باب ماجاء فی مزورابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج6، ص110، دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا اور میں بھوک سے

اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ایک دن میں عام راستہ پر بیٹھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس راستے سے گزر ہوا میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کے متعلق پوچھا اور میں نے ان سے صرف اس لئے پوچھا تا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں (اور کچھ کھلائیں) مگر وہ چلے گئے ،تھوڑی دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا اوران سے بھی میں نے اسی لئے پوچھا تھا کہ وہ مجھے اپنے ہمراہ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور مجھے اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔پھر ابوالقاسم حضور رحمتِ عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے مجھے دیکھا اور میرے دل کی کیفیت جان کر مسکرائے ،اس کے بعد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ !فرمایا میرے ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے تو پیچھے پیچھے میں بھی چلنے لگا ،جب آپ کاشانۂ نبوت میں داخل ہوئے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی ،آپ نے مجھے اجازت دے دی اور میں بھی اندر داخل ہوگیا، میں نے وہاں دودھ کا ایک پیالہ دیکھا ،حضور سید عالم ﷺ نے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے ؟جواب دیا گیا کہ فلاں نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے ۔حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ !فرمایا جاؤ اصحابِ صفہ کو میرے پاس بلالاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کے پاس گھر تھا اور نہ مال و دولت ،جب حضور ﷺ کے پاس کچھ صدقہ آتا تو آپ اسے ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے ،اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرمالیتے اور اصحابِ صفہ کو بھی اس میں شریک کرلیا کرتے ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر گراں گزری

اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اصحاب صفہ کے لئے صرف ایک پیالہ دودھ کیا کام دے گا ؟اور میں چاہتا تھا کہ پورا دودھ مجھے ہی مل جائے تا کہ اسے پینے کے بعد میرے اندر کچھ طاقت پیدا ہو جائے اور چونکہ میں حضور ﷺ کا قاصد ہوں لہٰذا جب وہ لوگ آئیں گے تو حضور مجھے حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں تو پھر شاید ہی مجھے اس دودھ کا کچھ حصہ مل سکے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کے سوا میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا تو مجھے اصحاب صفہ کے پاس آنا پڑا اور جب وہ لوگ آ گئے اور سب اپنی اپنی جگہ پر گھر میں بیٹھ گئے تو حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! فرمایا((خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ:فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ:أَبَا هِرٍّ! قُلْتُ:لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ:صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ:اشْرَبْ فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ :اشْرَبْ حَتَّى قُلْتُ :لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ:فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ)) ترجمہ: پیالہ اٹھاؤ اور ان لوگوں کو دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا اس نے پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گیا پھر اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا اس نے پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گیا پھر اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے اور پلاتے ہوئے وہ پیالہ رسول اکرم ﷺ تک پہنچا اور سب اصحاب صفہ سیر ہو چکے

تھے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پیالہ اپنے مقدس ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا، فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو تو میں نے پیا فرمایا اور پیو تو میں نے پھر پیا آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو تو میں اور پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب دودھ گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی اور وہ پیالہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیش کر دیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

(بخاری، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج8، ص96، دارطوق النجاۃ)

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(10) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غیبوں پر خبردار کیا، آپ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (سورۂ اٰل عمران، آیت49)

اور سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تمام مخلوق سے بڑھ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا﴾ ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ5، سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے "اَی مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ" ترجمہ: یعنی احکام اور غیب کی جو باتیں نہ جانتے تھے سب سکھا دیں۔

(تفسیر جلالین، ج1، ص122، دارالحدیث، القاہرہ)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے "آں علم ما کان وما یکون هست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمود، چنانچہ در حدیث معراج هست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما یکون" ترجمہ: یہ ما کان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت113، ج1، ص192)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (پ30، سورۃ التکویر، آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے "اَنَّهُ یَاْتِیْهِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یبخل به علیهم بَلْ یُعَلِّمُكُمْ وَیُخْبِرُكُمْ بِهٖ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس علم غیب آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، ج4، ص399، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر بغوی، ج6، ص1006، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: انسانیت کی جان محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (سورۂ رحمن، آیت3,4)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ''أنه محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، عـلّمه بيان كلّ شيء ما كان وما يكون، قاله ابن كيسان ''ترجمہ: اس آیت میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ ما کان وما یکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) ہر چیز کا بیان سکھا دیا ہے، یہ قول ابن کیسان کا ہے۔

(تفسیرزادالمسیر، تحت آیتِ مذکورہ، ج4، ص206، دارالکتاب العربی، بیروت)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) میں اس کے تحت لکھا ہے واللفظ للبغوی ''وَقَالَ ابن كيسان: (خَلَقَ الْإِنْسَانَ) يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ؛ لِأَنَّهُ كَانَ يُبِينُ عَنِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّين ''ترجمہ: ابن کیسان کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور بیان سے مراد علمِ ما کان وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) ہے، اس لیے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، تحت مذکورہ آیات، ج4، ص225، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر معالم التنزیل، تحت مذکورہ آیات، ج6، ص916، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض)

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾،

ج4، ص106، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ'' ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خرقِ عادت کے طور پر ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ .... ﴾، ج6، ص291، دارالمعرفۃ، بیروت)

صحیح مسلم میں ہے ((أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) ترجمہ: حضرت ابو زید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروبِ آفتاب

تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علمِ ما کان وما یکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 2217، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَّرَنَا مِنْهُ عِلْمًا)) ترجمہ: نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج5، ص153، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ المعجم الکبیر للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص155، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(11) یوسف علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جب زلیخا نے آپ پر بدنیتی کی تہمت لگائی اور عزیز مصر نے آپ سے جب اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں پاک دامن اور بے گناہ ہوں، اتنے میں زلیخا کے چچا کے چار ماہ کے بچے نے جو اسی مکان میں پالنے میں لیٹا ہوا تھا، آپ کی پاک دامنی کی گواہی دی۔

اس طرح کا معجزہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس شان سے عطا کیا گیا کہ ایک دن کا وہ بچہ جس نے اس سے پہلے آپ کی زیارت نہیں کی آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

چنانچہ سرور کائنات صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ ((جَاءَهُ رَجُلٌ بِغُلَامٍ يَوْمَ وُلِدَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ! مَنْ أَنَا؟ قَالَ: أَنْتَ رَسُولُ الله)) ترجمہ: ایک شخص ایک ایسے بچے کو لے کر آیا جو آج ہی پیدا ہوا تھا، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس بچے سے فرمایا: اے بچے! میں کون ہوں؟ اس نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی شہادۃ الرضیع، ج6، ص59، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(18) خاتم النبیین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

( ) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: محمّد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب، آیت40)

اسمائے مبارکہ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا نام لے کر بتایا تاکہ کسی کوشک نہ ہو کہ اس آیت میں کس کے اوصاف بیان کیے جارہے ہیں۔قرآن مجید میں چار مرتبہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اسم مبارک محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ موجود ہے اور ایک مرتبہ اسم مبارک احمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ موجود ہے، یہ دونوں نام حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذاتی ہیں باقی نام صفاتی ہیں۔امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضور کے علَمِ ذات دو ہیں: کتبِ سابقہ میں احمد ہے اور قرآنِ کریم میں محمد ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص92، مکتبۃالمدینہ، کراچی)

محمد کا معنی ہے تعریف کیا گیا، جس کی بار بار تعریف کی جائے، ساری مخلوق میں سب سے زیادہ جس کی تعریف کی گئی ہے وہ حضور جان عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: ''ومعنی محمد کثیر الحمد فان اھل السماء والأرض حمدوہ'' ترجمہ: محمد کا معنی ہے جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے، کیونکہ آسمان وزمین والے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حمد کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفتح، آیت 29، ج9، ص55، دارالفکر، بیروت)

اور احمد کا معنی ہے رب کی حمد کرنے والا، مخلوق میں سب سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔

اسمائے مبارکہ کی تعداد

عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ ''کَثْرَۃُ الْاَسْمَآءِ تَدُلُّ عَلٰی شَرَفِ الْمُسَمّٰی ''یعنی کسی چیز کے ناموں کا بہت زیادہ ہونا اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ وہ چیز عزت وشرف والی ہے۔حضورِ اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو چونکہ خلاق عالم جل جلالہ نے اس قدر اعزاز واکرام اور عزت وشرف سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ امام النبیّین، سید المرسلین، محبوب رب العالمین عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اسمائے مبارکہ اور القاب بہت زیادہ ہیں۔

عام کتابوں میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اسمائے مبارکہ 99 لکھے ہوتے ہیں، جبکہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''حضور (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے اسمائے صفات (یعنی صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔علامہ احمد خطیب قسطلانی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) نے پانچ سو جمع فرمائے۔

(ملخصاً، المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفۃ ------الخ، ج1، ص366)

سیرتِ شامی میں تین سو اور اضافہ کئے اور میں نے چھ سو اور ملائے۔کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسما ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص92، مکتبۃالمدینہ، کراچی)

حضرت زید اور مذکورہ آیت کا شان نزول

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ

ننھیال جارہے تھے بنوقیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لاکر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ "میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اسکا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی واپس آئے گا یا نہیں؟ ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آ گئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔

اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یادِ فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان (حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کرکے) میں ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، زید بن حارثة،ج495,496،دارالکتب العلمیه،بیروت)

حضرت زید کا نکاح

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے قبل طلوعِ آفتابِ اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی (لے پالک بیٹا) بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ

لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ ترجمہ: نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب اللہ و رسول حکم کریں کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

(پ22،سورۃ الاحزاب،آیت36)

اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا۔

(الجامع لاحکام القرآن(امام قرطبی)ج 14،ص165،دارالکتاب العربی، بیروت)☆(الدرالمنثور،ج 6 ،ص537.638،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہوگئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہوجائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہوجاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا۔

حضرت زید کا طلاق دینا

حضرت زید اور حضرت زینب کی شادی نبھ نہ سکی، نوبت طلاق تک پہنچ گئی، حضرت زید نے طلاق دے دی، عدت گزرنے کے بعد حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم

نے حضرت زینب سے نکاح فرمالیا، جب نکاح ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی، اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی: ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(تفسیر قرطبی، تحت الآیۃ المذکورہ، ج14، ص188، دارالکتب المصریہ، القاہرہ)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمتوں پر قربان اعتراض دشمن کرتا ہے، جواب خدا عَزَّوَجَلَّ دیتا ہے، معلوم ہوا کہ لے پاک بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں۔

فرمایا میرا محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کسی ''رجل'' کا باپ نہیں، لڑکا بالغ ہو جائے تو اسے رجل (مرد) کہتے ہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تمام بیٹے بچپن ہی میں انتقال فرما گئے، کوئی بالغ نہ ہوا۔

(تفسیر کبیر، تحت الآیۃ المذکورہ، ج25، ص171، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اولادِ مقدسہ

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار صاحبزادے ہیں (1) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ خاتون ہیں۔ (2) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (3) حضرت طیب رضی اللہ تعالٰی عنہ (4) حضرت طاہر رضی اللہ تعالٰی عنہ (بعض کتب میں لکھا ہے کہ کل تین صاحبزادے تھے، تیسرے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب وطاہر ہے) حضرت ابراہیم کے علاوہ باقی صاحبزادے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہیں۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چار صاحبزادیاں ہیں، اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں، ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، جو حضرت قاسم سے چھوٹی، اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا، جنہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ (2) حضرت رقیّہ رضی اللہ عنہا، یہ حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔ (3) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، یہ حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں، ان دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (4) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، یہ حضرت ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، ان کا نکاح حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ المذکورہ، ج6، ص428، دارطیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال نہ ہوتی، قاسم وطیّب وطاہر وابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے، انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

حضرت ابراہیم کے انتقال پر

عاص بن وائل شقی نے صاحبزادۂ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے انتقال پُر ملال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا۔

حق جل وعلا نے فرمایا: ﴿انا اعطینک الکوثر﴾ ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔ (پ30، سورۃ الکوثر)

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، اور تمھاری ثنا کا ڈنکا تو قیامِ قیامت تک اکنافِ عالم واطرافِ جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ پڑھا جائے گا۔

پھر اولاد بھی تمھیں نفیس وطیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمھارے بال بچے ہیں، اور تم سا مہربان ان کے لیے کوئی نہیں۔

بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمھاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمھارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمھیں یاد کرتے تو یوں کہتے: ((یا ابنی صورةً وابای معنیً)) ترجمہ: اے میرے ظاہری بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

(المدخل لابن الحاج ،فصل فی مولد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دار الکتب العربی بیروت ۳۴/۲)

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو۔ تو تم ان اشقیا کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ ﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ30، سورة الکوثر)

نسل پاک

یہاں یہ بات یاد رہے کہ سب کی نسل بیٹے سے چلتی ہے جبکہ حضور پُر نور صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نسل پاک بیٹی سے چلی ہے، حضرت امام حسن اور امام حسین بیٹے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں لیکن خاندان حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ہے۔ لہٰذا حضرت علی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی فاطمی اولاد اور آگے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلنے والی نسل پاک سب کی سب سادات ہیں۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ازواج سے جو اولاد ہے وہ سید نہیں ہے، علوی ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے: ((عن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يقول: كل بني أنثى فإن عصبتهم لأبيهم، ما خلا ولد فاطمة فإني أنا عصبتهم وأنا أبوهم)) ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر عورت کے بچوں کے عصبات، اُن بچوں کے باپ کی طرف سے ہوتے ہیں سوائے اولاد فاطمہ کے کہ میں اس کی اولاد کا عصبہ اور والد ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ،باب الحاء، جلد3، صفحہ44، مکتبة ابن تیمیة ،القاہرة)

ردالمحتار میں ہے ''فإن العلماء ذكروا أن من خصائصه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أنه ينسب إليه أولاد بناته، فالخصوصية للطبقة العليا، فأولاد فاطمة الأربعة الحسن والحسين وأم كلثوم وزينب ينسبون إليه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وأولاد الحسين ينسبون إليهما فينسبون إليه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وأولاد زينب وأم كلثوم ينسبون إلى أبيهم لا إلى أمهم، فلا ينسبون إلى فاطمة ولا إلى أبيها صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لأنهم أولاد بنت بنته لا أولاد بنته، فيجرى فيهم الأمر على قاعدة الشرع الشريف فى أن الولد يتبع أباه فى النسب لا أمه، وإنما خرج أولاد فاطمة وحدها للخصوصية التى ورد بها الحديث'' ترجمہ: بے شک علما نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بیٹیوں کی اولاد کے نسب کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف

منسوب ہونے کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص میں سے شمار کیا ہے۔اور خصوصیت صرف اوپر والے طبقے کو حاصل ہے۔لہٰذا اولاد فاطمہ جن میں حسنین کریمین، ام کلثوم اور زینب ہیں ان کے نسب کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کیا جائے گا۔یہی حال اولاد حسین کا بھی ہے یعنی ان کی اولاد بھی سید ہوگی ،جبکہ اولاد زینب وام کلثوم سید نہ ہوگی بلکہ ان کی اولاد کا نسب وہی ہوگا جوان کے باپ کا ہوگا۔کیونکہ یہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی کی اولاد نہیں بلکہ بیٹی کی بیٹی کی اولاد ہے۔لہٰذا شرع مطہر کے اصول کے مطابق یہی حکم ہوگا کہ بچہ اپنے نسب میں باپ کے تابع ہے نہ کہ ماں کے۔اور حضرت فاطمہ کی اولاد کو اس حکم سے مستثنیٰ حدیث پاک کی وجہ سے کیا گیا۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الوصایا،باب الوصیة للأقارب وغیرہم ،جلد6، صفحہ685،دار الفکر،بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے:

''اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اوران کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ کہ بناتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔'' (فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ361، رضافائونڈیشن، لاہور)

اولاد کے نابالغی میں انتقال کرنے کی حکمت

اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے نہ ہوتے تو کوئی اعتراض کرسکتا تھا،لہذا اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا فرمائے اور اگر بڑے ہوتے اور نبی نہ ہوتے تو ہوسکتا ہے کوئی

کہنے والا کہتا کہ کئی انبیا کے بیٹے نبی ہوئے ہیں اور امام الانبیا کے بیٹے نبی نہیں ہوئے اور اگر نبی ہوتے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو خاتم النبیین ہیں،آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔لہذا رب عزوجل نے بیٹے بھی عطا فرمائے اور تمام کے تمام بیٹے نابالغی ہی میں انتقال کر گئے۔

اگر ابراہیم زندہ ہوتے

حضرت اسماعیل کہتے ہیں:

((قُلْتُ لِابْنِ أَبِی أَوْفَی:رَأَیْتَ إِبْرَاهِیمَ ابْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ؟ قَالَ:مَاتَ صَغِیرًا، وَلَوْ قُضِیَ أَنْ یَکُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَکِنْ لاَ نَبِیَّ بَعْدَهُ)) ترجمہ: میں نے ابن ابی اوفیٰ سے دریافت کیا: کہ کیا آپ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بچپن میں ہی وصال کر گئے تھے،اگر محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندگی پاتے لیکن آپ کے بعد کوئی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری،باب من سمی باسماء الانبیاء،ج8،ص43،دارطوق النجاۃ، بیروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں((لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِیمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلَّی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا)) ترجمہ: جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور نے نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: بے شک جنت میں اُس کو دودھ پلانے والی ہے،اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 1،

ص484،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت)

ثابت ہوا کہ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صاحبزادے زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں، لہذا تمام بیٹے نابالغی ہی میں انتقال فرما گئے۔

آخری نبی

حضور، خاتم النبیّین ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوّت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ختم کر دیا، کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں یا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ1، ص63، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر روح البیان" میں فرماتے ہیں:

"ومن قال بعد نبينا نبي يكفر لانه أنكر النص و كذلك لو شك فيه لان الحجة تبين الحق من الباطل "ترجمہ: جس نے کہا ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے ایسا شخص کافر ہے کیونکہ اُس نے نص کا انکار کیا۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے ہونے کے حوالہ سے شک بھی کیا تو بھی کافر ہے کیونکہ دلائل سے حق اور باطل میں فرق ہوجاتا ہے۔ (روح البیان، تحت الآیۃ المذکورہ، ج7، ص188، دارالفکر، بیروت)

خاتم النبیین والی آیت کے تحت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی آخر الانبیا کہ نبوّت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نُزول کے بعد شریعتِ محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں

گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخرالانبیا ہونا قطعی ہے، نصِّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیثِ توحدِّ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوّت کا منکِر اور کافِر خارج از اسلام ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

میں اور قیامت

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)) ترجمہ: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔

(صحیح بخاری، باب قول النبی :بعثت انا والساعۃ الخ، ج8، ص105، دارطوق النجاۃ☆ صحیح مسلم، باب قرب الساعۃ، ج4، ص2268، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں، جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان تیسری انگلی نہیں، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں، اب میرے بعد آئے گی تو قیامت آئے گی۔

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: "لَيْسَ بَيْنَهُمَا إِصْبَعٌ أُخْرَى كَمَا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّاعَةِ "ترجمہ: جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے مابین کوئی نبی نہیں ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الجمعہ، ج6، ص155، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

خوبصورت عمارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ)) ترجمہ: بے شک میری اور دیگر انبیائے کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان تعمیر کیا اور اُسے ہر لحاظ سے سجایا اور سنوارا مگر کسی گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب سے کہتے: بھلا یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں سارے انبیا میں آخری ہو۔

(صحیح بخاری، باب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص186، دارطوق النجاۃ، بیروت ☆ صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین، ج 4، ص1791، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ)) ترجمہ: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

(جامع الترمذی، باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، ج4، ص533، مصطفی البابی، مصر)

سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((أَنَا العَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ)) ترجمہ: میں عاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 5، ص135، مطبعہ

مصطفی البابی، مصر)

نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ)) ترجمہ: نبوت ختم ہو گئی اور مبشرات (اچھے خواب) باقی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، باب الرؤیا الصالحۃ، ج2، ص1283، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)) ترجمہ: نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا سوائے مبشرات کے، عرض کی گئی! ''مبشرات'' کیا ہیں؟ فرمایا: اچھے خواب۔

(صحیح بخاری، باب المبشرات، ج9، ص31، دارطوق النجاۃ، بیروت)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ)) ترجمہ: میں نے آکر انبیاء (کی آمد) کو منقطع کر دیا۔

(صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین، ج 4، ص1791، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ)) ترجمہ: مجھے دیگر انبیا پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے (1) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے (2) اور (دشمنوں پر) رُعب طاری کر کے میری مدد کی گئی (3) میرے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا (4) میرے لئے روئے زمین کو پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا (5) مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا (6) میرے ذریعے نبیوں (کی آمد) پر مُہر لگا دی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ج1، س371، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تیس جھوٹے نبی

نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشادفرمایا:((اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِی اُمَّتِی کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی)) ترجمہ: میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے، ہرایک نبی ہونے کا دعوی کرے گا۔حالانکہ میں سب سے آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داؤد،باب ذکر الفتن ودلائلھا،ج 4،ص97،المکتبۃ العصریہ،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء لا تقوم الساعۃحتی یخرج،ج4، ص 499،مصطفی البابی،مصر)

مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَنْبَعِثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ)) ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال نہ نکلیں جن میں سے ہرایک کا یہ دعوی ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء لا تقوم الساعۃحتی یخرج،ج4، ص 498،مصطفی البابی،مصر)

تیس دجالوں میں سے ایک دجال

ان کذابوں اور دجالوں میں سے ایک مرزاغلام احمد قادیانی بھی ہے،جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔چنانچہ ازالہ اَوہام "صفحہ 533 پرلکھتا ہے:"خداتعالیٰ نے "براہین احمدیہ "میں اس عاجز کا نام امّتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

(روحانی خزائن بحوالہ ازالہ اوہام،ج3،ص386)

اور اپنی "براہینِ احمدیہ " کی نسبت "اِزالہ "صفحہ 533 میں لکھتا ہے:

"براہینِ احمدیہ خدا کا کلام ہے۔"

(روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوہام،ج3،ص386)

نوٹ: قادیانی شیطان کی تقریباً اَسّی (80) سے زائد کتابیں ہیں،جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: انجامِ آتھم"، "ضمیمہ اَنجامِ آتھم "، " کشتیِ نوح "، "اِزالہ اَوہام"، "دافع البلاء ومعیاراھل الاصطفاء"، "اربعین "اور"براہین اَحمدیہ " وغیرہا، "روحانی خزائن "نامی کتاب میں ان کتابوں کو تیئیس (23) حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلظات بھی ہیں، جنہیں دس(10) حصوں میں "ملفوظات "کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

غلام احمد قادیانی کی گستاخیاں

مدّعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابداًلآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سَر لیا۔

(۱)اِزالہ اَوہام صفحہ 688 میں ہے:

"حضرت رسُولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں۔"

(روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوہام،ج3،ص471)

(۲)ازالہ اوہام صفحہ 8 پر ہے:

"حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔"

(روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوہام،ج3،ص106)

(۳)ازالۃ الاوہام صفحہ 629 میں ہے:

"ایک باشاہ کے وقت میں چارسو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی

کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔''

(روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوہام،ج3،ص439)

(۴) اُسی کے صفحہ 26,28 میں لکھتا ہے:

''قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہا ہے۔'' (روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوہام،ج3،ص115,116)

(۵) معیار صفحہ 13 پر لکھتا ہے:

''اے عیسائی مِشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔'' (روحانی خزائن بحوالہ معیار،ج18،ص233)

(۶) اعجاز احمدی صفحہ 14 پر لکھتا ہے:

''ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔''

(روحانی خزائن بحوالہ اعجاز احمدی،ج19،ص121)

(۷) ''ضمیمہ انجام آتھم'' کے صفحہ 7 پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا:

''آپ کا کنجریوں سے مَیلان اور صحبت بھی شاید اِسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر مَلے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر مَلے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (روحانی خزائن بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم،ج11،ص291)

(۸) ''ضمیمہ انجام آتھم'' کتاب کے صفحہ 7 پر لکھا:

''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہّر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ

کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔''

(روحانی خزائن بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم،ج11،ص291)

العیاذ باللہ۔۔۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی "کشتی نوح "صفحہ 16 میں تصریح کردی:

''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔''

(روحانی خزائن بحوالہ کشتی نوح،ج19،ص18)

غرض اس کی خرافات کہاں تک بیان کی جائیں؟ تفصیل کے لیے بہار شریعت کے پہلے حصہ کا مطالعہ کریں۔

مولیٰ کائنات نبی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے اپنا نائب بنایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور! کیا مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي) ترجمہ: کیا تم اس بات راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہ ہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری،باب غزوۃ تبوک،ج6،ص3،دارطوق النجاۃ،بیروت)

جب مولیٰ کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں کہ حضور کے بعد کوئی نیا نبی ہے ہی نہیں تو مرزا قادیانی کیسے نبی ہوسکتا ہے۔

فاروق اعظم نبی نہیں

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِی لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ)) ترجمہ:اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔ (جامع الترمذی،ج5،ص619،مطبعہ مصطفی البابی،مصر)

جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جن کو دیکھ شیطان بھاگ جاتا ہے،حدیث پاک کے مطابق جن کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا گیا ہے وہ نبی نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نبی کیسے ہوسکتا ہے!!

جھوٹے نبی کی جھوٹی پیشگوئیاں

(۱)مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعوی کیا تھا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ میرا محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہوگا،اگر میری محمدی بیگم سے شادی نہ ہو تو سمجھ لینا کہ میں جھوٹا ہوں،مرزا نے بڑی کوشش کی،پیغام بھیجے،بڑے جتن کئے کہ کسی طرح محمدی بیگم سے نکاح ہوجائے،لیکن وہ بھی اللہ کی بندی قائم رہی کہ میں مرزا جیسے بے ایمان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی حالانکہ محمدی بیگم اور مرزا غلام احمد قادیانی قریبی رشتہ دار تھے، ساری دنیا جانتی ہے کہ مرزا کا نکاح محمدی بیگم سے نہیں ہوا،محمدی بیگم ہجرت کر کے پاکستان آئی اور یہیں فوت ہوئی۔ہم مرزا کی وحی کے مطابق کہتے ہیں کہ بے ایمان تو جھوٹا ہے۔سچا نبی جو کہہ دے وہ بات ہوکر رہتی ہے۔

(۲)جب محمدی بیگم کی طرف سے انکار ہورہا تھا تو اس نے یہ چھاپ دیا کہ اگر اس کی شادی کسی اور سے ہوگی تو اڑھائی برس میں محمدی کا باپ مرجائے گا اور تین برس میں اس کا شوہر مرجائے گا۔مگر محمدی بیگم کی شادی سلطان محمد سے ہوئی اور

ایسا کچھ نہ ہوا،ان دونوں میں سے تو کوئی نہ مرا،وہ خود ہی ان سے پہلے مرگیا۔

(۳)یہ دعوی بھی کیا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ میری بیوی کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیا کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے،اس نے یہ بات اشتہاروں میں چھاپ دی،مگر پیدا بیٹی ہوگئی،جب اس کی بیوی کو دوسری مرتبہ حمل ٹھہرا تب بھی ایسے ہی چھاپ دیا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیا کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے،بیٹا ہوا مگر ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکل گیا،نہ نبیوں کا چاند بنا نہ بادشاہوں نے اس کے کپڑوں سے برکت لی۔(یہ تینوں پیشگوئیاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ میں نقل کی ہیں)۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً ومفہوماً،ج15،ص541تا545،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

نبی کے نام میں غلام نہیں آتا

جتنے انبیا علیہم السلام گزرے کسی کے نام کے ساتھ غلام نہیں،کیونکہ نبی تو اپنی امت کا آقا بن کر آتا ہے،معلوم ہوا کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی ہے۔

اسی طرح ہر نبی کا جو نام ہے وہ پہلے کسی کا نہیں ہوتا،نوح علیہ السلام سے کسی کا نام نوح نہیں،ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام ابراہیم نہیں،موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام موسیٰ نہیں،عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام عیسیٰ نہیں۔اور غلام احمد قادیانی سے پہلے غلام احمد نا جانے کتنے گزرے ہیں۔

ہر نبی پر اس کی اپنی زبان میں وحی نازل ہوتی ہے،ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی ہے تو وحی عربی میں نازل ہوئی،مرزا کا کہنا ہے کہ اس پر انگلش میں وحی نازل ہوتی ہے،ہے خبیث پنجابی،اس کی زبانی پنجابی ہے،کسی نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس جو فرشتہ ہے اس کا نام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ٹیچی ٹیچی۔۔۔۔

کسی فرشتہ کے نام کے ساتھ ٹ اور چ نہیں آتا، یہ تو کوئی چینی فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔عجیب صورت حال ہے، زبان پنجابی ہے، وحی انگلش میں آتی ہے اور فرشتہ چینی ہے۔

سچا نبی بے عیب ہوتا ہے

سچے نبی میں کوئی عیب نہیں ہوتا، ان کا جسم بھی عیوب سے پاک ہوتا ہے، بہار شریعت میں ہے: ''اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ1، ص41، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مرزا بے ایمان میں ہزاروں عیوب تھے،، اس میں کئی بیماریاں تھیں، مرزا کو ادرنگ کی بیماری تھی وہ دماغی بیمار تھا، اس کی آنکھیں ٹیڑھی تھیں۔

سچا نبی جہاں وصال فرماتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے

جب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کریں، کسی نے کہا کہ مسجد میں دفن کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ قبرستان میں حضور کے صحابہ کے ساتھ دفن کرتے ہیں تو اس وقت صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ:مَا قُبِضَ نَبِیٌّ إِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ)) ترجمہ: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا: کہ نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے اُسے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص520، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی مرا لاہور میں اور دفن قادیان میں ہوا اور لاہور میں

بھی لیٹرین میں مرا، وہ اس طرح کہ مرزے کو ہیضہ ہوگیا تھا، وہ کبھی لیٹرین میں جاتا کبھی باہر آتا تھا، ایک مرتبہ ایسا اندر گیا کہ ملک الموت علیہ السلام نے نکلنے کی مہلت ہی نہ دی، لیٹرین میں روح قبض کرلی، مرزا کو لاہور میں لیٹرین میں دفن نہیں کیا گیا بلکہ قادیان میں دفن کیا گیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا نبی تھا۔

(19) درود وسلام

احادیث مبارکہ

(1) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا ((إذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا لِيَ الوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)) ترجمہ: جب تم مؤذن سے اذان سنوتو جومؤذن نے کہا ہے اس کی مثل کہو، پھر مجھ پر درود بھیجوکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس پر دس باردرود بھیجتا ہے (یعنی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے)، پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو، یہ جنت میں ایک مقام ہے ،اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں اور جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی۔

(صحیح مسلم، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ج1، ص288، داراحیاء التراث العربی، بیروت)☆(جامع ترمذی، بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، 6، ص13، دارالغرب الاسلامی، بیروت)☆(السنن الکبری للنسائی، الصلوة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم، ج2، ص252، مؤسسة الرساله، بیروت)

(2) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ. قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ

صلی اللہ علیہ وسلم: أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور اپنے لئے اللہ تعالی سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے نمازی تو نے دعا کرنے میں جلدی کی ہے (تجھے چاہئے کہ) تو جب نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر اللہ تعالی کی ایسی حمد کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ پھر اللہ تعالی سے دعا کر۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی نماز کے بعد اللہ تعالی کی حمد کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔

(جامع الترمذی، ج5، ص393، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆سنن ابی داؤد، باب الدعاء، ج2، ص77، المکتبة العصریه، بیروت☆سنن نسائی، باب التمجید والصلوة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم، ج3، ص44، مکتب المطبوعات الاسلامیه، بیروت☆مشکوة المصابیح، الفصل الاول، ج1، ص291، المکتب الاسلامی، بیروت)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ مَعَهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ، ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ)) ترجمہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اس وقت) تشریف فرما تھے، جب میں (نماز سے فارغ ہوکر) بیٹھ گیا تو میں نے (دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے بعد) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پاک پیش کیا پھر اپنے لیے دعا مانگی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے (جب یہ ملاحظہ فرمایا تو) ارشاد فرمایا: تو سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا، تو مانگ تجھے دیا جائے گا۔

(جامع ترمذی، باب ماذکر فی ثناء علی اللہ، ج1، ص732، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(4) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ)) ترجمہ: میں مکۃ المکرّمہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ہم مکہ پاک کے بعض مضافات کی طرف نکلے تو (راستے میں) جو بھی پہاڑ اور درخت ملتا تو وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں) یوں عرض کرتا: **السلام علیك یا رسول اللہ**۔

(جامع ترمذی، باب ماذکر فی ثناء علی اللہ، ج6، ص25، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: مَا شِئْتَ. قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ: إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)) ترجمہ: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں کثرت کے ساتھ درود پاک بھیجنا چاہتا ہوں، تو میں کتنا درود پاک آپ کی بارگاہ میں بھیجوں؟ ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے عرض کیا: (وظائف کے لیے جتنا وقت ہے اس کا) چوتھائی حصہ درود پاک کے لیے مختص کردوں؟ فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کروگے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: آدھا وقت درود پاک کے لیے مختص کردوں؟ فرمایا: جتنا تم

چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کروگے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: دو تہائی وقت درود پاک کے لیے مختص کردوں؟ ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کروگے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: (وظائف کے لیے مختص وقت) سارا کا سارا درود پاک کے لیے مختص کردوں؟ ارشاد فرمایا: تب تو یہ تمہارے دکھوں کو دور کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(جامع ترمذی، ج4، ص218، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆المستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورۃ الاحزاب، ج2، ص457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم نے فرمایا ''هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ'' ترجمہ: یہ حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورۃ الاحزاب، ج2، ص457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام ذہبی نے لکھا ''صحیح''

(المستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورۃ الاحزاب، ج2، ص457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(6) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا ہوگا۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص612، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(7) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَكَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس پر دس بار درود پاک بھیجتا ہے اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص612،

دارالغرب الاسلامی،بیروت)

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ،وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ)) ترجمہ:اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے،اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان آئے پھر چلا جائے اور اس کی بخشش نہ ہو،اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا (یعنی اس نے ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی)۔

(جامع الترمذی،ج5،ص442،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

(9) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) ترجمہ:بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ میری بارگاہ میں درود نہ بھیجے۔

(جامع الترمذی،ج5،ص443،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆مسند احمدبن حنبل ،عن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما،ج3،ص258،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

(10) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا((أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ،تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ:قُلْتُ:وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ:وَبَعْدَ الْمَوْتِ،إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ:جمعہ کے دن میری بارگاہ میں

کثرت کے ساتھ درود بھیجو،کہ یہ یومِ مشہود ہے اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جو شخص بھی مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے اس کا درود پاک میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اس کے فارغ ہونے سے پہلے،حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:وفات کے بعد (بھی)،فرمایا: (ہاں) وفات کے بعد بھی،کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے،اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص524،داراحیاء الکتب العربیہ،الحلب)

(11) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) ترجمہ: جو میری بارگاہ میں ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس درجے بلند کردیئے جاتے ہیں۔

(سنن نسائی،باب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ج3،ص50،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

(12) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم يَوْمًا وَهُوَ يُرَى الْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ، فَقِيلَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَرَى فِي وَجْهِكَ بِشْرًا لَمْ نَكُنْ نَرَاهُ؟ قَالَ:أَجَلْ، إِنَّ مَلَكًا أَتَانِي فَقَالَ لِي:يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ :أَمَا يُرْضِيكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ، إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ، إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا؟ قَالَ: قُلْتُ:

بَلٰی)) ترجمہ: ایک دن نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے، آپ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار نظر آرہے تھے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ کے چہرۂ اقدس میں ایسی خوشی دیکھ رہے ہیں جو اس سے پہلے ہم نے نہیں دیکھی، فرمایا: جی ہاں، (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! بے شک آپ کا رب عزوجل آپ سے فرماتا ہے کہ کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار درود بھیجتا ہوں، آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! (میرے رب میں راضی ہوں)۔

(سنن دارمی، باب فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 1825، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(13) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ نَسِیَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ خُطِیءَ بِہٖ طَرِیقُ الْجَنَّۃِ)) ترجمہ: جو مجھ پر درود پاک بھیجنا بھول گیا اس سے جنت کا راستہ گم ہوگیا۔

(شعب الایمان للبیہقی، تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 135، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

(14) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ، وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وَاسْتَغْفَرَ رَبَّہُ فَقَدْ طَلَبَ الْخَیْرَ مَکَانَہٗ)) ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا، رب عزوجل کی حمد کی، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں درود پاک پیش کیا اور اپنے رب عزوجل سے بخشش چاہی (استغفار کیا) تو اس نے خیر کو اس کی جگہ سے تلاش کرلیا۔

(شعب الایمان، فصل فی استحباب التکبیر عند الختم، ج 3، ص 432، مکتبۃ الرشد للنشر

والتوزیع، ریاض)

(15) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((وَصَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تبلغنی حَیْثُ کُنْتُمْ)) ترجمہ: میری بارگاہ میں درود پاک بھیجو، تم جہاں بھی ہو بے شک تمہارا درود پاک میری بارگاہ میں پہنچتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح بحوالہ نسائی، الفصل الاول، ج 1، ص 291، المکتب الاسلامی، بیروت)

(16) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) ترجمہ: جس نے میری بارگاہ میں درود بھیجا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 12، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(17) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یُصَلُّوا فِیہِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِلَّا کَانَ حَسْرَۃً عَلَیْھِمْ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّۃَ لِمَا یَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ)) ترجمہ: جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھے تو انہیں اس کا اجر دیکھ کر اپنے اوپر حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 13، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(18) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی یَوْمٍ أَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ)) ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 14،

دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(19)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،حضور نبی کریم صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيمًا لِحَقِّي جَعَلَ اللّٰهُ عزَّوَجلَّ مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ مَلَكًا، جَنَاحٌ لَهُ بِالْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ لَهُ بِالْمَغْرِبِ، وَرِجْلَاهُ فِي تُخُومِ الْأَرْضِ، وَعُنُقُهُ مَلْوِيٌّ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَقُولُ اللّٰهُ عزَّوَجلَّ لَهُ: صَلِّ عَلَى عَبْدِي كَمَا صَلَّى عَلَى نَبِيِّي، فَيُصَلِّي عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: جو میرے حق کی تعظیم کرتے ہوئے مجھ پر درودِ پاک بھیجتا ہے اللہ عزَّوَجلَّ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پَر مشرق میں، دوسرا مغرب میں، اس کی دونوں ٹانگیں ساتوِیں زمین میں اور گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے۔ اللہ عزَّوَجلَّ اُسے فرماتا ہے: تم میرے بندے پر اسی طرح درودِ پاک بھیجو جس طرح اس نے میرے نبی پر بھیجا۔ پس وہ فرشتہ تا قیامت اس بندے پر درود بھیجتا رہے گا۔

(الترغیب لابن شاہین،باب مختصر من الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص14 ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(20)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((الصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُ ثَمَانِينَ عَامًا)) ترجمہ: مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (80) مرتبہ درود بھیجے گا اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(الترغیب لابن شاہین،باب مختصر من الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1، ص14 ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(21)حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ وَهو عَلَيْهِ رَاضٍ فَلْيُكْثِرِ الصَّلَاةَ

عَلَيَّ)) ترجمہ: جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں پیش ہو کہ وہ اس سے راضی ہو تو اسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے۔

(الکامل لابن عدی،عمر بن راشد مولیٰ مروان بن ابان،ج6،ص32،الکتب العلمیہ،بیروت)

(22)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِائَةً، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ، وَأَسْكَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ)) ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ اس بندے کے لیے نفاق اور جہنم کی آگ سے آزادی ہے اور قیامت کے دن اسے شہدا کے ساتھ رکھے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی،من اسمہ محمد،ج7،ص187،دارالحرمین،القاہرہ)

(23)رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((إِنَّ أَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَهْوَالِهَا وَمَوَاطِنِهَا أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کی ہولناکیوں اور دشوار گزار گاٹیوں سے تم میں سے جلدی نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جس نے کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام علیہ،ج2،ص176،دارالفیحاء،عمان)

(24)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم نے ارشادفرمایا((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ

لَہٗ مَا بَقِیَ اسْمِی فِی ذٰلِکَ الْکِتَابِ)) ترجمہ: جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھ دیا تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک استغفار کرتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام علیہ،ج2،ص173،دارالفیحاء،عمان)

اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے **صلعم**،**عم**،**ص**،**ع** لکھتے ہیں وہ اس برکت اور ثواب سے محروم ہوتے ہیں بلکہ الٹا گناہ کا وبال اپنے سر لیتے ہیں۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''حرف **ص** لکھنا جائز نہیں،نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اسمِ کریم پر،لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیا وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھے فقط **ص** یا **صلم** یا **صلعم** جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع وممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اس کو تخفیفِ شانِ اقدس ٹھہرایا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔''

(فتاوی رضویہ،ج23،ص387،رضافائونڈیشن،لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے **صلعم**،**عم**،**ص**،**ع** لکھتے ہیں یہ سخت ناجائز وسخت حرام ہے۔یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض،رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے۔''

(بہار شریعت،حصہ3،ص534،ضیاء القرآن،لاہور)

(25)رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا((مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا فَکَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَۃً)) ترجمہ: جس نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھا گویا کہ اس نے ایک گردن (غلام یا باندی) کو آزاد کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام

علیہ،ج2،ص176،دارالفیحاء،عمان)

(26)حدیث پاک میں ہے((أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ:آمِینَ ثُمَّ صَعِدَ فَقَالَ:آمِینَ، ثُمَّ صَعِدَ فَقَالَ:آمِینَ، فَسَأَلَہُ مُعَاذٌ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ:إِنَّ جِبْرِیلَ أَتَانِی فَقَالَ:یَا مُحَمَّدُ!مَنْ سُمِّیتَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ:آمِینَ فَقُلْتُ:آمِینَ وَقَالَ فِیمَنْ أَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُقْبَلْ مِنْہُ فَمَاتَ مِثْلَ ذٰلِکَ.وَمَنْ أَدْرَکَ أَبَوَیْہِ أَوْ أَحَدَہُمَا فَلَمْ یَبَرَّہُمَا فَمَاتَ مِثْلَہُ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر اقدس (کے پہلے زینے) پر تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین، پھر (دوسرے زینے پر) تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین، پھر (تیسرے زینے پر) تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین،معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے ایسا شخص مرے تو جہنم میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے دور فرما دے،آپ کہئے: آمین،تو میں نے کہا: آمین،اور جبریل علیہ السلام نے مجھے اس شخص کے بارے میں کہا کہ جس نے رمضان کو پایا اور اس سے (رمضان کی عبادت) قبول نہ کی گئی (یعنی اس کی مغفرت کا سبب نہ بنی)،تو وہ بھی اسی کی مثل مرے (یعنی مر کر جہنم میں جائے)،اور جو والدین یا والدین میں کوئی ایک پائے اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کرے تو وہ بھی اسی کی مثل مرے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام علیہ،ج2،ص178،دارالفیحاء،عمان)

(27)حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا((مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْکَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا یُصَلِّی

عَلَیَّ)) ترجمہ: جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو یہ (مجھ پر) جفا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام علیہ،ج2،ص180،دارالفیحاء،عمان)

(28) حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَلَى غَيْرِ صَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِلَّا تَفَرَّقُوا عَلَى أَنْتَنَ مِنْ رِيحِ الْجِيفَةِ)) ترجمہ: کوئی قوم کسی جگہ بیٹھی اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجے بغیر اٹھ کر متفرق گئی تو وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار چیز سے اٹھی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل الخامس فضیلۃ الصلوۃ والسلام علیہ،ج2،ص180،دارالفیحاء،عمان)

(29) ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے جلاء الافہام میں روایت نقل کی ہے

((عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مشهود تشهده الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ من عبد يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْته حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبعد وفاتك قَالَ وَبعد وفاتي إِن الله حرم على الْأَرْض أَن تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء)) ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ والے دن کثرت کے درود پڑھا کرو کہ یہ یوم مشہود ہے، اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، کوئی آدمی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، ہم (صحابہ) نے عرض کیا: اور وصال فرمانے کے بعد بھی (درود کی آواز آپ تک پہنچے گی)؟

ارشاد فرمایا: جی ہاں! اپنے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(جلاء الافہام،واما حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ،ج1،ص127،دارالعروبہ،الکویت)

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(ا) درود پاک کی کثرت عام دنوں میں بھی کرنی چاہیے مگر جمعہ والے دن خصوصی طور پر کثرت کرنی چاہیے، کیونکہ اس کی ترغیب غمخوارِ امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود دلائی ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

(ب) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم جہاں سے بھی درود پڑھیں ہماری آواز حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچتی ہے۔

ہم یہاں سے پکاریں وہ مدینے سنیں   ان کی اعلٰی سماعت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان   کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

(ج) یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیا علیہم السلام کے اجسام کو کھائے، اللہ تعالٰی کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص524،داراحیاء الکتب العربیہ،الحلب)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(30) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((أن لله سيارة من الملائكة إذا مروا بحلق الذكر قال

بعضهم لبعض اقعدوا فإذا دعا القوم فأمنوا على دعائهم فإذا صلوا على
النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا معهم حتى تفرقوا ثم يقول بعضهم لبعض طوبى
لهؤلاء يرجعون مغفور لهم)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیر کرتے رہتے
ہیں جب ان کا گزر ذکر اللہ والے کسی حلقہ کے پاس سے ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو
کہتے ہیں کہ یہیں بیٹھ جاؤ، جب یہ قوم دعا کرے تو تم ان کی دعا پر آمین کہنا اور جب یہ
نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر درودِ پاک بھیجیں تو تم بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم پر درودِ پاک بھیجنا یہاں تک کہ تم جدا ہو جاؤ، تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ان
لوگوں کے لئے خوشخبری ہو کہ ان کی بخشش کر دی گئی ہے۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب،الباب الثانی،ج1،ص123،دارالریان للتراث)

(31) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں
((جاء رجل إلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشكا إليه الفقر وضيق العيش والمعاش
فقال له رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخلت منزلك فسلم إن كان فيه أحد
أو لم يكن فيه أحد ثم سلم علی واقرأ قل هو الله أحد مرة واحدة ففعل
الرجل فأدر الله عليه الرزق حتى أفاض على جيرانه وقراباته)) ترجمہ: ایک
شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس نے فقر و فاقہ اور تنگی معاش
کی شکایت کی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (برکتِ رزق کا وظیفہ بتاتے
ہوئے) ارشاد فرمایا: جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کرو چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ
ہو، پھر میری بارگاہ میں سلام پیش کرو اور (پھر) سورۂ اخلاص ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اس
شخص نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس کی برکت سے) اس شخص پر رزق کے
دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ اس نے اپنے رزق سے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ
داروں کو بھی فائدہ پہنچایا۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب،الباب الثانی،ج1،ص135،دارالریان للتراث)

(32) امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 902ھ)
''القول البدیع'' میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں ((إن الله سبحانه وتعالى أوحى
إلى موسى علیہ السلام أنني جعلت فيك عشرة آلاف سمع حتى سمعت كلامي
وعشرة آلاف لسان حتى أجبتني، وأحب ما تكون إلي وأقرب ما تكون
أنت مني إذا ذكرتني وصليت على محمد صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھ میں دس ہزار سماعتیں
رکھیں یہاں تک کہ تم نے میرا کلام سنا اور دس ہزار زبانیں پیدا کیں یہاں تک تم نے
مجھے جواب دیا اور میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ مقرب اس
وقت بنو گے جب میرا ذکر کرو گے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو گے۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب،الباب الثانی،ج1،ص137،دارالریان للتراث)

(33) القول البدیع میں حلیۃ الاولیا لابی نعیم کے حوالے سے حدیث پاک
ہے ((أن رجلاً مر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعه ظبي قد اصطاده فأنطق الله
سبحانه الذي لأنطق كل شيء الظبي فقالت يارسول الله أن لي أولاداً وأنا
أرضعهم وأنهم الآن جياع فأمر هذا أن يخليني حتى أذهب فأرضع أولادي
وأعود قال فإن لم تعودي قالت إن لم أعد فلعنني الله كمن تذكر بين
يديه فلا يصل عليك، أو كنت كمن صلى ولم يدع فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم أطلقها وأنا ضامنها فذهبت الظبية ثم عادت فنزل جبريل علیہ السلام
وقال يا محمد الله يقرئك السلام ويقول لك وعزتي وجلالي أنا أرحم
بامتك من هذه الظبية بأولادها وأنا أردهم إليك كما رجعت الظبية إليك
صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: ایک آدمی کا گزر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے
ہوا، اس کے پاس ہرنی تھی جو اس نے ابھی ابھی شکار کی تھی، جس اللہ سبحانہ نے ہر چیز کو

قوتِ گویائی عطا فرمائی ہے اس نے اس ہرنی کو بولنے کی طاقت عطا فرمادی، ہرنی نے عرض کیا: میرے بچے ہیں، میں انہیں دودھ پلاتی ہوں اور ابھی وہ بھوکے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس شکاری کو ارشاد فرمائیں کہ یہ مجھے چھوڑ دے، یہاں تک کہ میں جاؤں اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں، سرورِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس ہرنی سے ارشاد فرمایا: اگر تو لوٹ کر نہ آئی تو؟، اس نے عرض کیا: اگر میں لوٹ کر نہ آؤں تو مجھ پر اس طرح لعنت برسے جیسا کہ اس شخص پر برستی ہے جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود پاک نہ پڑھے یا میں اس کی طرح ہو جاؤں جو نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے شکاری سے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دے، میں اس کا ضامن ہوں یعنی میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ ہرنی گئی اور (بچوں کو دودھ پلا کر) واپس آگئی، جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے: مجھے میری عزت وجلال کی قسم، میں آپ کی امت پر اس سے بڑھ کر مہربان ہوں جتنی یہ ہرنی اپنے بچوں پر مہربان ہے، اور میں (قیامت کے دن) انہیں آپ کی طرف لوٹا دوں گا جیسا کہ یہ ہرنی آپ کے پاس لوٹ کر آئی ہے۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب، الباب الثانی، ج1، ص153، دار الریان للتراث)

(34) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((أَتَانِی آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّی عَزَّ وجَلَّ فَقَالَ مَنْ صَلَّی عَلَیْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ الله لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ ومَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ ورَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجاتٍ وَرَدَّ عَلَیْهِ مِثْلها)) ترجمہ: میرے پاس رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور مجھے کہا کہ آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجات بلند

کرتا ہے اور اس کی مثل درود اس پر بھیجتا ہے۔

(الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج1، ص23، دار الفکر، بیروت)

(35) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((صلوا علی فإن الصلاة علی كفارة لكم وزكاة فمن صلی علی صلاة صلی الله علیه عشراً)) ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو کہ یہ تمہارے گناہوں کے لیے کفارہ اور تمہارے اعمال کے لیے پاکی ہے، جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب، الباب الثانی، ج1، ص111، دار الریان للتراث)

(36) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((زَیِّنُوا مَجَالِسَكُمْ بالصَّلاَةِ عَلَیَّ فَإِنَّ صَلاَتَكُمْ عَلَیَّ نُورٌ لَكُمْ یَوْمَ القِیامَةِ)) ترجمہ: اپنی محافل کو درود پاک پڑھ کر آراستہ کرو، بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن تمہارے کے لیے نور ہوگا۔

(الجامع الصغیر، حرف الزای، ج2، ص138، دار الفکر، بیروت)

(37) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((من صلی عَلَیّ مرّة كتب الله لَهُ عشر حَسَنَات ومحا عَنهُ عشر سیئات وَرَفعه بهَا عشر دَرَجَات وَكَان لَهُ عدل عشر رِقَاب)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، اس کے دس گناہ مٹا دے گا، اس کے دس درجات بلند فرمائے گا، وہ کلمات اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہونگے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکثار الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص324، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(38) حضرت ابو کاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((

قَالَ لی رَسُول اللهصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَا أَبَا کَاھل من صلی عَلَیّ کل یَوْم ثَلَاث مَرَّات وکل لَیْلَة ثَلَاث مَرَّات حبا وشوقا إِلَیّ کَانَ حَقًّا علی الله أَن یغْفر لَهُ ذنُوبه تِلْكَ اللَّیْلَة وَذٰلِكَ الْیَوْم)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابو کاہل جو شوق اور محبت کے ساتھ مجھ پر ہر دن اور ہر رات تین تین مرتبہ درودِ پاک پڑھے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہ بخش دے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، قیس بن عائذ ابو کاہل، ج18، ص362، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ ☆ الترغیب الترہیب ، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکثار الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص328، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(39) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ فِی اللّٰهِ یَسْتَقْبِلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَیُصَافِحُهُ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِلَّا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتَّی تُغْفَرَ ذُنُوبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهُمَا وَمَا تَأَخَّرَ)) ترجمہ: جب آپس میں اللہ کے لیے محبت کرنے والے دو دوست ملاقات کرتے ہیں اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، قتادہ عن انس، ج5، ص334، دارالمأمون للتراث، دمشق)

(40) حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((خرج علینا رسول اللهصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فقال إنی رأیت البارحة عجباً رأیت رجلاً من امتی یزحف علی الصراط مرةً ویحبومرةً ویتعلق مرةً فجاء ته صلاته علی فاخذت بیده فاقامته علی الصراط حتی جاوزه أخرجه

الطبرانی فی الکبیروالدیلمی فی مسند الفردوس)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ گذشتہ شب میں نے ایک عجیب منظر دیکھا ، میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دھیرے دھیرے پل صراط سے گزرتے دیکھا کہ وہ کبھی گھسٹتے ہوئے چلتا ہے اور کبھی ادھر پھنس جاتا ہے، اتنے میں اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درودِ پاک اس کے پاس آ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو پل صراط پر کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ اس سے گزر گیا۔ اس حدیثِ پاک کو طبرانی نے کبیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں نقل کیا ہے۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج1، ص130، دارالریان للتراث)

مشکل جو سر پہ آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام، تجھ پہ درود اور سلام

(41) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((من صلی علی فی یوم خمسین مرة صافحته یوم القیامة)) ترجمہ: جو شخص ہر روز مجھ پر پچاس مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا کل بروزِ قیامت میں اس سے مصافحہ فرماؤں گا۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج1، ص141، دارالریان للتراث)

(42) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((وَمَنْ صَلَّی عَلَیَّ صَلَاةً کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ قِیرَاطًا، وَالْقِیرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

(مصنفِ عبد الرزاق، مایذہب الوضوء من الخطایا، ج1، ص51، المکتب الاسلامی، بیروت)

(43) حدیث پاک میں ہے ((یروی عنه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم أنه قال ثلاثة تحت ظل عرش الله یوم القیامة یوم لا ظل إلی ظله قیل من هم یا رسول

الله قال من فرج عن مكروب من امتي وأحيا سنتي وأكثر الصلاة علي))
ترجمہ: جس دن سایہ عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن تین قسم کے لوگ عرشِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! وہ کون ہیں؟ ارشادفرمایا: (1) جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی (2) اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا (3) اور جس نے مجھ پر کثرت سے درود پڑھا۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج1، ص128، دارالریان للتراث)

(44) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ((أكثركم علي صلاة أكثركم أزواجاً في الجنة)) ترجمہ: تم میں سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والے کے لئے جنت میں زیادہ بیویاں ہوں گی۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج1، ص132، دارالریان للتراث)

(45) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ((إنّ لله تعالى ملكاً أعطاه سمع العباد فليس من أحدٍ يصلّي عليّ إلّا أبلغنيها وإنّي سألت ربّي أن لا يصلّي عليّ عبدٌ صلاةً إلاّ صلّى عليه عشر أمثالها)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آواز سننے کی قوت عطا فرمائی ہے، کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک نہیں پڑھتا مگر وہ اس کا درودِ پاک مجھے پہنچا دیتا ہے۔ اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے مگر یہ کہ اللہ اس پر اُس کی دس مثل رحمت نازل فرمائے۔

(الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج1، ص381، دارالفکر، بیروت)

(46) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ((لا يرى وجهي ثلاثة أنفس العاق لوالديه وتارك سنتي ومن لم يصل علي إذا ذكرت بين يديه)) ترجمہ: تین قسم کے آدمی (

بروزِ قیامت) میرے چہرہ انور کی زیارت سے محروم رہیں گے، والدین کا نافرمان، اور میری سنت کا تارک اور وہ شخص کہ جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے۔

(القول البدیع، الباب الثالث فی تحذیر من ترک الصلوۃ، ج1، ص156، دارالریان للتراث)

(47) حدیث پاک میں ہے: ((أن عائشة رضی اللہ عنہا كانت تخيط شيئاً في وقت السحر فضلت الابرة وطفي السراج فدخل عليها النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فأضاء البيت بضوءه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ووجدت الابرة فقالت ما أوضء وجهك يا رسول الله قال ويل لمن لا يراني يوم القيامة قالت ومن لا يراك قال البخيل قالت ومن البخيل؟ قال الذي لا يصلي علي إذا سمع باسمي))
ترجمہ: ام المؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وقت سحر کچھ سی رہی تھی کہ آپ کے ہاتھ سے سوئی گرگئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبیِ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرہ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ تو آپ نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چہرہ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔ آپ نے عرض کی: بروزِ قیامت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا "بخیل" آپ نے پوچھا: یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! بخیل کون ہے؟ ارشادفرمایا: وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ بھیجے۔

(القول البدیع، الباب الثالث فی تحذیر من ترک الصلوۃ، ج1، ص153، دارالریان للتراث)

(48) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ، إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ)) ترجمہ: جومسلمان مجھ پردرود پاک پڑھے توفرشتے اُسی قدراُس کے لئے دُعاے استغفارکرتے ہیں جس قدراُس نے مجھ پردرود پاک پڑھا(اب بندہ کی مرضی)کم پڑھے یازیادہ۔

(سنن ابن ماجه،باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 1،ص294،داراحياء الكتب العربيه،بيروت)

(49)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جومجھ پردرود پاک پڑھنا بھول گیاوہ جنت کاراستہ بھول گیا۔

(سنن ابن ماجه،باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 1،ص294،داراحياء الكتب العربيه،بيروت)

(50)حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ مَسْرُورًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَدْرِي مَتَى رَأَيْتُكَ أَحْسَنَ بِشْرًا وَأَطْيَبَ نَفْسًا مِنَ الْيَوْمِ؟ قَالَ:وَمَا يَمْنَعُنِي وَجِبْرِيلُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِي السَّاعَةَ فَبَشَّرَنِي أَنَّ لِكُلِّ عَبْدٍ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً يُكْتَبُ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَيُمْحَى عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَيُرْفَعُ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَتُعْرَضُ عَلَيَّ كَمَا قَالَهَا، وَيُرَدُّ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا دَعَا)) ترجمہ: میں ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضرہوااورآپ کوخوشی کی حالت میں پایاتوعرض کیا: یارسول اللہ(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)آج سے زیادہ خوشی میں مَیں نے کبھی آپ کونہ دیکھا(آج اتنی زیادہ خوشی کی کیاوجہ ہے؟)فرمایا: میرے خوش ہونے میں کون سی چیز مانع ہے جبکہ جبرائیل علیہ السلام ابھی میرے پاس سے گئے اور مجھے خوشخبری

دی کہ جوشخص مجھ پرایک باردرود پڑھے اُس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں،اُس کے دس گناہ مٹادیئے جاتے ہیں،اوراُس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ اوراُس کادرودمیری بارگاہ میں پیش کیاجاتاہے مزید یہ کہ وہ شخص جومانگے اُسے اسی کی مثل لوٹادیاجاتاہے۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 2،ص214،المكتب الاسلامى،بيروت)

(51)رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَكْثِرُوا أَوْ أَقِلُّوا)) ترجمہ: جومجھ پردرود پاک بھیجتاہے اللہ تعالیٰ اس پررحمت نازل فرماتاہے،اب تمہاری مرضی کم درود پاک بھیجو یازیادہ۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 2،ص215،المكتب الاسلامى،بيروت)

(52)رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ)) ترجمہ: ظلم میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکرہوتاہے اوروہ مجھ پردرود نہیں پڑھتا۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 2،ص216،المكتب الاسلامى،بيروت)

(53)حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیامیں مجھ پرکثرت سے درود پاک پڑھے ہوں گے۔

(شعب الايمان،تعظيم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج 3،ص122،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع،رياض)

ارشاداتِ صحابہ وائمہ رضی اللہ عنہم اجمعین:

(1) امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْحَقُ لِلذُّنُوبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ، السلام عليه أفضل من عتق الرقاب)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجنا گناہوں کو اس سے بڑھ کر مٹاتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور ان پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفٰى صلى الله عليه وسلم،الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام عليه،ج2،ص176،دارالفيحاء،عمان)

(2) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:((إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں اٹھتا اس وقت تک جب تک تو اپنے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود پاک نہیں بھیجتا۔

(جامع الترمذى،باب ماجاء فى فضل الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم،ج1،ص614، دارالغرب الاسلامى،بيروت)

(3) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ عَنِ السَّمَاءِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: بیشک دعا آسمانوں پر جانے سے روک دی جاتی ہے جب تک محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ان کے اہل بیت پر دُرود نہ بھیجا جائے۔

(المعجم الاوسط للطبرانى،من اسمه احمد،ج1،ص220،دارالحرمين،القاهره☆شعب الايمان للبيهقى،تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم ،ج3،ص135،مكتبة الرشدللنشر والتوزيع،رياض)

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،

فرماتے ہیں:((مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً صَلَّى الله عَلَيْهِ، وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِر)) ترجمہ: جس نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک بار درود پاک بھیجا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر(70) بار درود بھیجتے ہیں، اب(بندے کی مرضی ہے کہ) بندہ کم درود پاک بھیجے یا زیادہ۔

(مسنداحمدبن حنبل،مسند عبد الله بن عمروبن العاص،ج11،ص178،مؤسسة الرساله،بيروت)

(5) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن وہب سے فرمایا: ((يا زيد ألا تدع إذاكان يوم الجمعة أن تصلى على النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ألف مرة)) ترجمہ: اے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جمعہ کے دن نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ہزار مرتبہ درودِ پاک پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا۔

(القول البديع،الصلوة عليه فى يوم الجمعة وليلتها،ج1،ص197،دارالريان للتراث)

(6) حضرت علی بن حسین ابن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں"علامة أهل السنة كثرة الصلاة على رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ترجمہ: اہلِ سنت کی نشانی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درودِ پاک کی کثرت ہے۔

(القول البديع،ج1،ص60،دارالريان للتراث)

(7) جامع الترمذی میں ہے"وَيُرْوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ قَالَ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ" ترجمہ: بعض علما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب آدمی مجلس میں ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجتا ہے تو جو کچھ اس مجلس میں ہوا ہے اس کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔

(جامع الترمذى،ج5،ص443،دارالغرب الاسلامى،بيروت)

حکایات وواقعات

(1)علامہ شمس الدین قرطبی رحمۃ اللہ علیہ **(المتوفی 671ھ)فرماتے ہیں**

"وقد حكى أن امرأة جاء ت إلى الحسن البصرى رحمه الله فقالت:إن ابنتى ماتت وقد أحببت أن أراها فى المنام، فعلمنى صلاة أصليها لعلى أراها فعلمها صلاة فرأت ابنتها وعليها لباس القطران والغل فى عنقها والقيد فى رجلها فارتاعت لذلك فأعلمت الحسن فاغتم عليها، فلم تمض مدة حتى رآها الحسن فى المنام وهى فى الجنة على سرير وعلى رأسها تاج.فقالت له يا شيخ:أما تعرفنى؟ قال:لا، قالتى له:أنا تلك المرأة التى علمت أمى الصلاة فرأتنى فى المنام، قال لها:فما سبب أمرك؟ قالت:مر بمقبرتنا رجل فصلى على النبى صلى الله عليه وسلم وكان فى المقبرة خمسمائة وستون إنساناً فى العذاب فنودى:ارفعوا العذاب عنهم ببركة صلاة هذا الرجل عن النبى صلى الله عليه وسلم "**ترجمہ: حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک عورت حضرتِ حسن بصری** علیہ الرحمہ **کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری بیٹی فوت ہوگئی ہے، میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں تو آپ مجھے ایک نماز سکھائیں کہ اسے پڑھوں، شاید کہ میں اس کو خواب میں دیکھ سکوں، چنانچہ آپ نے وہ نماز سکھا دی تو اس نے خواب میں اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا کہ اس پر تارکول کا لباس ہے اور اس کی گردن میں طوق پڑا ہوا ہے اور اس کے پاؤں میں زنجیر ہے، وہ یہ دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوگئی اور اس نے یہ سارا ماجرہ حسن بصری** علیہ الرحمہ **کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ بھی سن کر اس پر بہت غمگین ہوئے، ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنت میں ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر تاج ہے، اس نے آپ سے کہا: اے**

شیخ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔اس نے کہا: میں وہی عورت ہوں جس کی ماں کو آپ نے نماز سکھائی تھی تو اس نے مجھے خواب میں دیکھا تھا۔آپ نے اس سے پوچھا: تو تیری بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس نے کہا کہ ایک شخص ہمارے قبرستان کے پاس سے گزرا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **پر درودِ پاک پڑھا، اور اس وقت اس قبرستان میں پانچ سو ساٹھ 560 مردے دفن تھے، پس ندا دی گئی: اس شخص کے نبیِ کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **پر درودِ پاک پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب اٹھادو۔**

(التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ،ج1،ص280،مکتبۃ دارالمنہاج للنشر والتوزیع،ریاض)

(2)شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ **(المتوفی 902ھ)**

"القول البدیع" میں فرماتے ہیں"يحكى أن أبا العباس أحمد بن منصور لما مات رآه رجل من أهل شيراز وهو واقف فى المحراب بجامع شيراز وعليه حلة وعلى رأسه تاج مكلل بالجواهر فقال له ما فعل الله بك قال غفر لى واكرمنى وتوجنى وادخلنى الجنة فقال له بماذا قال بكثرة صلاتى على رسول الله صلى الله عليه وسلم "**ترجمہ: حکایت کی گئی ہے کہ جب ابو العباس احمد بن منصور فوت ہوگئے تو اہلِ شیراز میں سے ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ جامع مسجد شیراز کے محراب میں ایک نیا جوڑا زیبِ تن کئے ہوئے کھڑے ہیں اور آپ کے سر پر جواہرات سے جڑا ہوا تاج ہے، اس نے ان سے کہا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری بخشش فرمادی اور مجھے عزت کے تاج سے نواز کر مجھے جنت کا داخلہ عطا فرمایا۔اس نے پوچھا، کس سبب سے؟ فرمایا: میرے نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **پر کثرت سے درودِ پاک پڑھنے کی برکت سے۔**

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب،الباب الثانی،ج1،ص123،دارالریان للتراث)

(3) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 902) فرماتے ہیں "یروی فی بعض الخبار أنہ کان فی بنی إسرائیل عبد مسرف علی نفیہ فلما مات رموا بہ فأوحی اللہ إلی نبیہ موسی علیہ السلام أن غسلہ وصل علیہ فانی قد غفرت لہ، قال یارب وبم ذلك قال أنہ فتح التوارۃ یوماً فوجد فیھا اسم محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فصلی علیہ وقد غفرت لہ بذلك" ترجمہ: بعض مؤرخین سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں میں حد سے گزرا ہوا تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے (ویسے ہی) پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسے غسل دے کر اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھیں اس لئے کہ میں نے اس کی بخشش فرمادی ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے عرض کی اے میرے رب یہ کس سبب سے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ایک دن توریت شریف کھولی تو اس میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھا، میں نے اسی کے سبب اس کی بخشش فرمادی۔

(القول البدیع،الباب الثانی فی ثواب الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص124،دارالریان للتراث)

(4) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 902) فرماتے ہیں "رأی بعض الصالحین صورۃ قبیحۃ فی المنام، فقال لھا من أنت قالت انا عملك القبیح قال لھا فبم النجاۃ منك قالت بکثرۃ الصلاۃ علی المصطفی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" ترجمہ: بعض صالحین نے خواب میں ایک قبیح صورت کو دیکھا، اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تیرا برا عمل ہوں، پوچھا: تجھ سے نجات کیسے ہوسکتی ہے؟ جواب دیا: محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کثرت سے درود پاک

بھیجنے سے۔

(القول البدیع،الباب الثانی فی ثواب الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1، ص124، دارالریان للتراث)

(5) حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "مات رجل من جیرانی فرأیتہ فی المنام فقلت ما فعل اللہ بك فقال یا شبلی مرت بی أھوال عظیمۃ وذلك أنہ أرتج علی عند السؤال فقلت فی نفیی من أین أتی علی ألم أمت علی الإسلام؟ فنودیت ھذہ عقوبۃ اھمالك للسانك فی الدنیا، فلما ھم بی المکان حال بینی وبینھما رجل جمیل الشخص طیب الرائحۃ فذکرنی بحجتی فذکرتھا فقلت من أنت یرحمك اللہ قال انا شخص خلقت من کثرۃ صلاتك علی النبی -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم-، وأمرت أن أنصرك فی کل کرب" ترجمہ: میں نے اپنے مرحوم پڑوسی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا، مَا فَعَلَ اللہ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولا: میں سخت ہولناکیوں سے دوچار رہا، مُنکر نکیر کے سُوالات کے جوابات بھی مجھ سے نہیں بن پڑ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! اتنے میں آواز آئی: دنیا میں زَبان کے غیر ضَروری استِعمال کی وجہ سے تجھے یہ سزا دی جارہی ہے۔ اب عذاب کے فِرِشتے میری طرف بڑھے۔ اتنے میں ایک صاحِب جو حُسن و جمال کے پیکر اور مُعَطَّر مُعَطَّر تھے وہ میرے اور عذاب کے درمیان حائل ہوگئے۔ اورانہوں نے مجھے مُنکَر نکیر کے سُوالات کے جوابات یاد دلا دیئے اور میں نے اُسی طرح جوابات دے دیئے، الحمدللہ عزوجل عذاب مجھ سے دُور ہوا۔ میں نے اُن بزُرگ سے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ فرمایا: تیرے کثرت کے ساتھ دُرود شریف پڑھنے کی بَرَکت سے میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ہر مصیبت کے وقت تیری

امداد پر مامور کیا گیا ہے۔

(القول البدیع،الباب الثانی فی ثواب الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص127،دارالریان للتراث)

(6) حضرتِ سیِّدُ نا شیخ ابوبکر شبلی علیہ رحمۃُ اللہِ الوَلی ایک روز بغدادِ مُعلّٰی کے جَیِّد عالم حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر بن مُجاہِد علیہ رحمۃُ اللہِ الواحِد کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے فوراً کھڑے ہوکر اُن کو گلے لگا لیا اور پیشانی چوم کر بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ حاضِرین نے عرض کیا: یاسیِّدی! آپ اور اہلِ بغداد آج تک اِنہیں دیوانہ کہتے رہے ہیں مگر آج ان کی اِس قدَر تعظیم کیوں؟ جواب دیا: میں نے یوں ہی ایسا نہیں کیا، اَلحمدُ للہ آج رات میں نے خواب میں یہ ایمان افروز منظر دیکھا کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃُ اللہِ الوَلی بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوئے تو سرکارِ دو عالم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھڑے ہوکر ان کو سینے سے لگا لیا اور پیشانی کو بوسہ دے کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! شِبلی پر اِس قدَر شفقت کی وجہ؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ اور اس کے بعد مجھ پر دُرُود پڑھتا ہے۔

(اَلْقَوْلُ الْبَدِیع، ص346، مؤسسۃ الریان، بیروت)

درودِ پاک کے بارے میں اہم فتوی:

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا ''کلمہ طیبہ شریف جب ورد کرکے پڑھا جائے تو اس میں کلمہ پر جب نام نامی حضورِ اقدس

صلعم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا آئے تو ہر بار درود پڑھنا چاہیئے یا ایک مرتبہ جبکہ جلسہ ختم کرے؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نامِ پاک حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بجائے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (صلعم) لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ ومکروہ وسخت ناپسند وموجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیے، اگر تحریر میں ہزار جگہ نامِ پاک حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آئے ہر جگہ پورا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علما نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔ علامہ طحطاوی حاشیہ دُرِّمختار میں فرماتے ہیں: ویکرہ الرمز بالصلوۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ وفی بعض المواضع من التتار خانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر بلاشك ولعلہ ان صح النقل فھو مقید بقصد والافالظاھر انہ لیس بکفر وکون لازم الکفر کفرابعد تسلیم کونہ مذھباً مختارا محلہ اذاکان اللزوم بیّناً نعم الاحتیاط فی الاحتزار عن الایھام و الشبھۃ۔ ترجمہ: صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جگہ (ص) وغیرہ اور رضی اللہ تعالی عنہ کی جگہ (رض) لکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر لکھا پڑھا جائے تاتارخانیہ میں بعض جگہ پر ہے جس نے درود وسلام ہمزہ (ء) اور میم (م) کے ساتھ لکھا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ عمل تخفیف (شان گھٹانا) ہے اور انبیا علیہم السلام کی بارگاہ میں یہ عمل بلا شبہ کفر ہے۔ اگر یہ قول صحت کے ساتھ

منقول ہوتو یہ مقید ہوگا اس بات کے ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصداً ایسا کرے، ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر نہیں، باقی لزومِ کفر سے کفر اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب مختار تسلیم کیا جائے اور اس کا محل وُہ ہوتا ہے جہاں لزوم بیان شدہ اور ظاہر ہو، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایہام اور شبہ سے احتراز کیا جائے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار، مقدمۃ الکتاب ج1،ص6،مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

اب جوابِ مسئلہ لیجئے نامِ پاک حضور پُرنور سیّد دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نامِ پاک لیا یا سُنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قولِ اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا، گنہگار ہُوا، مجتبیٰ ودُرمختار وغیرہما میں اس قول کو مختار وواضح کہا۔ فی الدرالمختار اختلف فی وجوبھا علی السامع والذاکر کلما ذکر صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم والمختار تکرار الوجوب کلماذکر ولو اتحد المجلس فی الاصح اھ بتلخیص ۔ترجمہ: دُرمختار میں ہے، اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں، اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو اھ خلاصۃً۔

(درمختار، فصل واذا اراد الشروع الخ ،ج1،ص78،مطبوعہ مجتبائی دہلی)

دیگر علمانے بنظر آسانیِ امت قولِ دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ

ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضلِ جسیم سے بیشک محروم رہا، کافی وقنیہ وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔فی ردالمحتار صححہ الزاھدی فی المجتبٰی لکن صحح فی الکافی وجوب الصلٰوۃ مرۃ فی کل مجلس کسجود التلاوۃ للحرج الا انہ یندب تکرار الصلٰوۃ فی المجلس الواحد بخلاف السجود وفی القنیۃ قیل یکفی المجلس مرۃ کسجدۃ التلاوۃ و بہ یفتی وقد جزم بھذا القول المحقق ابن الھمام فی زادالفقیر اھ ملتقطا ترجمہ: ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے المجتبیٰ میں صحیح قرار دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرارِ درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدہ تلاوت کے۔قنیہ میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ابن ہمام نے زادالفقیر میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ ملتقطا۔

(ردالمحتار، فصل واذا ارادالشروع الخ ،ج1،ص381،مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت عاقل کا کام نہیں کہ اُسے ترک کرے وباللہ التوفیق۔

(فتاوی رضویہ،ج6،ص220،رضافاونڈیشن،لاہور)

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قاری سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائے ان شاءاللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

ماخذ ومراجع

قرآن مجید، کلام الٰہی

(ترجمۂ قرآن کنزالایمان،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی1340ھ)

کتب التفاسیر

(تفسیر ابن عباس،لعبد اللہ بن عباس -رضی اللہ عنہما -(المتوفی68ھ)، مطبوعہ لبنان)

(روح البیان،مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی 1137ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تفسیر نیشا پوری (غرائب القرآن)،المؤلف :نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری (المتوفی850ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تفسیر طبری ،المؤلف :محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی310ھ)،مؤسسة الرسالة،بیروت)

(تفسیر مقاتل بن سلیمان،تفسیر مقاتل بن سلیمان،أبو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الأزدی البلخی (المتوفی 150 :ھ)، دار إحیاء التراث - بیروت)

(تفسیر قادری اردوترجمہ تفسیر حسینی،حسین بن علی کاشفی المتوفی841،مترجم فخرالدین احمد حنفی رزاقی قادری)

(الدر المنثور،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(معالم التنزیل(تفسیر بغوی)،امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی 516ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(مفاتیح الغیب(تفسیر کبیر) ،المؤلف :أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین

الرازی(المتوفی606)، الناشر:دار إحیاء التراث العربی،بیروت)

(الجامع لأحکام القرآن للقرطبی،ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی671 ھ،دارالکتاب العربی، بیروت)

(تفسیر نسفی(تفسیر مدارک) ،المؤلف :أبو البرکات عبد اللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (المتوفی710ھ،دار الکلم الطیب ،بیروت)

(الفتوحات الإلہیة(حاشیة الجمل علی الجلالین)،علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی 1204ھ)

(تفسیر الخازن،علاء الدین علی بن محمدبغدادی متوفی741 ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تفسیر بیضاوی،ناصر الدین عبد اللہ ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی 791ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(تفسیر جلالین ،امام جلال الدین محلی متوفی863 ھ وامام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ،دار الحدیث ،القاہرہ)

(روح البیان،مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی 1137ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تفسیر الحسن البصری،المکتبة التجاریة مکة المکرمة)

(تفسیر ابن عباس،لعبد اللہ بن عباس -رضی اللہ عنہما -(المتوفی68ھ)، مطبوعہ لبنان)

(تفسیر طبری ،المؤلف :محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی310ھ)،مؤسسةالرسالة ،بیروت)

(تفسیر بغوی ،بو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (المتوفی 510)داراحیاء التراث العربی بیروت)

(روح المعانی،ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ،

دار الفكر،بيروت)

(تفسير المراغی ،أحمد بن مصطفی المراغی (المتوفی 1371)شركة مكتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي وأولاده بمصر)

(تفسیر خزائن العرفان،صدرالفاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی (المتوفی1367ھ)،مطبوعه ضیاء القرآن،لاہور)

کتب الحدیث و شروح الحدیث

مسند ابی داود الطيالسی،المؤلف :أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسی البصری (المتوفی204ھ)،دارالمعرفة، بيروت

(المسندللإمام أحمد بن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ، مؤسسة الرساله،بيروت و المكتب الاسلامی ،بيروت)

(فضائل الصحابة لاحمدبن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ،مؤسسة الرسالة،بيروت)

(المصنف لعبد الرزاق،أبو بكر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحميری اليمانی الصنعانی (المتوفی211ھ، المجلس العلمی، بيروت)

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق،أبو بكر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحميری اليمانی الصنعانی (المتوفی211ھ،مؤسسة الشرف،لاہور)

(صحیح ابن حبان، علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی 739،مؤسسة الرساله،بيروت)

(حلية الاولياء لابی نعيم،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (المتوفی 430ھ)،دارالكتاب العربی،بيروت)

(المصنف لابن أبی شيبة،حافظ عبد الله بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفی 235 ھ،دارالكتب العلميه،بيروت ومكتبة الرشد،الرياض والدار

السلفية، الهندية)

(المسندللإمام أحمد بن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ، مؤسسة الرساله،بيروت و المكتب الاسلامی ،بيروت)

(فضائل الصحابة لاحمدبن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ،مؤسسة الرسالة،بيروت)

(الجامع الصغير،امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی متوفی360ھ، المكتب الاسلامی ،بيروت)

عمل اليوم والليلة لابن سنی ،المؤلف :أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراہيم بن أسباط بن عبد الله بن إبراہيم بن بُدَيْح، الدِّيْنَوَرِيُّ، المعروف بـ ابن السُّنِّي (المتوفی364ھ)،دارالقبلة للثقافة الاسلاميةومؤسسة علوم القرآن،بيروت)

(الكامل لابن عدی،امام ابو احمد عبداللّٰہ بن عدی جرجانی، متوفیٰ 365ھ، دارالفکر، بيروت)

(مسند الدارمی(المعروف بسنن الدارمی)،المؤلف :أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَہرام بن عبد الصمد الدارمی، التميمی السمرقندی (المتوفی255ھ،دارالمحاسن للطباعة ، قاہرة)

(صحیح البخاری،امام ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، دارطوق النجاة،شامله وقدیمی کتب خانه، کراچی)

(الادب المفرد،المؤلف :محمد بن إسماعيل بن إبراہيم بن المغيرة البخاری، أبو عبد الله (المتوفی256ھ)،المكتبة الاثرية ،سانگله ہل)

(شرح مشكل الآثار،أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی 321 :) ،مؤسسة الرسالة،بيروت)

(صحيح مسلم،امام ابو الحسين مسلم بن حجاج قشيری متوفی 261ھ،

داراحیاء التراث العربی،بیروت وقدیمی کتب خانہ، کراچی)

(سنن ابن ماجہ،امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی 273ھ، داراحیاء الکتب العربی،حلب وایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(سنن أبی داود،امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی 275ھ، آفتاب عالم پریس، لاہور)

(جامع ترمذی،امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ، دارالفکر ، بیروت وقدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(مسند بزار،المؤلف :أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (المتوفی 292ھ)،مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورہ)

(مسند أبی یعلی،شیخ الاسلام ابو یعلٰی احمدبن علی بن مثنی موصلی متوفی 307ھ،مؤسسة علوم القرآن، بیروت)

(صحیح ابن خزیمہ،المؤلف :أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمة بن المغیرة بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری (المتوفی311ھ، المکتب الاسلامی ، بیروت)

(تاریخ دمشق الکبیر ،علامہ علی بن حسن ، متوفیٰ 571ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(شرح معانی الآثار،المؤلف :أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملک بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی 321ھ، ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(شرح مشکل الآثار للطحاوی،أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملک بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی 321ھ،مؤسسة الرسالہ،بیروت)

(المعجم الکبیرللطبرانی،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی 360ھ، المکتبة الفیصلیة، بیروت ومکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

(المعجم الأوسط للطبرانی،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی360ھ، مکتبة المعارف ،ریاض ودارالحرمین،القاہرہ)

(الجامع الصغیر،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی360ھ، المکتب الاسلامی ،بیروت)

عمل الیوم واللیلة لابن سنی ،المؤلف :أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراہیم بن أسباط بن عبد اللہ بن إبراہیم بن بُدَیح، الدِّیْنَوَرِیُّ، المعروف بـ ابن السُّنِّی (المتوفی364ھ)،دارالقبلة للثقافة الاسلامیةومؤسسة علوم القرآن،بیروت)

(الکامل لابن عدی،امام ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفیٰ 365ھ، دارالفکر، بیروت)

(سنن الدارقطنی،المؤلف :أبو الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادی الدارقطنی (المتوفی385ھ،دارالمعرفة ،بیروت)

(المستدرک للحاکم،امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی405 ھ،دارالفکر ،بیروت ودار الکتب العلمیہ،بیروت)

(حلیة الاولیاء لابی نعیم،المؤلف :أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (المتوفی 430ھ)،دارالکتاب العربی،بیروت

(السنن الکبری ،المؤلف :أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی 458ھ، دارصادر ، بیروت)

(الاعتقاد للبیہقی،المؤلف :أحمد بن الحسین بن علی بن موسی

الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی 458ھ) ،دارالآفاق الجدیدہ ،بیروت)

(شرح السنة للبغوی،المؤلف :محیی السنة، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (المتوفی 516ھ)،المکتب الاسلامی، بیروت)

(تاریخ دمشق الکبیر ،علامہ علی بن حسن ، متوفیٰ 571ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(الترغیب والترہیب،امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری متوفی 656ھ،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(شرح النووی،امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(مشکاۃ المصابیح،علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی 742ھ،المکتب الاسلامی،بیروت و قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(مجمع الزوائد،حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی 807ھ،مکتبة القدسی،القاہرہ وبیروت دارالکتاب بیروت)

(فتح الباری،امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ، داراحیاء ا لتراث العربی،بیروت ودارالمعرفہ،بیروت)

(عمدةالقاری ،امام بدرالدین ابومحمدمحمودبن احمدعینی، متوفیٰ855ھ،داراحیاء ا لتراث العربی،بیروت ودارالکتب العلمیة، بیروت)

(شرح السیوطی علی مسلم،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،دارابن عفان للنشروالتوزیع،عرب)

(إرشاد الساری،شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی 923ھ، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(کنز العمال،المؤلف :علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی975ھ،مؤسسة الرسالہ، بیروت)

((مشکاۃ المصابیح،علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی 742ھ،المکتب الاسلامی،بیروت و قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(مجمع الزوائد،حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی 807ھ،مکتبة القدسی،القاہرہ وبیروت دارالکتاب بیروت)

(المرقاة،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی 1014ھ،المکتبة الحبیبیہ کوئٹہ)

(فیض القدیر،المؤلف :زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری (المتوفی 1031ھ،دارالمعرفة ،بیروت)

(التیسیر شرح الجامع الصغیر،المؤلف :زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری (المتوفی1031)،مکتبة الامام الشافعی ،ریاض)

(أشعة اللمعات،شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی 1052ھ،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

(شعب الایمان،،المؤلف :أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی 458ھ)،مکتبة الرشدللنشر والتوزیع،ریاض)

"(منہج ابن الأثیر الجزری فی مصنفه النہایة فی غریب الحدیث والأثر،أحمد بن محمد الخراط، أبو بلال ،مجمع الملک فہد لطباعة المصحف الشریف بالمدینة المنورة)

(بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث۔ :أبو محمد الحارث بن محمد بن داہر التميمی البغدادی الخصيب المعروف بابن أبي أسامة (المتوفى : 282)،مركز خدمة السنة والسيرةالنبوية،مدينه منوره)

(الاعتقاد للبيهقي،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458ه)،دارالآفاق الجديده ،بيروت)(اللآلیء المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة،عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى 911 :)، دار الكتب العلمية - بيروت)

(السنن الكبرى ،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458ھ، دارصادر ، بيروت)

(الفردوس بماثور الخطاب،حافظ ابو شجاع شيرويه بن شهرداربن شيرويه ديلمی،متوفى 509ھ،دارالكتب العلميه،بيروت)

(الترغيب والترهيب،امام زکی الدين عبد العظيم بن عبد القوی منذری متوفى 1248ھ،مصطفى البابی ،مصر)

(نيل الاوطار،المؤلف :محمد بن علی بن محمد بن عبد الله الشوكانی اليمنی (المتوفى 1250ه)،دارالحديث،مصر)

(مرأة المناجيح،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی 1391ھ، نعیمی کتب خانہ،گجرات)

کتب الفقہ واصول الفقہ

(مدخل لابن حاج،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشهير بابن الحاج (المتوفى 737ه)،دارالتراث،بيروت

(التوضيح والتلويح،عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعه متوفىٰ 792ھ

،مطبع ميرمحمد ،کراچی)

(مدخل لابن حاج،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشهير بابن الحاج (المتوفى 737ه)،دارالتراث،بيروت

(التوضيح والتلويح،عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعه متوفىٰ 792ھ ،مطبع ميرمحمد ،کراچی)

(الحاوی للفتاوی بحوالہ ابن حجر ،المؤلف :عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى 911)،دارالفكر ،بيروت)

(المغنی،أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشهير بابن قدامة المقدسی (المتوفى 620 :)،مكتبة القاهرة)

(فتاوی عزیزی،شاه عبدالعزیزمحدث دہلوی(المتوفی1239ھ)

(حاشية الطحطاوي على الدر المختار،المؤلف :أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي -توفي 1231ه)،المكتبة لعربيه (درمختار،المؤلف :علاؤالدين حصکفی (المتوفی)مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

(ردالمحتار،محمد امين ابن عابدين شامی متوفى 1252ھ،دارالفكر،بيروت)

(فتاوی رضويہ ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(بہار شریعت،صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی1367)،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

کتب السیرۃوالتاریخ

نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض ،علامہ شہاب الدين خفاجی(المتوفی1069)،مركز اہلسنت بركات رضا ،گجرات، ہند)

(المواهب اللدنية، المقصد الرابع، الفصل الثانی،شہاب الدين احمد بن

محمد قسطلانی متوفی 932ھ،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(شـرح الشـفـاء لـمـلاعلی قاری،ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی 1014ھ،
دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(السیرة النبویة لابن ہشام،المؤلف :عبد الملك بن ہشام بن أیوب الحمیری
المعافری، أبو محمد، جمال الدین (المتوفی213ھ)،دارابن کثیر ،بیروت)

(السیـرة الـنبویة لابن کثیر،المؤلف :أبـو الـفـداء إسـماعیل بن عمر بن کثیر
القرشی الدمشقی (المتوفی774،دارالمعرفة للنشر والتوزیع ،بیروت)

(سیرت حلبیہ(انسان العیون)،المؤلف :علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو
الـفـرج، نـور الـدیـن ابـن برہان الدین (المتوفی 1044ھ،دارالـکـتـب الـعلمیہ،
بیروت)

(سبـل الـهـدی،المؤلف :مـحـمـد بـن یـوسـف الـصـالـحی الشامی (المتوفی
942ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(شـرح الـزرقانی علی المواہب اللدنیہ ،المؤلف :أبـو عبد اللہ محمد بن عبد
البـاقـی بـن یـوسـف بـن أحـمـد بـن شـہاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی
(المتوفی1122ھ، دارالمعرفة ،بیروتالکتب العلمیة، بیروت)

(فتـوح الشـام،مـحمد بن عمر بن واقد السـہمی الأسلمی بالولاء ، المدنی، أبو
عبد اللہ، الواقدی (المتوفی 207 :)دار الکتب العلمیة
،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

(مغازی الواقدی،المؤلف :محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء ،
المدنی، أبو عبد اللہ، الواقدی (المتوفی207)،دارالاعلمی،بیروت)

(تـاریـخ الـخـمیـس فـی احـوال انفس نفیس،المؤلف :حسـیـن بـن محمد بن
الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی966ھ)، مؤسسة شعبان، بیروت)

(تاریخ اسلام ،،المؤلف :شـمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان

بن قَایْماز الذہبی، دارالکتاب العربی،بیروت)

(البـدایة والـنـہـایة،عـمـاد الـدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی ،متوفیٰ
774ھ،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(الـخـصائص الکبری،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،دار
الکتب العلمیہ، بیروت وگجرات، الـہند)

(دلائـل الـنبـوة للبیہقی،أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی
الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی458 :ھ،دارالکتب،بیروت)

(الشـفـاء بتـعـریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،القاضی ابو الفضل
عیاض مالکی متوفی 544 ھ،دارالفیحاء،عمان)

(تـاریـخ دمشق لابن عسـاکرتاریخ دمشق،أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبة
الـلـہ الـمـعـروف بـابن عسـاکر (المتوفی 571 :)،دار الـفـکـر لـلطباعة والنشر
والتوزیع)

(سیـرت مـصـطـفـے صـلـی ا لـلـہ عـلیہ وسلم ،عبدالمصطفی اعظمی ،مکتبة
المدینہ،کراچی)

(سـلطنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ، مفتی احمد یارخان نعیمی،قادری
پبلشرز،لاہور)

کتب التصوف

(احـیـاء الـعـلـوم،المؤلف :أبـو حـامـد مـحـمـد بـن مـحـمـد الغزالی الطوسی
(المتوفی505،مطبعة المشہد الحسینی ،قاہرہ)

(بہـجة الاسـرار،امـام نـورالـدین ابـوالـحسـن عـلـی شـطنوفی قدس سرہ
المتوفی713ھ)

(مـخـتـارات مـن اجـل الشعرفی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،المؤلف:
محّمد سَعید رَمضان البوطی(معاصر)، دارالمعرفہ،دمشق)

(فیوض الحرمین،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176 ھ)

التراجم والطبقات

(الطبقات الکبری لابن سعد ،المؤلف :أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء ، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی،230ھ، دارصادر، بیروت)

(الاصابة فی تمییز الصحابة،المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی852ھ،دارالفکر ،بیروت)

(تاریخ بغداد،المؤلف :أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (المتوفی463ھ)،دارالکتاب العربی ،بیروت)

(سیر أعلام النبلاء ،شمس الدین محمد بن احمدذہبی(متوفی 748ھ)دار الفکر، بیروت) ،مطبعہ دائرة المعارف النظامیہ،ہند)

(طبقات ابن سعد،،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تہذیب الاسماء واللغات،المؤلف :أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی676ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تذکرة الحفاظ،المؤلف :شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی748ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(صفة الصفوة ،امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی(متوفی 597ھ) دارالحدیث،مصر)

(سلک الدررفی اعیان القرن،المؤلف :محمد خلیل بن علی بن محمد بن محمد مراد الحسینی، أبو الفضل(المتوفی1206،دارالبشائر الاسلامیہ ،دارابن حزم)(سیر أعلام النبلاء ،شمس الدین محمد بن احمدذہبی(متوفی 748ھ)دار الفکر، بیروت)

(میزان الاعتدال فی نقدالرجل ،المؤلف :شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن

أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی748ھ)،دارالمعرفة للطباعة، بیروت)

متفرق کتب

حیاة الانبیاء فی قبورہم للبیہقی،المؤلف :أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی 458ھ)،مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنورہ)

(نفحات الانس،امام عبد الرحمٰن بن احمد الجامی 898ھ)

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبیب،المؤلف :شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی (المتوفی902ھ،دارالریان للتراث)

(وفاء الوفا ،المؤلف :علی بن عبد اللہ بن أحمد الحسنی الشافعی، نور الدین أبو الحسن السمہودی (المتوفی911،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

(المستطرف فی کل فن مستطرف،المؤلف :شہاب الدین محمد بن أحمد بن منصور الأبشیہی أبو الفتح (المتوفی852،عالم الکتب،بیروت)

(شرح خرپوتی علی البردہ،علامہ عمر بن احمد الخرپوتی،نورمحمد اصح المطالع کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

(فیصلہ ہفت مسئلہ،حاجی امداد اللہ مہاجر مکی(المتوفی 1317ھ)، مطبوعہ قیمی پریس، کانپور)

(جلاء الافہام،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی 751ھ)، دارالعروبہ،الکویت (تحفة المودود باحکام المولود،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی751،مکتبہ دارالبیان،دمشق)

(شرف المصطفیٰ،عبد الملک بن محمد بن إبراہیم النیسابوری الخرکوشی، أبو سعد (المتوفی407 ـ)،دارالبشائر الاسلامیہ،مکہ)

(نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس،عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری (المتوفی 894 :ہـ)،المطبعۃ الکاستلیہ،مصر)

(روحانی خزائن (مجموعہ کتب ورسائل قادیانی)

(التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ،أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی (المتوفی: 671)،مکتبۃ دار المنہاج للنشر والتوزیع، الریاض)

(الدرالثمین فی مجموعۃ المسلسلات ، میر محمد کتب خانہ کراچی)

(ماثبت بالسنۃ،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی 1053)، دار الاشاعت کراچی)

(دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب، الاسلامیہ ،بیروت)

(تفریح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن ، سنی دارالاشاعت ،فیصل آباد)

(میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 597 ھ)،اسلامک بکس،لاہور)

(المقاصد الحسنۃ،المؤلف :شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی (المتوفی902ھ،دارالکتاب العربی ،بیروت)

(العواصم والقواصم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم،ابن الوزیر، محمد بن إبراہیم بن علی بن المرتضی بن المفضل الحسنی القاسمی، أبو عبد اللہ، عز الدین، من آل الوزیر (المتوفی840 :)،مؤسسۃ الرسالۃ لطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل،أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (المتوفی241 :)دار العلمیۃ -الہند)

(جذب القلوب،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی1053)

حدائق بخشش،اعلیٰ حضرت امام احمدرضا خان متوفی1340،ناشر اکبر بک سیلرز،لاہور)

(ملفوظات اعلیٰ حضرت،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ،مکتبۃالمدینہ،کراچی)

(ہب النسیم علی نفحات الصلوۃ التسلیم از سید حسن بن نبیہ حسن مدرس مدرسۃ دیوبند)

خوشخبری

عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے

’’شرح جامع ترمذی‘‘

مؤلف: استاد الفقہ والحدیث مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

اس شرح کی خصوصیات:

(1) جامع ترمذی کے مکمل متن (حدیث اور اس پر امام ترمذی کے کلام) کا سلیس اردو ترجمہ۔

(2) جامع ترمذی کی احادیث کی تخریج کم از کم صحاح ستہ سے۔

(3) امام ترمذی کی ذکر کردہ علمی وفنی اصطلاحات کی وضاحت حتی الامکان متعلقہ فن کی کتب سے۔

(4) جن روایانِ حدیث کا امام ترمذی نے خاص طور پر ذکر کیا ہے ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی آراء۔

(5) حدیث پاک کی تشریح آسان الفاظ میں علامہ بدرالدین عینی، ملاعلی قاری، علامہ نووی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن بطال، علامہ ابن عبدالبر، علامہ قسطلانی، علامہ مناوی اور علامہ سیوطی وغیرہم اکابر محدثین کے کلام کی روشنی میں۔

(6) اختصار کے ساتھ احادیث سے ثابت ہونے والے امور وفوائد کا بیان۔

(7) اکثر احادیث مبارکہ کے کے تحت فقہی مسائل میں مذاہب اربعہ (احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ) کی آراء دلائل کے ساتھ نیز احناف کے دلائل کی ترجیح اور دیگر ائمہ کے دلائل کے جوابات۔

(8) شروحِ حدیث سے فقہی مذاہب نقل کرنے کی بجائے حتی الامکان اس بات

کا اہتمام کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کی آراء ان ہی کی معتبر فقہی کتب سے نقل کی جائیں جیسے شوافع کی رائے ان کی کسی معتبر فقہی کتاب سے اور احناف کی رائے احناف کی معتبر فقہی کتاب سے علی ہذا القیاس۔

(9) متعدد جدید فقہی مسائل پر کلام مثلاً ٹوتھ برش مسواک کا نعم البدل ہے یا نہیں؟، ٹوائلٹ پیپرز سے استنجاء کرنے کی تحقیق، کموڈ پر استنجاء کرنے کا مسئلہ، انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ، انگریزی بوٹوں پر مسح کرنے کا مسئلہ وغیرہا۔

(10) جگہ بہ جگہ عقائد اہلسنت اور معمولاتِ اہلسنت کا اثبات ودفاع مدلل اور مثبت انداز میں، مثلاً علمِ غیب، اختیاراتِ مصطفیٰ، قبر پر پھول رکھنا وغیرہا۔